# تفسیرِ علیم

## (قرآن حکیم)

جلد یازدہم
11

از

خواجۂ عارفیاں، ابدالِ چشت اہلِ بہشت

عاملِ شریعت، کاملِ طریقت

صادق البیان، مُفسّرُ القرآن

فدائے عشقِ محمّدی

ضیائے غلامِ عارفی، وفائے سگِ افضلی

## حضرت قاضی محمّد علیم اللہ عارفی

قادری، چشتی، صابری عارفی رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب ________ تفسیرِ علیم (جلد یازدہم)
ترتیب و پیشکش ________ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی
ناشر ________ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

| تعداد | تاریخِ اشاعت |
|---|---|
| ۱۰۰۰ | صفر المظفر ۱۴۳۹ھ نومبر ۲۰۱۷ء |

297-64
ش 93 ع
140085

E-mail: arfeen@cyber.net.pk



Marfat.com

# مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے "تفسیرِ علیم (جلد یازدہم)" کے عنوان سے جناب خواجۂ عارفیاں، ابدالِ چشت اہلِ بہشت، عاملِ شریعت، کاملِ طریقت، صادق البیان، مُفسّرُ القرآن، فدائے عشقِ محمدّی، ضیائے غلامِ عارفی، وفائے سگِ افضلی، حضرت قاضی محمد علیم اللہ عارفی قادری، چشتی، صابری عارفی رحمۃ اللہ علیہ کے قرآنی بیان کو کتاب کی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جو جو میری خامیاں ہیں اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسَلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللّٰہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کر لے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالِم حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسَلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسَلّم) اُس سے راضی ہو جائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانیؒ

Marfat.com

# اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلا تے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی

# گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی



Marfat.com

## پارۃ تلک الرسل سورۃ اٰل عمران

## اٰیات نمبر: ۱۴ تا ۱۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰه

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ
وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ
الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ
وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾
قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ
اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ
مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ
بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ ﴿۱۵﴾



Marfat.com

لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی
محبّت ، عورتیں، اور بیٹے، اور تلے اُوپر سونے
چاندی کے ڈھیر اور نشان لئے ہوئے گھوڑے
اور چوپائے اور کھیتی ، یہ جیتی دُنیا کی پونجی ہے
اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانہ ﴿۱۴﴾ تم فرماؤ
کیا میں تمہیں اِس سے بہتر چیز بتادوں
پرہیز گاروں کے لئے ، اِن کے رب کے پاس
جنّتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ، ہمیشہ
ان میں رہیں گے اور ستھری بیبیاں ، اور اللہ
کی خوشنودی اور اللہ بندوں کو دیکھتا ہے ﴿۱۵﴾

میں نے اِس وقت سورۂ آلِ عمران کی ۱۴ ,اور ۱۵ دو
آیات کی تلاوت کی ہے ۔ آج انشاء اللہ اِن آیات کی تفسیر
بیان کروں گا ۔ مختصراً اعادہ کردوں پچھلی آیات کا جو آلِ عمران
کی تھیں ۔ یہ سُورت بذاتِ خود ردِّ شرک ہے اور پچھلی آیت
میں غزوۂ بدر کا حوالہ تھا ۔ اس سے پہلے کی آیات میں تھا کہ
کفّار جو ہیں اپنی آل و اولاد پر تکیہ کرتے ہیں ۔ اور وہ
(اولاد) انہیں (ماں باپ) بچا نہیں سکتی ۔ اِس لئے کہ یہ



Marfat.com

سب فانی چیزیں ہیں حقیقت طاقت اور نصرت تو اللہ تعالیٰ کی حمایت میں ہے۔ اور پھر اللہ نے ۱۳ نمبر آیت میں ایک مثال اور نمونہ بیان کیا تھا اپنی نصرت کا۔ کہ جب دو فوجیں آپس میں نبردِ آزما ہوئی تھیں۔ ایک کمزور تھی، دُنیاوی ساز و سامان نہیں تھا، کُل تین سو تیرہ (۳۱۳) افراد تھے، لیکن وہ مومن تھے۔ اللہ کی رضا ان کے ساتھ تھی اس لئے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر رہے تھے۔ اور جو دوسری طرف زیادہ طاقتور اور ساز و سامان سے لیس تھے اور گھوڑوں اور اُونٹوں سے مُسلح اور مُزیّن فوج تھی۔ وہ کفر و الحاد کے لئے جنگ کر رہے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل نہ تھی۔ کافر جب مسلمانوں کو دیکھتے تھے تو اپنی آنکھوں سے ایک ایک کے دُو دُو اور تین تین اُن کو نظر آتے تھے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے، اسے اپنی نصرت سے نوازتا ہے ان کے ہاتھ مضبوط کر دیتا ہے۔

اَب ۱۴ ویں آیتِ مبارکہ میں اس کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔ پہلے اجمالاً ذکر تھا اور یہی ذکر اِس کا پچھلی آیت سے تعلق ہے۔ قبل اس کے کہ میں اس کی تفسیر بیان کروں آپ کو کچھ انسان کی ہیئت کے متعلق بتادوں۔ کہ اللہ تعالیٰ



Marfat.com

نے رُوح بنائی۔ یہ ایک پاکیزہ چیز ہے۔ اسکی اپنی ایک طاقت ہے۔ اِس کی ایک اپنی کشش ہے۔ نورِ علیٰ نور، اللہ کی طرف سے۔ جب ہم اُس دنیا میں تھے تو ہم اپنی باطنی آنکھوں سے، روحانی آنکھوں سے، اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے تھے۔ اس کی قدرت، سطوت اور حکومت دیکھتے تھے، کہ وہ مالک الملک ہے۔ اور وہ کہتا ہے: کُن فیکون تو ہو جاتا ہے۔ جب ہم وہاں سے نکلے تو تنگ نظر ہو گئے۔ ماں کے پیٹ میں آئے تو ہم نے سمجھا کہ بس یہی ہماری دُنیا ہے، اور یہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ جب وہاں سے نکلے تو سمجھے کہ ہم دربدر کر دیئے گئے ہیں کہ اس دنیا میں آنے کے ساتھ ہی ہم نے رونا چلّانا شروع کر دیا۔ اِس کے بعد اِس دنیا کی چیزوں سے مانوس ہوئے۔ رُوح جو ہے وہ جسم کی قید میں آگئی۔ اپنے وجود کا ایک حجاب آگیا۔ آنکھوں سے جو چیز دیکھی، اُسی کو ہم نے اصل سمجھ لیا کہ یہ ہماری عورتیں، یہ ہمارے بیٹے، بیویاں، یہ ہمارا مکان، یہ ہمارا سونا چاندی، یہ ہماری کھتیاں، یہ ہمارے گھوڑے، یہ اُونٹ، یہ ہمارے بَیل اور بکریاں، مویشی جو بھی ہماری دنیاوی آسائشیں ہیں، ہم نے سمجھا کہ یہی سَب کچھ ہے۔ اور



Marfat.com

بجائے اس کے کہ اُس کو ہم اس طرح سے برتتے کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرتے اور رُوح کو ترقی ہوتی ، اپنی باطنی بصیرت قائم رہتی ، روحانی بصیرت قائم رہتی ، ہم نے اِسی کو سَب کچھ سمجھ لیا اور یہ کفّار کا طریقہ ہے ۔ اور پھر اِس دنیا کی محبّت میں لگ جاتے ہیں ۔

ہاں ! جو لوگ اپنی عبادات کے ذریعے سے یا اللہ تعالیٰ کی محبّت حاصل کرنے کے لئے ، مال کو اللہ کی رَاہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی محبّت اُن چیزوں کی قیدی نہیں بنتی ۔ اُن کی محبّت اللہ ہی کے لئے وقف رہتی ہے ۔ ان کو اللہ اِن چیزوں کو استعمال کرنے سے اور اُن سے استفادہ حاصل کرنے سے منع نہیں کرتا ، لیکن دولت سے زیادہ دولت دینے والے کی محبّت دل میں رکھتے ہیں ، تو وہ لوگ اللہ کے قریب اس دُنیا میں بھی رہتے ہیں ، اور آخرت میں بھی۔ وہ حجاب اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ۔ ان کی باطنی بصیرت ، انکی روحانیت ، ان حجاب کے پردوں سے آگے نکل جاتی ہے ۔

تو اِس آیت مبارکہ میں اِن دو چیزوں کا ذکر ہے : ایک حُبّ الشہوَات کا ذکر ہے ، نفسانی خواہشات کا ذکر ہے ۔ اور دوسرا روحانی تصرّفات ، اور اس کی پاکیزگی کا ۔ اِسکی



Marfat.com

بصیرت اور اس کے عشق کا۔ محبّت انسان کی فطرت ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں کہتا کہ محبّت نہ کرو بیوی، بچّوں سے محبّت کرو۔ اپنے مال اور دولت کو پسند کرو، استفادہ اٹھاؤ، لیکن حقیقی محبّت جو ہے وہ اللہ کے لئے مخصوص کرو، اور ہر چیز کو اس تک پہنچنے کا اس کی رضا کا ذریعہ بناؤ۔

تو یہ انسان کی فطرت میں تضاد ہے۔ اس کا نفس بھی اور اس کی رُوح بھی ہے۔ اب اس آیتِ مُبارکہ میں یہی دونوں کا تعلق ہے کہ کفّار کا ذکر کیا، اس کے بعد اِن چیزوں کا ذکر کیا جن کی وجہ سے جیسے کفّار اللہ تعالیٰ سے دُور رہنے والے ہیں، جن پہ بھروسہ کرتے ہیں، جس کی محبّت میں دینے والے کو بھُول جاتے ہیں، اُس کی محبّت سے غافل ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ نے فرمایا : زین للناس : اللہ تعالےٰ نے لوگوں کے لئے مزّین کر دیا ہے کس چیز کو؟ : حب الشھوات : ان خواہشات اور ان محبّتوں کی لَذّات کو زیادہ پُرکشش بنا دیا ہے کن چیزوں کو ان سات چیزوں کو : من النساء : اپنی عورتوں کو۔ اسلام کے اندر بیوی بچوں سے کِنارہ کشی جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس کا جو تکوینی نظام ہے، اس کا تقاضا ہے کہ بیوی بھی ہو، بچّے بھی ہوں،

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کس نے یہ نعمت عطا کی ؟ اور اس کے بتائے ہوئے طریقے سے انہیں برتیں لیکن اگر ہم اِن چیزوں کی محبّت میں اِن چیزوں کے بنانے اور دینے والے کو بھول گئے ، تو ہم بہت ہی گھاٹے میں رہے ۔ پھر حجابات ہمارے بڑھتے ہی بڑھتے چلے جائیں گے۔

تو اِس میں غافل مومن بھی شامل ہیں اور اِس میں کفّار و مشرک بھی شامل ہیں ، اُن کو اِن چیزوں کی محبّت نے زیادہ پرکشش بنا دیا ہے۔ دُنیا کی چیزیں مال و دولت ہیں وہ ایک پُل کا بھی کام کرتی ہیں ، زندگی اس پر سے گزُر جاتی ہے ۔ تو اللہ نے یہاں پر فرمایا ہے : والقناطیر المقنطرۃ : جو آپ نے دولت ، اور مال اکٹھا کیا ہے اور اِسے استحکام دیا ہے ، جس نے اپنی ظاہری زندگی کو ۔ اور وہ کون سی چیزیں ہیں ، وہ کون سے اثاثے ہیں ؟ من الذھب : سونا ۔ جب آپ کے ہاتھ سے نکل کر کسی اور کے ہاتھ تک پہنچتا ہے ، تب اس کی صحیح قیمت جو ہے وہ معیشت میں قائم ہوتی ہے اور پھر اس کے بدلے وہ کوئی چیز آپ کو ملتی ہے تو وہ سونا تم سے جُدا ہو کر تمہارے لئے کچھ کرتا ہے اس کی محبّت میں : والفضۃ : اور چاندی ، اور



Marfat.com

فضہ کا مطلب ہے وہ بھی جو منتشر ہونے والی چیز ہے ۔ وہ چاندی کے سکے ہوتے تھے۔ سونے کے ڈھیر ہوتے تھے، ڈلے ہوتے تھے اور چاندی کی کیا خصوصیت ہے ؟ وہ گردش میں ہوتی تھی ۔نکل کے گھومتی پھرتی ہے تو یہ گھومنے والی قیمتی شے جسے تم نے قیمتی سمجھ رکھا ہے چاندی جو گردش کرتی رہتی ہے ۔گردش کرنے والی چیز اثاثے ان سے محبّت کرتے ہیں۔ چار چیزیں ہوگئیں : والخیل المسومة : خیل، کہتے ہیں گھوڑوں کو اور یہ جمع ہے اس کی واحد نہیں ہے ، گھوڑے اور کون سے گھوڑے :مسومة : جس پر داغ دیا ہُوا ہو ، نمبر ہو ، جس کی پہچان ہو۔ اعلیٰ نسل کا ہو تو وہ گھوڑے جو اعلیٰ نسل کے ہیں ۔ اچھے ہیں ، اچھی ذات پات کے ہیں : والانعام: اور مویشی جس میں اونٹ ، بیل ، بکری یہ سب شامل ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ جب آپ کے دِل میں خواہش پیدا کرتا ہے تو اس کا مقصد ہے کہ آپ اس کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھائیں اور ان نعمتوں کو اس طریقے سے برتیں کہ اللہ تعالیٰ سے ربط قائم رہے ، اس کی محبت قائم رہے ، اسکے ذریعے سے آپ اپنی آخرت بنائیں ۔ شیطان چاہتا ہے کہ لوگ صرف اُسی سے محبت کریں اور اُسی کے ہو کے رَہ جائیں ، اور



Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے غافِل ہو جائیں اور آپ کے حجابات بڑھ جائیں، اور آپ اللہ کی قُربت سے دُور ہو جائیں، اللہ تعالیٰ سے آپ کی رُوحانی طاقتیں ختم ہو جائیں۔ تو یہ چیزیں تو دُنیا کی ہیں اور دُنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ لہٰذا چاہے ہماری عورتیں ہوں، اعلیٰ نسب کی ہوں، خوبصورت ہوں، پڑھی لکھی ہوں، کتنی ہی پسندیدہ ہوں، وہ بھی اس دُنیا میں نہیں رہیں گی۔ نہ آل و اولاد اور نہ دولت رہے گی، نہ مال مویشی، اور نہ گھوڑے رہیں گے نہ یہ طاقت رہے گی۔ جس چیز کو پائیداری ہے وہ آخرت ہے۔

وہ آخرت کس کے پاس ہے؟ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور: واللہ عندہ حسن المآب ٥ : پہلے اہلِ نفس کی چیزوں کا ذکر ہوا۔ اب اہلِ رُوح کی چیزوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ بے شک اللہ ہی وہ ذات ہے کہ اس کے پاس بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔ اس آیتِ مبارکہ کا پچھلی ۱۲ویں آیت سے کچھ تعلق تھا۔ پچھلی آیت میں جنگِ بدر کا ذکر کیا گیا تھا۔ اَب یہ ذکر کیا جارہا ہے کہ حُبِّ دنیا ہی وجہِ قتال ہے۔ یہی شہواتِ النِّسآء اور بنین، اور فضہ و ذھب، اور خیل اور انعام اور حرث۔ یہی آسائشاتِ دُنیا جو ہیں، انسان کو



Marfat.com

مغرور کرتی ہیں ، یہی سارے جھگڑے کی جنگ ہے ۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ جب نصرانیوں اور یہودیوں کا قبیلہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے دربار میں مناظرے کے لئے آیا اور سرکار دو عالم ﷺ اُن سے بہت ہی محبّت اور شفقت سے پیش آئے اور ان کو مسجد میں بٹھایا ، اور ان کو مسجد میں نماز پڑھنے کی بھی اِجازت دی ، اپنے طریقے سے ۔ اور جب اِن میں ، آپس میں مناظرہ ہُوا ، اور سرکارِ دو عالم ﷺ نے ثابت کر دیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام تو اللہ کے بندے ہیں ، ٹھیک ہے ، اُن کے کچھ تصرفات ہیں اللہ کے فضل و کرم سے ۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ تو وہی ہیں جن کا ذکر ہماری کتابوں میں ہے ۔ تو دوسرے نے کہا کہ پھر تم ایمان کیوں نہیں لاتے ۔ ہم ایمان اس لئے نہیں لاتے کہ جائیداد و مال ہم سے چھن جائے گا ۔ تو وہ اپنے مال اور اپنی عزّت و آبرو کے چھن جانے کے ڈر سے ایمان نہیں لائے اور پھر بعد میں مسلمانوں سے (انہوں نے کفّارِ مکّہ سے مل کر) جنگ کی تیاری کی ۔

اَب یہ کہ حُبِّ دُنیا ہی جو ہے دراصل وجہِ قتال ہے اور اُس وقت بھی جنگ ہوتی تھی تو حُبِّ دُنیا کی وجہ سے ہوتی تھی ۔ پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ مال و



Marfat.com

اولاد کفّار کے کسی کام نہیں آئیں گے جیسے کہ فرعون کے کام نہیں آئے تھے اور اس سے پہلے نمرود کے کام نہیں آئے تھے۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ، ابو حارثہ جو آیا تھا مناظرے کیلئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے، اس نے آپؐ کے سچّے ہونے کا اقرار کیا۔ لیکن مال چھن جانے کے خوف سے وہ ایمان نہ لایا۔ اور جب جنگِ بدر کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے یہود کو دعوتِ اسلام دی، اور کہا کہ تم ایمان لاؤ ورنہ پھر تم اسی طرح سے مارے جاؤ گے۔ (اور جیساکہ بعد میں خیبر کی جنگ میں یہودی مارے گئے، اور جو باقی بچے ان کو مُلک بدر کر دیا گیا۔) تو جب ان کو آنے والی مصیبتوں سے ڈرایا، تو بھی وہ ایمان نہ لائے بلکہ انہوں نے اپنے مال و اسباب پر بھروسہ کیا۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس تم سے زیادہ جرّی سپاہی ہیں۔ ہمارے پاس زیادہ مال اور سامانِ حرب ہے۔ جب جنگ ہوگی تو دیکھا جائے گا۔

اِس آیتِ مبارکہ میں ان کے اِس خیال کی تردید ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا ہے: زین للناس حب الشھوات: یہ دنیا کیا ہے؟ یہ آزمائش کی، امتحان کی جگہ ہے جب: الست بربکم: کے جواب میں ہماری روحوں نے کہا تھا: قالوا بلیٰ:



Marfat.com

تو پھر اللہ نے اِس دنیا میں وہ چیزیں پیدا کر دیں جن سے ہماری محبّت ہو، نفس جن کی طرف مائل ہو، اور پھر اُس آزمائش میں ہمیں نعمتیں دے کر آزماتا ہے کہ ہمیں نعمتوں سے محبّت ہے یا نعمت عطا کرنے والے سے۔ تو یہ زمین زینت سے ہے۔ زیبائش جن چیزوں میں ظاہری زیبائش ہے تاکہ امتحان کے لئے دل میں دُنیا کی محبّت پیدا کرے، یہ ربّ کا کام ہے اور ہماری خواہشات اور شہوات کو بھڑکانا یہ شیطان کا کام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف کشش جو ہے یہ دنیاوی اثاثوں کی طرح کشش نہیں ہے یہ ہمارے جسم کی کشش اُس طرف ہے۔ روح کی کشش صرف جو ہے وہ رُوحانی لذّات کی طرف ہے روزہ ہے، نماز ہے، ذِکر ہے۔ اِس میں اللہ تعالیٰ نے کشش اور لذّت رکھی ہے۔ اور ہمارا کام یہ ہے کہ ہم شیطان کے بہکاوے میں نہ آئیں۔ ان دُنیاوی اثاثوں کی محبّت میں نہ پڑیں، بلکہ وہ چیزیں جن میں روحانی لذّت ہے اِس کی تلاش کریں۔

تفسیرِ کبیر میں یہ ہے کہ بعض چیزیں ایسی ہیں جو جسم کو مفید ہیں اور بعض رُوح کو مُفید ہیں۔ اور اسی وجہ سے انسان میں شہواتِ نفسانیہ موجود ہیں۔ انسان کو سب سے زیادہ



Marfat.com

محبّت کِس سے ہوتی ہے ؟ عورت سے ہوتی ہے ۔کیوں ؟ وہ اس کے وجود کا ایک حصّہ ہے ۔ حضرت آدم علیہ السّلام کی پسلی سے پیدا کی گئی ۔ اور اللہ تعالیٰ نے خود انتخاب کیا عورت کی ذات کا اِنسان کی دلجوئی کے لئے اور اللہ تعالیٰ نے اِسے ذریعہ بنایا نسلِ انسان کو بڑھانے کا ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو رتبہ اور مرتبہ دیا ماں ہونے کا ۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے رُتبہ دیا بیٹی ہونے کا ۔ یہ عورتیں جو ہیں ان میں سے نبیوں کی بیٹیاں بھی ہیں ۔ نبیوں کی بیویاں بھی ہیں ۔ نبیوں کی مائیں بھی ہیں ۔ ان میں حضرت مریم علیہا السلام بھی ہیں اور حضرت رابعہ بصریؒ بھی ہیں ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے انسان کے دلوں میں ایک فطری محبت پیدا کی ہے فطری کشش پیدا کی ہے ۔ لیکن یہی وجہ پہلے فساد کی بھی تھی ، پہلا قتل بھی انہی کی وجہ سے ہوا ، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ میری نعمت ہے یہ میں نے ایک عظیم چیز تمہیں عطا کی ہے تم میرے کہنے پر رہوگے تو یہ نعمت بن کر تمہارے لئے رہے گی ۔ اور اگر شیطان کے کہنے پر چلو گے تو یہی تمہارے لئے باعثِ تباہی بن جائیں گی۔ جیسے کہ ہابیل وقابیل کا واقعہ ہے ۔

اس آیتِ مبارکہ کی مختصراً تفسیر یہ ہوئی کہ دُنیا فانی



Marfat.com

ہے ، اس کو فنا ہو جانا ہے ، دُنیا کی کسی چیز کو بقا نہیں ہے ۔ اور یہ مقام عبرت ہے آخرت جو ہے وہ عالم باقی ہے۔ اس کے مقابلے میں دنیا صرف خوابِ پریشاں ہے ۔ لیکن چونکہ انسان کی روحانیت جسم کی قید میں ہے اور رُوح پر حجابات ڈال دیئے گئے ہیں، جسم کے ۔ لہٰذا ہماری جو باطنی بصیرت ہے اس کے اوپر لَذّتِ دنیا اور حُبِّ دنیا کا پردہ ہے ۔ دنیاوی سامان اور اثاثوں کا پَردہ ہے ، عورت ہے ، اولاد ہے ، سونے چاندی ہیں ، گھوڑے ہیں ، اُونٹ ہیں ، گائے ، بیل ، بکری ، اور کھیتی باڑی ۔ ان سب کی محبّت ایسی حاوی ہے کہ ہم آخرت کی فکر سے بے نیاز ہو گئے ہیں اور ان کی محبّت جب شہوت کے دَرجے پر پہنچ جاتی ہے ، عبادت نہیں رہتی ۔ تو پھر کیا ہوتا ہے انسان دُنیا کو آخرت پر ترجیح دینا شروع کر دیتا ہے اور چند روزہ عیش کے عیوض وہ کفر اور بے دینی اور نافرمانی کا خریدار ہو جاتا ہے اس دولت کو بجائے اللہ کی راہ میں اور اللہ کی خوشنودی کے لئے اپنی آل ، اولاد اور مسکین و فقراء پر خرچ کرنے کے لئے اپنی تعیش کے لئے خرچ کرتا ہے اور جب انسان آخرت سے غافل ہو جاتا ہے تو اور بھی پردے پڑ جاتے ہیں اور باطنی بصیرت



Marfat.com

ختم ہو جاتی ہے۔ انسان باطنی طور پر اندھا ہو جاتا ہے۔ اسے اس دُنیا کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اور اللہ اس طرح کی غفلت سے ہمیں بچائے جبکہ یہ مال و اسباب جو ہیں اس کے نشے میں انسان اللہ اور اس کے رسُول ﷺ کا باغی ہو جاتا ہے۔ ان کے ہر حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آنکھوں والوں کیلئے یہ سب چیزیں جو ہیں نصیحتیں ہیں۔ بصیرت ہے۔ یہ سب چیزیں عارضی ہیں ان میں سے کچھ بھی تمہارے پاس نہیں رہنا ہے۔ یہ وجود تمہارا، یہ لذات، یہ تمہاری خواہشات یہ بھی فانی ہیں۔ واپس جانا ہے پاکیزہ اگر رُوح جائے گی تو قُربِ الٰہی نصیب ہوگا اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوں گے اچھا ٹھکانہ نصیب ہوگا۔ ربّ کے پاس جو کچھ ہے سب دائمی ہے۔ وہاں ایسا نہیں ہوگا کہ باغ میں آج پھل نکل رہے ہیں کل خزاں ہے۔ وہاں ایسا نہیں ہوگا کہ کھیتی آج ہے کل خشک ہوگئی، پھر نیا بیج ڈال رہے ہیں۔ وہاں تو ہر چیز ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تر و تازہ رہے گی، سرسبز رہے گی، باغ و بہاراں رہے گی، خدا کے اَمر سے۔ وہاں کھیتی کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ وہاں ہمیں زندہ رہنے کے لئے غذا کی ضرورت نہیں ہوگی، لیکن دنیا میں



Marfat.com

ہم نے ترکِ لذّت کیا یا شہوتِ لذّت سے اِجتناب کیا تو اللہ تعالیٰ ہمیں وہاں کی لذّتوں کا انعام دے گا ۔ پھل ہیں، جینے کے لئے وہاں نہیں کھانا پڑے گا ۔ اس لئے کہ وہاں کی زندگی تو دائمی ہوگی ۔ وہاں ہمیں دنیاوی حاجات نہیں ہوں گی جو ہمیں ناپاک کردیتی ہیں ، ہمیں کسی رفع حاجت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہم پاک وطیّب رہیں گے ۔ تاکہ اُس کا پاک نام بیان کرتے رہیں اس کی تسبیح و تہلیل کرتے رہیں ۔ تو یہ سب عارضی ہیں ، اور ربّ کے پاس سب کچھ دائمی ہے ۔ اور لذیذ ہے اور روحانی ہے ۔ یہ جسمانی نعمتیں جو ہیں یہ عارضی ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان سات چیزوں کی لذّات اور شہوات سے آپ کی تحذیر کی ہے کہ تم ہوشیار ہو جاؤ یہ چیزیں میری طرف سے دی ہوئی نعمت ہیں ۔ اگر تم نے مجھے بھُول کر اِن کو برتا تو تم گھاٹے میں رہ جاؤ گے ۔ انسان اشرف المخلوقات ہے ۔

اے عزیزانِ محترم ۔ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے لیکن انہیں شہوت نہیں دی۔ جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے شہوت دی ہے اور عقل نہیں دی ، وہ سینگ مار سکتے ہیں، کسی سے نفرت کر سکتے ہیں ، کسی کو چیر پھاڑ سکتے ہیں ، لیکن ان دونوں میں سے کسی کی پکڑ نہیں ہے ، اس لئے کہ دونوں



140010

Marfat.com

اشرف المخلوقات نہیں ہیں۔ جہاں دَرجات ہیں ، وہیں ذمّے داریاں ہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے کیوں ؟ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے فرشتوں کی طرح عقل دی ہے ۔ اور حیوان کی طرح شہوت دی ہے ۔ اگر وہ اپنی عقل پہ حاوی رہے گا اور اپنی روحانیت کو قائم رکھے گا تو فرشتوں سے افضل ہو جائے گا ۔ اگر وہ اپنی عقل اور روحانیت کی حفاظت کرے گا پھر حجابات کو دور کرتا رہے گا ، تو وہ فرشتوں سے بلند تر ہو جائے گا ۔ اور اگر اس نے اپنے کو شہوت میں ڈال دیا ، جھوٹی اور باطل محبّت میں ڈال دیا تو وہ حیوان سے بدتر ہو جائے گا ۔ تو آپ کو بنایا ہے اُس نے ۔ اس کی شانِ تکوینی میں اشرف المخلوقات اور آپ کو ودیعت کی ہے ۔ روحانیت بھی ، عقل بھی ، شہوت بھی ۔ لیکن اگر آپ اس سے بیگانہ نہ ہوئے تو آپ کی روحانیت ، آپ کی عقل ، آپ کی بصیرت ، حاوی رہے گی ۔ اور آپ فرشتوں سے بھی بلند مقام پہ ہونگے ۔ تو خلاصہ اس کا یہ ہے کہ دوسروں سے محبّت ضرور کریں اس حد تک جس حد تک اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے ۔ لیکن وہ محبّت جو ہے آپ کو اللہ سے بے گانہ نہ کرے ۔ اللہ سے بیگانہ کیا تو سب کچھ گیا ۔ ان فانی چیزوں کی طرح سے



Marfat.com

آپ بھی مٹ گئے ، اور کبھی قربِ الٰہی حاصل نہیں ہوگا اس سے دُوری ہو جائے گی تو اس کے رحم و کرم سے آپ محروم رہ جائیں گے۔

انسان جب ماں کے پیٹ میں تھا تو اُسی کو اپنا دائمی گھر تصور کیا۔ نِکلا تو رونا چلّانا شروع کر دیا۔ دنیا سے مایوس ہوا تو اسی کا ہو کے رہ گیا۔ وہ سمجھا کہ یہی سب کچھ ہے۔ اور آخرت کے مقابلے میں دنیا تو تنگ ہی ہے۔ جس طرح دنیا کے مقابلے میں ماں کا پیٹ تنگ تھا۔ اسی طرح آخرت کے مقابلے میں دنیا ایک تنگ و تاریک جگہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے شوق آخرت کا دلایا ہے۔ اِس آیتِ مبارکہ میں یہ کہہ کر کے : واللہ عندہ احسن المآب ٥ : اور محبّت ان اثاثوں سے نہ کرو۔ اللہ سے کرو۔ اس لئے کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے پاس بہترین ٹھکانہ ہے، تمہارے لئے جنّت ہے، تو یہ کہہ کر کے اللہ نے مومنین کو شوقِ آخرت دلایا۔ جیسے کہ ہر آیت سے کچھ فقہ کے کچھ دینی اُصول مرتب ہوتے ہیں، جن کو علمِ تفسیر میں "فائدہ" کہتے ہیں۔

تو اس آیتِ مبارکہ کے بھی کچھ فائدے ہیں :

• پہلی بات تو یہ ہے کہ بیوی اور اولاد سے جائز محبت منع



Marfat.com

نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ محبّت فطری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ہمارے دلوں میں ڈال دی ہے۔ تاکہ اس کا تکوینی نظام چلتا رہے۔ یہ ربّ کی طرف سے ہے۔

• دوسرا اُصول اسی سے ملتا جُلتا ہے وہ یہ کہ ترکِ دنیا میں بیوی بچّوں سے غفلت جائز نہیں ہے۔ ہمیں دنیا میں رہنا ہے لیکن دنیا کے بَن کر نہیں رہنا۔ ہمارا قبلہ وکعبہ ہماری منزل و مقصود، اور ہمارا محبوب وہی ربّ کی ذات ہے اور ہر وہ ذات ہے جس کا تعلق ربّ سے ہے، اور جس کا تعلق ربّ سے جتنا زیادہ ہے، وہی اتنا ہی ہمارے لئے قابلِ محبّت اور قابلِ احترام، اور قابلِ ادب ہے۔ اور اسی لحاظ سے سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذاتِ پاک ہمارے لئے سب سے زیادہ محبوب، سب سے زیادہ محترم، اور سب سے زیادہ قابل اَدب ہے۔

• تیسری بات یہ کہ دنیا سے محبّت جائز تو ہے، لیکن اِسے اتنی ہی محبّت دیں جو خود کو آخرت سے غافل نہ کرے۔ اس لئے کہ آخرت سے غافل ہو جانا ایک بہت بڑا جُرم ہے۔ بڑی تباہی کا باعث ہے۔

• چوتھا اُصول یہ ہے کہ مال جمع کرنا۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:



Marfat.com

والقناطیر المقنطرہ : یہ ایک مال محفوظ کرنے کی بات ہے۔ تو مال جمع کرنا جو ہے وہ بُرا نہیں ہے، اللہ کا فضل تلاش کرنا جو ہے بُرا نہیں ہے، اللہ نے فرمایا کہ جاؤ مجھے یاد کرو اور جب یاد کر چکو تو میرا فضل تلاش کرنے کیلئے نکل جاؤ۔ تو یبتغون فضل اللہ : کی بات اللہ نے کی تو مال جمع کرنا، کسبِ حلال کرنا یہ بُرا نہیں ہے اگر اس کا مقصد غلط نہیں ہے۔ اگر اس مال سے اللہ کی بغاوت اور اس کے حبیبؐ کی بغاوت کرنا یا جُوا کھیلنا ہے، جنگ و جدال کرنا ہے، اسلحہ تقسیم کرنا ہے، منشیات کی تجارت کرنی ہے تو وہ غلط ہے۔ اس لئے کہ مال تو دین کی ڈھال اور دنیاوی آبرو کا ذریعہ ہے۔

• پانچواں اُصول یہ ہے کہ اللہ سے محبّت ہمیں حق پرست بناتی ہے اور دنیا کی محبّت ہمیں دنیا پرست بناتی ہے۔ دُنیا بُری نہیں ہے، دنیا کی محبت بُری ہے۔ دنیا کی محبّت میں ربّ سے غافل ہونا بُرا ہے۔

• چھٹا اصول اِسی سے مرتب ہوا کہ دنیا فانی ہے۔ لہٰذا اس کی ہر چیز فانی ہے۔ اور چونکہ آخرت باقی ہے: حسن المآب : اس کی ہر چیز باقی ہے اس وجہ سے جو دانا ہے



Marfat.com

اہلِ بصیرت ہیں جن کا رُتبہ فرشتوں سے زیادہ ہے وہ کیا کرتے ہیں ؟ وہ متاعِ دنیا کو توشۂ آخرت بناتے ہیں ۔ اور جو نادان ہیں وہ متاعِ دنیا آخرت کو بیچ کر حاصل کرتے ہیں ۔ یہی فرق ہے ۔ ایک تو عالمانہ تفسیر ہوتی ہے اور ایک صُوفیانہ تفسیر ہوتی ہے ۔

اس آیتِ مبارکہ میں : زین للناس : میں نفسانی شہوت کا ذکر ہے اور : واللہ عندہٗ : میں رُوحانی عقل کا ذکر ہے ۔ صُوفیائے کرام علیہم الرحمہ نے فرمایا ہے کہ انسان عالمِ علوی میں ہے ، اور سفلی سے دونوں سے مرکب ہے ۔ دُنیا میں آیا تو اس کا نورِ بصیرت نفسانی پردوں اور جسمانی حجابات میں ڈھک گیا ۔ اور روحانی لذات یہاں کے پانی سے ٹھنڈی پڑ گئی ۔ وہ آتشِ عشق پر دُنیا کا پانی پڑا تو ٹھنڈی ہوگئی اور دوسری طرف کیا ہوا کہ شہوانی طوفانی ہواؤں نے اس کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو لرزاں کر دیا ۔ اس لئے کہ وہ بے چارہ مہجور ہے اور اپنے وطن سے دور ہے ۔ اس وطن تو آخرت ہے ، عرش ہے ، وہ دُنیا کے پردے میں حجابات کی تکلیف میں پھنسا ہوا ہے ۔ اس کے کان میں سائیں سائیں آواز آرہی ہے یہ شیطان اور نفس کی آوازیں



Marfat.com

ہیں ۔ اور اسے ہلاکت کی طرف بہکا رہی ہیں ۔ اس کے اندر ایک جہاد ہے جو چل رہا ہے۔ اس کا باطنی نور، اس کا ایمان، اس کی عقل، اُسے کامیابی سے آخرت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں ۔ شیطان اور نفس اسے بربادی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں ۔ ایسی حالت میں اگر اسکی رُوحانی قوتیں کمزور ہوگئی ہیں غفلت کی وجہ سے ، تو وہ لذتِ نفس پر اپنی نگاہ جمائے گا اور حُبُّ الشہوات کا شکار ہو جائے گا۔ اور جس کا باطن اتنا مضبوط ہے ، توانا ہے ، جس کی روح ، اللہ اور اس کے حبیب ﷺ سے وفاداری پر ہے ، وہ اُن آوازوں پر دھیان نہیں دیتا۔ کُتّے بھونکتے رہتے ہیں ، اور کارواں آگے چلتا رہتا ہے۔ وہ اس گلشن میں پہنچ جاتا ہے جہاں خزاں کا نام بھی نہیں ہے وہ ایک نُوری شُعاع کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور اس روشنی میں اپنے مالک تک پہنچ جاتا ہے اس کے آستانے تک یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ : واللہ عندہ حسن المآب : یہ لوگ اس منزل پہ ہیں ۔ عشق اور محبت تو انسان کی فطرت ہے۔ اس فطرت کو بدلنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ کہ کسی سے محبت ہی نہ کرے بلکہ اپنی محبت کا مرکز صحیح متعین



Marfat.com

کرنا چاہیئے ۔ بجائے فانی چیزوں سے محبت کرنے کے باقی سے محبّت کرے تو آپ بھی فنا فی اللہ، بقا باللہ ہو جائیں گے۔

یہاں تو ایک اجمالاً ذکر تھا کہ : واللہ عندہ حسن المآب : اس کی تفسیر اگلی آیت میں اور وہ تفسیر اللہ تعالیٰ براہِ راست خود نہیں بیان کر رہا ہے بلکہ اپنے حبیب ﷺ سے کہتا ہے ۔ اس لئے کہ کوئی نعمت ایسی نہیں ہے جو اِن کے وسیلے کے بغیر مل جائے ۔اس لئے جو سب سے بڑی نعمت ہے جو : حسن المآب : ہے اس نعمت کا ذکر جب اللہ فرماتا ہے تو اپنے حبیب ﷺ سے کراتا ہے تاکہ ہمیں یہ بصیرت ہو جائے کہ ان کے بغیر ہمیں کچھ نہیں ملنا ۔ تو اللہ فرماتا ہے: قل اونبئکم بخیر من ذلکم : اے میرے پیارے محبوبؐ آپ پر درود و سلام ہو ، آپ لوگوں کو یہ خبر دے دیں غیب کی جو چیزیں لوگ دیکھ رہے ہیں جو مشاہدے کی چیزیں ہیں ان میں کیا خبر دینا وہ تو ویسے ہی لوگ دیکھ لیتے ہیں خبر جو ہے غیب کی ہے اور جو کوئی نبی کو اور ولی کو غیب دان نہ سمجھے اس کا ایمان ساقط ہے : قل اونبئکم : آپ فرما دیں اے میرے حبیب ﷺ کیا میں تمہیں بتاؤں اُس کی خبر دوں تمہیں : بخیر من ذالکم : یہ جو سات اثاثات تمہیں بتائے تھے : النساء



Marfat.com

والبنین وذهب والفضة والخیل والانعام والحرث : ان
چیزوں سے بہتر چیزوں کی خبر تمہیں بتادوں ، ذالکم ، ان چیزوں
کی طرف اشارہ ہے جن کا ذکر فرمایا ہے جن کی محبتوں میں ہم
گرفتار ہوجاتے ہیں ۔ اور اللہ کی محبّت سے غافل ہو جاتے
ہیں ۔ یہ کس کے لئے ہے ۔ اس سے بہتر چیز کس کیلئے ہے :
للذین اتقوا عند ربھم : ان کے لئے جو تقویٰ کرتے ہیں جو
احتیاط کرتے ہیں اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے معاملے میں
وہ کیا چیزیں ہیں : جنٰت تجری من تحتھا الانھار خالدین
فیھا : وہاں باغات ہیں وہ باغات جن میں کبھی خزاں نہیں
آتی اور جن کی دیکھ بھال نہیں کرنی پڑتی ۔ وہ باغات ہیں جو
سَدا بہار ہیں ۔ ہمیشہ ثمر آدور ہیں ۔ اللہ کے امر سے ۔ وہ پھل
پیدا کرتے ہیں جو اس کے پیارے بندوں کی لذّات کو پوری
کرتے ہیں ۔ اس دنیا میں اور انعام کے طور پر ان کو قائم رکھنے
کے لئے نہیں ۔ قائم تو وہ اللہ کے امر سے ہیں وہ غذا نہیں
ہیں وہ پاک لذّتیں ہیں جو اللہ نے انہیں عطا فرمائی ہیں : عند
ربھم جنٰت تجری من تحتھا الانھٰر : ان کے نیچے نہریں
ہیں ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے منتخب بندوں کو جن کو اس
نے جنت عطا کی ہے ، ان کو شہد ، دودھ اور پاک وصاف

پانی عطا کرے گا ۔ جنت کی نہریں ہیں تاکہ ان کو کہیں جانا نہ پڑے ۔ بہترین شرابِ طہور ہے ، دودھ کی نہریں ہیں ۔ آبپاشی کے لئے وہ نہریں نہیں ہیں : خٰلدین فیھا : وہ وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ۔ وہ دائمی زندگی ہے ۔ نہ ان کی عمر کو زوال آئے گا ۔ حدیث شریف ہے کہ انسان جو ہیں جنت میں اپنی بہترین عمر میں ہوں گے وہ عمر جس میں نبی کریمؐ کو نبوت عطا کی گئی ۔

یہی ثبوت ہے کہ ۴۰ سال کی عمر جو ہے وہ بہترین ہے نہ ذہن کی ناپختگی ہوگی نہ ضعیفی کا زوال ہوگا ۔ جو زندگی کا بہترین حصّہ ہے اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے : وازواج مطھرۃ : اور وہاں پاک عورتیں ہوں گی ، چونکہ اللہ نے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے لئے وہ ساتھ پسند فرمایا تھا ۔ انسان کی فطرت نے اسے پسند کیا تھا تو اللہ نے وہ پاک وصاف جو ہیں وہ ان کے ساتھی عورتیں عطا فرمائے گا ۔ جو دنیا میں ان کی بیویاں ہیں ۔ وہ ہر عورت جس کے ساتھ اُس نے آخری شادی کی ہوئی تھی وہ اس کے لئے حُور بنکر جنت میں رہے گی ، اور اللہ کی نعمت یہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ انبیاء کی ازواجِ مطہرات جو ہیں وہ ان کی اُمتیوں پہ

حرام ہیں ۔کیوں ؟ جو ایک دفعہ نبی کی بیوی ہوگئی ساتھی ہوگئی وہ آخرت میں بھی اس کی ساتھی ہے ۔اس لئے کہ اللہ کا قانون یہ ہے کہ سب سے آخر میں اس کا ساتھی ہو اس کے ساتھ وہ ہو ۔ جن عورتوں کی دنیا میں شادی نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ جنت میں اپنے کسی محبوب بندے سے اس کا نکاح وہاں کردے گا اور وہ ان کے ساتھ حُوروں کی شکل میں رہیں گی ۔یہی وجہ ہے کہ احادیث ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام جو اس دنیا سے کنواری گئی تھیں جن کی شادی نہیں ہوئی تھی، ان کا نکاح سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں جو سب سے بہتر انسان اور سب سے اللہ کا محبوب ہوگا، اس سے کروائیں گے ۔ اللہ تعالیٰ کو تو پتہ ہے کہ کس کو جنت میں جانا ہے ، ہر ایک کی عاقبت اس کے پاس لکھی ہوئی ہے ۔

ایک عام جنتی جو اللہ تعالیٰ کے رحم کی وجہ سے جنت میں جائے گا اس کو بھی اللہ تعالیٰ ۷۰ ، حُوریں ، ۷۰ ، عورتیں عطا فرمائے گا ۔ تو جب دنیا میں کوئی بیوی اپنے شوہر کے ساتھ بدسلوکی کرتی ہے یا لڑتی ہے تو وہ حُوریں وہاں سے آواز دیتی ہیں کہ یہ تو ہمارا ساتھی ہے ۔ تمہارے پاس تو چند دنوں کا مہمان



Marfat.com

ہے ۔تم میرے جنّتی کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کر رہی ہو ۔ اور اسی لئے ایک وفا شعار عورت کا اللہ تعالیٰ نے بہت بلند درجہ عطا فرمایا ہے کہ اس کو وہ اس زُمرے میں شامل کرے گا، جس کی تعریف اس نے یہ کہہ کر کی ہے : وازواج مطھرات : دنیاوی زندگی میں ازواجِ مطہرہ کا خطاب اللہ نے سُورہِ احزاب میں کس کو دیا ؟ سرکارِ دو عالم ﷺ کی ازواج کو۔ آخرت میں ہر وفا شعار بیوی، نیک سیرت بیوی، خاتون یا لڑکی اور تمام حُوروں کو اللہ تعالیٰ نے یہ خطاب عطا فرمایا ہے : ورضوان من اللہ : یہ نعمتیں جو ہیں یہ جنت، یہ باغ ، یہ میوے ، یہ شرابِ طہور ، یہ شہد ، یہ دودھ ، یہ حوریں ، یہ باغات ، یہ محل ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے جو سب سے بڑی نعمت ہے ۔ وہ کیا ہے ؟ : رضوان من اللہ : رضوان رضا کی جمع ہے اور چونکہ اللہ کی رضا حاصل ہوگی تو اس کی تقلید کے لئے، اللہ کی رضا کے احترام کے لئے ، اس کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے جمع کا صیغہ دیا گیا ہے ۔

جب جنتی جنت میں پہنچیں گے ۔ اس حدیث کا بھی ابن کثیر میں ، رُوح المعانی میں یہ ذکر ہے کہ جب جنّتی جنّت میں پہنچیں گے اور وہاں کی نعمتوں کو دیکھیں گے اور وہ انکو



Marfat.com

مل جائیں گی تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا تم مجھ سے راضی ہو؟ مومنین سے پوچھے گا رب کہ کیا تم مجھ سے راضی ہو؟ خوش ہو ان نعمتوں سے تو بندے کہیں گے، اے میرے رب! تو نے ہم پہ اتنا کرم کیا ہے تو کیوں نہ ہم تجھ سے راضی ہوں۔ تو اللہ فرمائے گا کہ کیا تم چاہو گے کہ میں تم کو اس سے بھی زیادہ بڑی نعمت دے دوں؟ بندے کہیں گے میرے رب تُو تو ہمیشہ کرم فرماتا رہا ہے اس سے بڑا کرم اور کیا ہوگا کہ تُو کرم بالائے کرم فرما رہا ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا کہ میں تم سے ہمیشہ کے لئے راضی ہوگیا۔ میں تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔ تو میرا اپنا ہوگیا، تو نے دنیا میں کبھی مجھے فراموش نہ کیا۔ اَب یہ آخرت میں جو کچھ میرا ہے وہ تیرا ہے۔ میری نعمتیں بھی تیری ہیں اور میری رضا بھی تیری ہے۔ اسی کو اللہ نے فرمایا: یا ایھا النفس المطمئنہ..... جنتی ۰ : اے نفسِ مطمئنہ۔ اے مجھے نہ بھولنے والی ارواح! اپنے رب کی طرف آجاؤ۔ اس حالت میں کہ تم مجھ سے راضی۔ اور میں تم سے راضی۔ میرے عبادُ الرحمٰن میں شامل ہو جاؤ۔ اس گروہ میں شامل ہو جاؤ جو اس معبودِ حقیقی کے عبد بن کر دُنیا میں رہے تھے، حُبِّ الشہوات سے مغلوب نہ ہوئے۔ حُبّ اللہ میں



Marfat.com

فانی ہوگئے ، مَرگئے ، مِٹ گئے ۔ اَب وہ میرے ہیں ، تم مجھ سے راضی ، میں تجھ سے راضی ۔ میرے عبادُ الرحمٰن میں شامل ہوجاؤ ۔ تم میری جنّت میں داخل ہوجاؤ ۔ تو اللہ نے فرمایا خٰلدین فیھا.....من اللہ : اللہ ان سے راضی ہوجائے گا ۔ بڑی نعمت ہے تم پر ۔ کرم بالائے کرم ہے ۔ اور اس کیلئے یہ سب مشکل نہیں ہے ؟ کیوں : واللہ بصیرٌ بالعبادہ ۔

اللہ تعالیٰ اپنے متقی پرہیزگار بندوں کا ہر فکر دیکھ رہا ہے ۔ مال رکھتے ہیں ، مگر محبّت مال دینے والے سے کرتے ہیں ۔ آل اولاد ، بیوی ، بچّے رکھتے ہیں ، لیکن اللہ کے بتائے ہوئے طریقے سے ان سے سلوک کرتے ہیں ۔ اس پہ غرور نہیں کرتے ۔ اللہ کی رضا کے مطابق اِن سے سلوک کرتے ہیں ۔ مال موروثی ہیں ، جائیداد ہے ، لیکن وہ سب آخرت کی تیاری کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے ، ہمارے کوئی اعمال ضائع نہ ہوں گے ، یہ دُنیاوی تعلقات نہیں ہیں کہ آپ سامنے بیٹھے ہیں تو میں اللہ اور رسول کی بات کر رہا ہوں ۔ اور بیٹھ پیچھے ہم لغویات میں لگے ہوئے ہیں ۔ دکھاوا کر رہے ہیں ۔ نہیں ۔ ربّ کے ساتھ یہ معاملہ نہیں چلے گا ۔ وہ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے ۔ اپنوں کو



Marfat.com

پہچانتا ہے ، اور اپنوں سے راضی رہے گا۔ اپنوں کو خود سے راضی رکھے گا۔

دنیا کو فنا ہے اور آخرت کو بقا ہے دنیا میں پھنسنا بدبختی ہے اور اُسے آخرت کا ذریعہ بنانا جو ہے خوش بختی ہے ۔

اَب جیسا کہ میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ ، سرکارِ دوعالمؐ کے وسیلے سے جو اعمال ہوں گے وہی مقبول ہوں گے ، وہی بار آور ہوں گے ۔ کیوں ؟ کہ یہ تو اللہ نے پہلے بھی دکھا دیا ہے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ ہی میں رہ کر کارگر تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ میں کسی کام کا نہیں تھا۔ ہمارے اعمال جو ہیں وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہوں اِن کے وسیلے سے ہوں تب ہی ان سے وہ معجزہ برپا ہوگا۔ جس میں ہمیں اللہ کی رضا حاصل ہوگی ۔

؎ خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اے عزیزانِ محترم ! اس تفسیر کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ اے میرے محبوب ! آپ پہ لاکھوں دُرود و سلام ۔ آپ غافلوں سے فرمادیں کہ کیا میں تمہیں ایسی چیزوں کی خبر دوں جو تمام دنیاوی لذّات اور احساسات سے اعلیٰ و افضل ہوں ۔ وہ



Marfat.com

خبر یہ ہے کہ : "یہاں ہر چیز فانی ہے اور ہر نعمت میں کوئی نہ کوئی مصیبت پنہاں ہے ۔ اور وہاں آخرت کی ہر چیز لافانی ہے ، خالص ہے ، اور باعثِ رضوانِ الٰہی ہے ۔ وہاں کے گھنے باغوں میں جو ہمیشہ بہار میں ہیں ۔ سدا بہار ہیں ، نہریں ہیں ، پھل ہیں ، دودھ ہے ، شہد ہے ، خالص پانی ہے ، وہاں غذا لذّت کے لئے ہے ۔ اِن لذّتوں سے بہتر جن سے آپ نے اجتناب کیا اللہ کی رضا کے لئے وہ زندگی کے لئے نہیں ہیں وہاں جو کچھ بھی نعمتیں ہیں اَمرِ الٰہی سے ہیں وہاں نہ کھیتی ہے ، نہ دانہ ہے ، نہ خزاں ، نہ بارش ۔ وہاں پر سب کچھ سَدا بہار ہے ۔ وہاں کی بیبیاں بھی طاہرہ ہیں اور پاک ہیں ، اور تمام ظاہری اور باطنی عیوب سے پاک ہیں ۔ ظاہری عیوب جو ہیں جن میں رفعِ حاجت ہے ، یا ان کے اور فطری تقاضے ہیں اور باطنی حسد ، کینہ یہ سب ۔ وہاں تو ان میں سارے محاسن ہوں گے ۔ تو وہ ہر طرح کے عیوب سے پاک ہوں گی ۔ اور جو سب نعمتوں سے بڑی نعمت ہوگی وہ اللہ کی رضا ہوگی ۔

مُسلم ، اور بخاری شریف میں یہ حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ : " اے جنّتیو ! کیا تم راضی ہو گئے ؟ " وہ عرض کریں گے : " کیوں نہیں ؟ تو نے وہ دیا جو کسی اور کو نہیں دیا " پھر

اللہ فرمائے گا کہ: "کیا میں تمہیں وہ نعمت بھی دے دوں جو ان سب سے بڑھ کر ہے؟" تو جنتی کہیں گے۔ "اے ہمارے ربّ! اس سے بہتر کیا ہوگا؟" ربّ تعالیٰ فرمائے گا کہ: "میں تم سے راضی ہوں اور کبھی بھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔" یہ دائمی رضوان ہے۔ وہاں کی کوئی نعمت عارضی نہیں ہے تو رضوان اللہ بھی وہاں پر دائمی ہے۔

ان آیات کے بھی کچھ اصول ہیں۔ آخرت جو ہے وہ دنیا سے بہتر ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جنّت میں ایک تھوڑی سی کمان رکھنے کی جگہ ساری دُنیا اور اس کی نعمتوں سے بہتر ہے۔ دوسری بات یہ کہ انسان کا غیر انسان سے نکاح جائز ہے اگر وہ انسانی شکل میں ہو۔ چنانچہ حُوریں جو انسان نہیں ہیں ان سے نکاح اللہ تعالیٰ نے جنّت میں جائز کیا ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ ایمان پر ختم ہونے والوں کی حوریں لڑنے والی بیویوں سے چِلّا کر کہتی ہیں کہ: اے کمبخت اس سے لڑ نہیں یہ تو میرا شوہر ہے یہ میری امانت ہے، تیرے پاس، یہ چند دن کا مہمان ہے۔ اور جو نیک بخت اور وفا شعار بیویاں جو ہیں جب جنّت میں پہنچتی ہیں تو حُوروں کی طرح وہ ظاہری اور باطنی عیوب سے انسانی کمزوریوں سے



Marfat.com

پاک کردی جائیں گی ۔جنت کے لئے ایمان عمل اور تقویٰ سب ضروری ہے ، آخرت میں نہ پانی، نہ غذا کچھ بھی ضروری نہیں ہے ۔ اس کی ایک صُوفیانہ تفسیر بھی ہے ۔ ایک تو جنّتِ حقیقی ہے : تجری من تحتھا الانھار : وہ باغوں والی وہ پھلوں والی ، شہد اور دودھ والی اور ایک جنتِ مکاشفہ ہے وہ بھی ایک جنّت ہے ۔ کشف ہوتا ہے اور آپ دیکھتے ہیں ۔ پردے حجابات دور ہوتے ہیں مشاہدہ ہے، رضا ہے، اور وہ جنّت جو اَن دیکھی تھی ۔ وہ جنّت ان جنّتوں کا مشاہدہ ہے اس کے نیچے تجلیات کی نہریں ہیں ۔ اللہ کی تجلیات عطا ہوتی ہیں اس میں ۔ اور جو غیبی چشموں سے نکلتی ہیں اور یہ ان تجلیات کی نہروں میں بقا اور فنا کی لذّات ہیں انہی لذات کی کشش میں انسان اللہ کی محبّت میں فنا ہو جاتا ہے اور جب فنا ہو جاتا ہے اور چونکہ اللہ کے ہاں کوئی چیز فانی نہیں ہے تو جو اللہ کی محبّت میں فنا ہوگیا وہ پھر باقی باللہ بھی ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ ان ارواحِ مقدسہ جو انسانی عیوب سے پاک ہیں ۔ وہ اللہ کی صفات کے خیموں میں ہیں ۔ وہ اللہ کی صفات میں قائم ہیں اور ربّ کی رضا مندی کی نعمت جو ہے وہ بیان سے باہر ہے : راضیة مرضیة : جو ہے اسکا بیان



Marfat.com

ناممکن ہے وہ اتنی بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالےٰ ارواح کا انقلاب دیکھتا ہے کہ کس طریقے سے وہ عرش سے دنیا میں پہنچا، ماں کے پیٹ میں، پھر وہ بڑا ہوا دُنیا میں رہتے ہُوئے، تقویٰ اختیار کیا، اللہ کو یاد کیا، یا شہوات میں گرفتار ہوگیا، اللہ سے غافل ہوگیا۔ تو ارواح میں جو تعمیرات ہوتے ہیں، انقلابات ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اس لئے کہ اس نے فرمایا ہے: واللہ بصیرٌ باالعباد : کبھی تو یہ ارواح اس عالمِ ناسوتی میں پھنسی رہ جاتی ہیں، کبھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے عالمِ ملکوت میں ہوتی ہیں، کبھی جبروت میں ہوتی ہیں، اور کبھی عالمِ جبروت سے بلند ہو کر عالمِ انوار میں چلی جاتی ہیں۔ اور جب مشاہدہ ہوتا ہے اور دیدارِ حق ہوتا ہے، تو اِس وقت عالمِ شوق کے استغراق میں ہوتی ہیں یہ جنتیں جو ہیں، اس میں جسمانی جنّت ہے اور رضوان جو ہے وہ روحانی جنّت ہے۔ اور سب سے اعلیٰ مقام روحانیت ہے۔ وہ، وہ مقام ہے، جہاں تجلّیءِ الٰہی ہوتی ہے۔ بندہ دریائے معرفت میں غرق ہوتا ہے۔ اور اس وقت جب وہ معرفت میں غرق ہوتا ہے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبّت کے استغراق میں ہوتا ہے، تو پھر بندہ اللہ سے راضی ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ



Marfat.com

بندے سے راضی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے میں اپنی کریمی سے اپنے فضل و کرم سے، اس دنیا میں ہمیں اپنا بنا کر رکھے۔ دنیا کی نعمتیں ہمارے لئے آسان بنا کر دے۔ ہمارے لئے آزمائش نہ بنائے کہ ہم کمزور ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر یہ فضل و کرم فرمائے کہ ہماری منزل، ہمارا مطلوب، ہمارا مقصود، ہمیشہ وہ اور اس کے حبیب ﷺ کی رضا اور محبت رہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری دنیا بھی بہتر فرمائے اور آخرت بھی بہتر فرمائے کہ اسی نے ہمیں سکھایا ہے: حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ: رَبَّنَا اٰتِنَا...... وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ: یا عزیز، یا غفار، یا رب العالمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۝



Marfat.com

## پارۂ تلک الرسل سورۃ اٰل عمران

## آیات نمبر: ۱۶ تا ۱۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا
ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلصّٰبِرِيْنَ
وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَ
الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

وہ جو کہتے ہیں اے ربّ ہمارے ہم ایمان
لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ
کے عذاب سے بچالے ﴿۱۶﴾ صبر والے اور سچے
اور ادب والے اور راہ خدا میں خرچنے والے
اور پچھلے پہر سے معافی مانگنے والے ﴿۱۷﴾



Marfat.com

میں نے آج ۱۶ ، اور ۱۷ ، آیات جو کہ سُورۂ آلِ عمران کی ہیں ، تلاوت کی ہیں ۔ ۱۴ ، اور ۱۵ ، آیات کی تفسیر میں نے پچھلی نشست میں پیش کی تھی ۔ آج انشاء اللہ ۱۶ ، اور ۱۷ کی تفسیر آپ کی خدمت میں پیش کروں گا ۔

۱۵ ویں آیت مبارکہ کا تھوڑا اعادہ کردوں کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی نشاندہی کی تھی جن کو وہ اپنی نعمتوں سے نوازے گا ، اور وہ کون لوگ ہیں ؟ وہ ، وہ لوگ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں ، اللہ کے معاملے میں احتیاط کرتے ہیں ۔ اور تقویٰ رکھتے ہیں ۔ میں ابھی تفسیر کے حوالے سے تقوے کے مختلف دَرجات کا بیان کروں گا ۔

سب سے اہم بات جو لوگ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسُول ﷺ کے احکامات اور انکی اطاعت میں کوئی خطا نہ ہو جائے وہ عام متقین ہیں ۔ اور اللہ کا کرم یہ ہے کہ : عام متّقین کے لئے بھی اس نے اُس جنّت کے انعام کا فیصلہ فرمایا ہوا ہے ۔ جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ۔ پاک اور طیّب مشروب کی ، اور جہاں پاکیزہ عورتیں ہوں گی ۔ اور سَب سے بڑی جو نعمت ہوگی ، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہوگی ۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہے



Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے، اور سمیع و بصیر ہے۔ وہ اپنے بندوں کے معاملات کو جانتا ہے اور ہر وقت اس کی نگاہ اپنے بندوں پر ہے۔ اور خاص کر بصیرٌ بالعباد ہے۔

یہاں انسان نے بنی آدم کا لفظ نہیں استعمال کیا بلکہ عباد کا کیا ہے، عبد کی قرآن و اصطلاح میں خاص معنی ہیں۔ وہ بندے جنہوں نے اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق ڈھال لیا ہے، اللہ تعالیٰ کی بندگی میں کمال حاصل کیا ہے۔ وہی لوگ عبادُ الرحمٰن ہیں۔ اگلی آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اَب اِس کی مزید تفصیل بیان کرتا ہے کہ جو لوگ تقویٰ کرتے ہیں، اور جو اہلِ جنّت ہیں۔ جو فلاح پا چکے ہیں، اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ان کی کوئی برابری نہیں کر سکا۔ سورۂ حشر کے آخری رکوع میں اُس نے فرمایا ہے: لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝۲۰: آگ میں رہنے والوں، اور جنّت میں رہنے والوں کو برابر نہ کرو۔

ہمارے آقا قطبُ العالم غوثِ زماں حضرت شاہ افضل سرکار علیہ الرحمہ اور ہمارے پیر و مُرشد اور حضور صابر پیا علیہ الرحمہ اُن کا مشاہدہ اس درجے کا ہے کہ وہ خود ہی فنا فی اللہ ہو گئے



Marfat.com

ہیں ۔ تو جنہوں نے فنائیت میں مقام حاصل کیا ہے ، اور جو اس کی ذات وصفات کے، مشاہدات کے ساتھ ایمان لائے ہیں، وہ شاہد ہیں رب کی ربوبیت کے ۔ اور ہم جیسے جو ایمان بالغیب لاتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جو جنّت کے حقدار ہیں ۔ اور یہ لوگ اور کیا کہتے ہیں : ربنا اننا اٰمنا فاغفرلنا ذنوبنا : یعنی :"غفر، کا مطلب ہے ڈھانپ لینا ۔ ہمارے گناہوں کو اس طرح تُو ڈھانپ لے اپنی رحمت سے کہ ہماری قیامت کے دن رسوائی نہ ہو ، کہ یہ بندہ ، ربّ کا خطا کار ہے۔ وہ ایسا ہوگا کہ جیسے ہم نے گناہ ہی نہیں کیا ۔

یہاں آپ نے دیکھا کہ اللہ نے ہمیں کیا طریقہ سکھایا دُعا کا ۔ اللہ کے مومنین بندے اِسی طرح سے طرح دعا کرتے ہیں۔ پہلے اپنے کسی نیک عمل کا واسطہ دیتے ہیں ، اس کا ذکر کرتے ہیں ، اور پھر اس واسطے سے اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں کہ، اِس عمل کے وسیلے سے ہم پہ کرم فرما دے : ربنا اٰمنا : اے میرے ربّ ہم آپ پر ایمان لائے : فاغفرلنا : پس آپ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیں ۔ اور کیا دُعا مانگتے ہیں : وقنا عذاب النار : اور آگ کے عذاب کو ہم پر کم کر دے ۔ اور وہ لوگ ، ظاہر ہے کہ یہ مومنین ہیں ، جہنم کی آگ نہیں ہوگی



Marfat.com

اُن کے لئے ، اللہ نے ان سے جنت کا وعدہ کیا ہے لیکن جس کا ایمان جتنا زیادہ پختہ ہوگا وہ ربّ سے اتنا ہی عاجز ہوتا ہے ، اتنی زیادہ اِس میں خشیّت ہوتی ہے ۔ اس لئے سرکار دوعالم ﷺ کے متعلق بھی حدیث ہے ، کہ وہ دن میں ۷۰ ، یا ۱۰۰ ، دفعہ استغفار کیا کرتے تھے ۔

## بعد اَز بزرگ توئی قِصّہ مختصر

اُن کا تو ایسا رُتبہ تھا ، لیکن وہ بھی دن میں ۱۰۰ ، دفعہ استغفار کرتے تھے ۔ اور یہ آگ جو ہے کئی قسم کی ہوسکتی ہے ، وہ ربّ سے دوری کا جو احساس ہے وہ بھی تو ایک آگ ہی ہے ۔ اور ربّ کی رضا نہ ہونے کا احساس ، خطرہ ۔ کہ کہیں اُن سے کوئی ایسی خطا نہ ہوجائے کہ ربّ سے میں دُور ہوجاؤں ۔ اس کی رضا سے محروم ہوجاؤں ، وہ بھی تو ایک آگ ہے ۔ تو یہاں صرف دوزخ کی آگ نہیں ہے ۔ دوزخ کی آگ سے تو اللہ تعالیٰ نے جنّتیوں کو محفوظ کیا ہوا ہے ۔ جو بھی شرک اور کفر سے بچا اس کے ہر گناہ ، توبہ و استغفار سے معاف ہوجائیں گے ۔ اور وہ جہنم کی آگ سے محفوظ ہوجائے گا ، انشاءَ اللہ تعالیٰ ۔

اور ایسی دُعائیں مانگنے والے کون لوگ ہیں ؟ وہ اگلی



Marfat.com

آیتِ مبارکہ میں ہے کہ : الصابرین : صَبر کرنے والے لوگ ۔ صبر کے بھی بہت درجے ہیں ۔ ایک عبادت میں صبر کرنا کہ صبح ۳ بجے اُٹھنا تہجّد کے لئے وہ بھی صبر کا کام ہے ۔ کچھ وقت کے لئے دُنیاوی کاروبار چھوڑ کے نماز پڑھنا اس کی پابندی کرنا، وہ بھی ایک صَبر ہے ۔ اپنی محنت کی کمائی ہوئی دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اس میں بھی صَبر ہے، روزے میں بھی صَبر ہے، کسی کو معاف کر دینے میں بھی صَبر ہے ۔ تو اللہ کے ساتھ صَبر کریں، عبادت کے ساتھ صبر کریں، اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ صبر کریں، اور یہ سارے صبر کرنے والے لوگ ہیں، اہل الجنّہ، کون ہیں ؟ ایمان والے لوگ ہیں ۔ اللہ سے توبہ و استغفار مانگنے والے لوگ ہیں ۔ اور صبر کرنے والے لوگ ہیں ۔

والصّادقین : صدق سے ہیں، اور سچے لوگ صدّیقین اور صادقین ۔ یہ اللہ کے ساتھ سچّے ہیں، اپنی عبادات کے ساتھ مخلص ہیں ؛ اللہ کے احکام کے ساتھ مخلص ہیں، اللہ کی مخلوق کے ساتھ مخلص ہیں ۔ اپنی محبّت میں اور اپنی طریقت میں سچّے ہیں، اپنی شریعت میں سچّے ہیں ۔: والقانتین : اور جو اللہ کی بارگاہ میں جُھکے ہوئے لوگ ہیں، عاجز ہیں، عبادات

میں مصروف ہیں ایسے لوگ ہیں : والمنفقین : اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگ بھی ہیں۔ سورہ بقرہ کے شروع میں ہے : والذین ینفقون مما رزقنا ھم ینفقون ٥ : اسی سے ہے یہ انفاق فی سبیل اللہ کرنے والے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اَھلِ جَنَّۃ ہیں۔ اور درجات کس کو دیئے ہیں؟ جو کہ صبح صادق کے بعد توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ تہجّد کی نماز پڑھتے ہیں اس کے بعد توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ نے یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں بتا دیا کہ : دیکھو! مجھے صبح صادق کے وقت۔ جس وقت رحمت کے فرشتے آتے ہیں اُس وقت اللہ تعالیٰ پہلے آسمان پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اِس کے بعد دنیا شروع ہوتی ہے، اور اللہ فرماتا ہے کہ : "ہے کوئی بندہ جو کوئی مجھ سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگے اور میں اِس پر کرم کروں، ہے کوئی مجھ تک پلٹنے والا، اگر کسی نے ساری دنیا کے برابر گناہ کر ڈالے تو میں اس کے یہ سارے گُناہ معاف کر کے پاک صاف کر دوں گا' اس کے درجات بلند کر دوں گا"۔ یہ وہ وقت ہے جب ربّ کی رحمت جو ہے،



Marfat.com

رحمت ، تلاش کرنے والوں کی متلاشی ہوتی ہے ۔ ان آیات کی تفسیر سے اندازہ آپ کو ہوگیا ہوگا کہ ان آیات کا کیا تعلق ہے پچھلی آیات سے ۔ پچھلی آیات میں جنت کے مستحقین کا ذکر تھا کہ وہ پرہیزگار ہیں اور اس کے مستحق ہیں اَب یہ وجہ بیان کی جا رہی ہے اس کی اور اس کا وجہِ استحقاق بیان کیا جا رہا ہے کہ : یقول ربنا..... بالاسحار ٥ : اس میں جب ہم کہتے ہیں : اٰمنا : ایمان لائے ۔ تو کن چیزوں پر ایمان لائے ۔ اللہ کے نبی اور اللہ کی کتابوں پر ۔ اُس کے ملائکہ پر، اور نبی نے جو ہمیں خبر دی علمِ غیب کی اِس پر، اور جو کتاب احکام اور شریعت کے اللہ تعالیٰ نے نبی کے ذریعے ہم تک بھیجی اس پر ہم ایمان لائے ۔ اٰمنا اور فاغفرلنا دونوں کو ایک ساتھ اس لئے کہا کہ : نیک عمل کو اپنی مغفرت کا وسیلہ بنایا کرو اپنی دُعاؤں میں ۔ اور غفر کا مطلب ہوتا ہے چھپانا ۔ اور ذنب کا مطلب ہے لازمی چیز ۔ لازمی چیز کیوں ہوگئی ہے ؟ گناہ جو انسان کرتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ : گناہ دل پہ ایک دھبّہ ڈال دیتا ہے اور جب تک کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت نہ ہو وہ دھبّہ دُھلتا نہیں وہ گریہ سے دُھلتا ہے ۔ اِسکے سامنے انسان عاجز ہوتا ہے اور آہ و زاری کرتا ہے ۔ شرمندگی



Marfat.com

کا اسے احساس ہوتا ہے تو وہ دُھل جاتا ہے ۔ ورنہ آہ و زاری نہ کی، شرمندگی نہ کی تو وہ گناہ چمٹا ہوتا ہے ساری زندگی ۔ چمٹنے والی چیز کو ذنب کہتے ہیں ۔

یہ جو معصومین ہیں ، اہلِ جنّت والے یہ کیوں کہتے ہیں فاغفرلنا ۔ انہیں اپنی نیکیوں پر اعتبار نہیں ہے ۔ اگر اعتبار ہے تو ربّ کے رحم کا، کرم کا اور اس کی غفّاری کا ۔ ربّ کی ربوبیت کا اعتبار ہے ۔ اس کے کرم کا اس کے رحم کا اعتبار ہے ۔ اپنے اعمال کا اعتبار نہیں ہے اپنے اعمال پر فخر نہیں کرتے ۔ انسان پہ بندگی میں بھی اور طریقت میں بھی دو حالات ہوتے ہیں ۔ ایک تو کبھی یہ حال ہوتا ہے کہ رجوعِ اِلی اللہ بہت بڑھ جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے بہت ہی قربت ہوتی ہے اور کبھی ایسا لگتا ہے جیسے کوئی سگنل ہی نہیں آرہا ہے ۔ قطع تعلق ہوگئے۔تو جو اللہ کے بندے ہوتے ہیں وہ دونوں حال میں اپنی کوششوں کو ترک نہیں کرتے ، نہ اچھے حال میں اُن میں کوئی فخر و تکبّر آتا ہے۔میں نے تو آج یہ دیکھ لیا ، میں نے یہ چیز دیکھ لی ۔ مجھے تو یہ کشف ہوگیا ۔ صابرین کی تفصیل یہ ہے کہ صبر جو ہے اس کے معنی ہیں روکنے کے ۔ اگر ربّ کیلئے صبر کر رہے ہیں تو یہ عذاب کو روکنا ہے ۔ اگر صبر کا لفظ آئے

تو اس کا مطلب ہے بندہ جو ہے اپنے کو گناہوں سے روک رہا ہے۔ نفس کو اگر تکلیف ہو گئی ہے۔ کوئی پریشانی ہو گئی ہے تو اس پریشانی میں گھبراہٹ کو روکنا جو ہے وہ بھی صبر ہے۔ تو صبر کی مختلف شکلیں ہیں عبادت پر صبر کرنا، گناہوں سے صبر کرنا، تکلیف میں صبر کرنا، جہاد میں صبر کرنا۔ اسی طرح صدیقین ہیں اِس میں کلام کا صحیح ہونا یہ بھی صِدق ہے، جُھوٹ سے بچنا یہ بھی صِدق ہے، کام میں سچائی اور جی لگا کے عبادت کرنا یہ بھی صِدق ہے۔ اور نیّت کو دُرست کرنا یہ بھی صِدق ہے۔ سارے اعمال جو ہیں صِدقِ نیت سے ہوتے ہیں۔ اگر عبادات دِکھاوے کے لئے کی جائیں اللہ کے لئے نہ کی جائیں تو وہ عبادت بیکار ہو جاتی ہیں۔ قانِتین، کا مطلب کیا ہے؟ قنوت، کا مطلب ہے، اطاعت۔ جانی ہو، مالی ہو، یا بدنی ہو، ہر طرح کی اطاعت کو قنوت کہتے ہیں، اور اس کو کرنے والے قانتین ہیں۔ اپنے آپ کو شریعت کے حوالے کر دینا۔ یہ بھی قانتین میں سے ہے۔ اور اطاعت اور عبادات میں استقامت کرنے والے لوگ ان کو بھی قانتین کہتے ہیں۔ اگر یہ "ت" سے ہے تو قانتین اطاعت کرنے والے اور "ط" سے ہے تو اِس کا مطلب ہے نا اُمیدی۔ اور "ت" سے ہے تو اس کا مطلب



Marfat.com

ہے فرمانبرداری۔

مستغفرین بالاسحار : کی تفسیر یہ ہے کہ توبہ استغفار کرنے والے خاص کر وہ جو تہجد کے وقت توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ جنّت کے حق دار تو پرہیزگار لوگ ہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پرہیزگار اور جنتی لوگوں کی آٹھ صفات بیان فرمائیں۔

- پہلی صفت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی وفاداری کا اظہار کرتے ہیں : ربنا اننا اٰمنا : کیا ہے اے میرے ربّ! ہم آپ پر ایمان لاتے ہیں یعنی اللہ سے وفاداری کا اظہار کر رہے ہیں۔
- اور دوسرا ہے کہ اپنی عاجزی کا اظہار اور طلبِ مغفرت۔
- تیسری جو ہے خشیت۔ اپنے نیکی کے کام اور عبادت کو انہوں نے معتبر نہیں جانا، معتبر جانا تو ربّ کی کریمی کو جانا، ربّ کی جبّاری اور قہاری سے ڈرتے ہیں اور اللہ سے دوزخ سے بچانے کی دعا کرتے رہتے ہیں۔
- چوتھی صِفت کیا؟ وہ صبر ہے۔ کہ عبادت میں، جہاد میں، مصیبت میں، صبر کرتے ہیں۔ اور اپنے نفس کو گناہوں سے روکتے ہیں۔

- پانچویں صفت کیا ہے ؟ والصدیقین : وہ قول کے سچّے ہیں ۔ان کا وعدہ سچّا ہے ۔ ان کا فعل سچّا ہے ، ان کا قول سچّا ہے ، وہ نیت کے سچّے ہیں ۔ اپنے اخلاص میں سچے ہیں ۔
- چھٹی صفت کیا ہے ؟ والقانتین : وہ اللہ کی عبادت میں سرگرم رہتے ہیں ۔ اس کی اطاعت میں رہتے ہیں۔
- اور ساتویں یہ کہ وہ والمنفقین : ہیں ۔ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے لوگ ہیں ۔ اُن کی یہ خوبی اللہ نے بیان کی ہے کہ یہ لوگ بخیل نہیں ہیں ۔ یہ سخاوت والے لوگ ہیں ۔ اللہ تعالیٰ خیر الرازقین ہے اور یہ لوگ قاسم بن جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ۔
- آٹھویں اور آخری صفت کیا ہے ؟ : والمستغفرین بالاسحار : یہ تہجد گزار لوگ ہیں یہ صبح صادق کے وقت اُٹھ کر میرے سامنے سَر جھکاتے ہیں مجھ سے معافیاں مانگتے ہیں اور توبہ و استغفار کرتے ہیں اور مجھ سے قریب ہونے کی کوشش کرتے ہیں ۔

ان آیات کے کچھ اُصول مُرتّب ہوتے ہیں ، انہیں ہم فوائد کہتے ہیں ۔



Marfat.com

• پہلی بات تو یہ ہے کہ نیک اعمال کی برکت سے دعا کرنا چاہیئے ۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے اِس آیتِ مبارکہ میں ہمیں سکھلایا : ربنا اٰمنا فاغفرلنا : پہلے اپنے ایمان کا ذکر، اپنی وفاداری کا ذکر، اس کے بعد مغفرت کی دُعا۔

• دوسرا اُصول کہ اپنی نیکیاں چُھپا کر کرنی چاہئیں ۔ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافیاں مانگ رہے ہیں اس کے سامنے سجود کر رہے ہیں، نوافل پڑھ رہے ہیں ۔ تہجّد پڑھ رہے ہیں ،کیوں پڑھ رہے ہیں ؟ اس لئے کہ عموماً اس وقت کوئی دیکھتا نہیں ہے ۔ تہجد عموماً بہتر ہے کہ اپنے حُجرے میں پڑھا جائے ۔ صرف حرمین شریفین میں تہجد وہاں جا کے پڑھتے ہیں ۔ تو اپنی نیکیاں چُھپا کر کرنا چاہئیں ۔ اس لئے کہ اللہ نے پسند فرمایا ہے : مستغفرین بالاسحار : کو۔

• تیسری بات یہ ہے کہ ہمیشہ اپنے آپ کو گنہگار خطا کار سمجھنا اللہ کے سامنے اپنے کو عاجز رکھنا اور ربّ سے مغفرت مانگنا یہ تقوے کی نشانی ہے ۔ اللہ سے جو ڈرے گا وہ اللہ سے معافی مانگے گا اور توبہ کرے گا ۔

• چوتھا اصول کہ : توبہ کا مطلب ہے پلٹنا ، اور اس طرح وہ اللہ کی طرف اس کے قریب جانے کی کوشش کریگا۔

• پانچواں اصول یہ ہے کہ جو نیکیاں ہیں' نیک اعمال ہیں' اِن کی تجدید کرنا چاہیئے ۔مقصد یہ ہے کہ اِس پر ایک پابندی لگنا چاہیئے ۔جیسے کہ آپ دیکھیں ہمارے سلسلے کے اوراد ہیں ۔ تو حضور نے اِن اذوار کی تین۳ کیٹگریز کی ہیں۔ ایک یہ کہ عام مریدوں کا درجہ اور قلبی صلاحیت مختلف ہیں اور اپنے اوپر زیادہ عبادات کا بوجھ نہ لے سکیں تو اُن کے لئے صرف فجر اور عشاء کے اوراد اور عبادات ہیں ۔ اور خاص مریدوں کے لئے اوراد اِس سے زیادہ ہیں کہ پانچوں وقت کی نماز اور اس کے بعد کوئی نہ کوئی وظائف ہیں ۔ اور خاص الخاص مُریدین جن کو زیادہ قرب حاصل ہے ،اِن ،جن کی باطنی صلاحیت زیادہ ہے ان کیلئے بہت زیادہ اوراد اور عبادات ہیں ۔ تو ایک اُصول یہ ہے کہ وظائف اور اوراد کو ایک حد کے اندر رکھنا چاہیئے ۔ تاکہ اِسے مسلسل نہیں کریں ، جس نے بتادیا مسلسل کرتے چلے جارہے ہیں ۔ وظائف اور اوراد کو ایک حد میں رکھنا چاہیئے اسکو آپ آسانی سے کرسکیں ، اور پابندی سے کرسکیں۔ وفاداری بشرطِ استواری ہے تو عبادات کیا ہے ۔اللہ سے وفاداری کا اظہار ہے لیکن اس میں تواتر اور تسلسل اور استواری



Marfat.com

بہت ضروری ہے۔

• چھٹا اُصول یہ ہے کہ صِدق بہت ضروری چیز ہے۔ صِدقِ نیت ہونی چاہیئے، صدقِ عمل ہونا چاہیئے، صدق قول ہونا چاہیئے، صدقِ فعل ہونا چاہیئے۔

• ساتواں اصول یہ بنا کہ، نفلی نمازوں میں تہجد کی نماز سب سے افضل ہے۔ اِسی لئے انبیاء علیہم السلام پر یہ فرض ہے۔ ظاہر ہے جو اچھی چیز ہے وہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو پہلے دیتا ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ انبیاء کے وارث ہیں۔ لہذا ان پر بھی تہجّد جو ہے وہ فرض کا درجہ رکھتی ہے۔ اور ولی کون ہے جس کا قلب جاری ہوگیا۔ تو آپ میں سے تو کوئی ایسا نہیں ہے جو یہاں بیٹھا ہوا ہو۔ جس کا قلب جاری نہ ہو، آپ سب کو کوشش کرنا چاہیئے کہ تہجّد کی نماز پڑھیں، دو رکعت نفل ہی کیوں نہ ہو۔ اُٹھیں تو آذانِ فجر سے کچھ دیر پہلے ہی اُٹھ جائیں تاکہ دو رکعت نفل تہجّد پڑھ سکیں۔

• آٹھواں اُصول یہ ہوا کہ، بعض اوقات میں اور بعض جگہ میں دُعا جو ہے مستجاب ہوتی ہے۔ مثلاً استغفار کے لئے اللہ تعالیٰ نے بالاسحار کہا۔ مقامِ ابراہیم پہ نماز بہت



Marfat.com

افضل ہے۔ اور بھی دُعا کے مقامات ہیں۔ جبل نور ہے۔ عرفات کا میدان ہے، مسجد ہے اور شعائر اللہ ہیں، اللہ کے محبوبین کے مزارات ہیں تو بعض اوقات اور بعض جگہیں دُعا کیلئے مستجاب ہوتی ہیں۔ ہر عبادت کی روح جو ہے وہ صحتِ نیت پر ہے۔ صحیح نیت سے عام اعمال جو ہیں، وہ عبادت بن جاتے ہیں، اگر آپ اپنے ماں باپ کی خدمت کرتے ہیں لیکن آپ اس نیت سے کرتے ہیں کہ ہم اللہ کو راضی کر رہے ہیں اس کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں، تو وہ عبادت ہے آپ عائلی ذمے داریوں کو پورا کرتے ہیں۔ ازدواجی ذمے داریوں کو پورا کرتے ہیں۔ وہ بھی عبادت ہے، اگر اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت ہے تو اگر نیت سچی ہے تو انسان کے تمام اعمال جو عبادات کا درجہ نہیں رکھتے لیکن ان کو بھی ثواب کے لئے ان کا عبادت کا درجہ ہوتا ہے۔

اور اگر نیت غلط ہے اللہ کی رضا نہیں ہے دکھاوا ہے تو نماز، اور روزے بھی بیکار ہوجاتے ہیں اور صدقہ و خیرات بھی۔ اگر سب کو دنیا کو دکھا کر کے فی سبیل اللہ خرچ کیا، اس کا ڈھنڈورا پیٹ کر کے گلے میں ہار ڈلوا کر کے تو پھر اس کا



Marfat.com

کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ اَب اس آیتِ مبارکہ میں ایک خاص پیغام ہے ۔ وہ یہ ہے کہ مومنین کو توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیئے ۔ اور اس کے بہت سے فضائل بھی ہیں اور اِس کے مسائل بھی ہیں ۔ اس کے شرعی مسئلے بھی ہیں ۔ اس میں، سُورۂ انفال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ : وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ : اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر عذاب نازل نہیں کرتا جس میں آپ موجود ہوں ۔ اے میرے حبیبؐ میں نے مکّے پہ کیوں نہیں عذاب نازل کیا کہ اس میں آپ موجود تھے ۔ اور جہاں لوگ توبہ واستغفار کرنے والے ہوتے ہوں ، سرکار دو عالم ﷺ کے صحابہ کرام ۔ تو پتہ لگا کہ ایک تو سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ جس جگہ پر اللہ تعالےٰ سے توبہ و استغفار کرنے والے لوگ ہوتے ہیں ، تہجد گزار لوگ ہوتے ہیں ، اللہ تعالیٰ سے رات کی تنہائی میں آہ وزاری کرتے ہیں ، وہاں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوتی ہیں اور وہ علاقے اللہ کے عذاب سے بچے رہتے ہیں ۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ ، اللہ کی رحمت ہیں جہاں وہ رہتے ہیں وہ جگہ اللہ کے عذاب سے بچی رہتی ہے ۔

کراچی میں اخبار میں آیا کہ زبردست سائیکلون آنے



Marfat.com

والا ہے ۔ اور کراچی کا آدھا شہر برباد ہو جائے گا ۔ حضور وہاں پہ ہیں ، اور وہ گزر گیا بغیر کراچی کو چھوئے ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگئی اس جگہ پہ جہاں اللہ تعالیٰ کا ایک فقیر بیٹھا ہوا ہے۔ اور اُس سائیکلون کی ہمت نہ پڑی کہ اس شہر کو چھو سکے۔

بخاری شریف میں ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : میں سَتّر (۷۰) بار سے زیادہ استغفار کرتا ہوں۔ اسی طرح بخاری میں سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث ہے کہ ہم روزانہ سو بار استغفار کرتے ہیں' اے لوگو! تم بھی استغفار کرو۔ یہ مُسلم میں بھی ہے اور ایک بہت ہی دلچسپ واقعہ مشکوٰۃ' اور مُسلم اور بُخاری میں ہے ۔ وہ یہ کہ بَنی اسرائیل میں ایک شخص تھا اس نے ۹۹ قتل کئے تھے وہ ایک عالم کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ میں نے ۹۹ قتل کئے ہیں ۔کیا اَب بھی میری توبہ قبول ہوسکتی ہے اِس عالم نے کہا تم نے تو اتنے قتل کئے ہیں تمہاری تو کوئی توبہ قبول نہیں ہوسکتی ہے ۔ اِسے غصہ آیا اس نے اِس کو بھی قتل کر دیا ۔ سو (۱۰۰) قتل ہو گئے. تھوڑی دیر کے بعد اس کو پھر خیال آیا کہ میں نے تو بڑی زیادتی کی ۔ اور سو (۱۰۰) قتل کر دیئے تو دور ایک گاؤں



Marfat.com

تھا۔ اِس میں ایک عالم رہتے تھے ، اس کو تھوڑی سی رحمت کی اُمید ہوئی ، اِنہوں نے کہا کہ شاید وہ مجھے بتاسکیں کہ اَب بھی توبہ ہوسکتی ہے۔ چنانچہ وہ اس عالم کے گاؤں کی طرف چل پڑا۔ اس نیت سے کہ اس سے پوچھے کہ کیا اَب بھی توبہ ہوسکتی ہے۔ وہ توبہ کرلے ، راستے میں اس کی موت آگئی۔ موت کے بعد جنت اور دوزخ دونوں کے فرشتے تشریف لاتے ہیں۔ اور دوزخ کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ دوزخ میں جائے گا ، جنت کا فرشتہ بولتا ہے کہ یہ جنت میں جائیگا کیونکہ اس نے معافی کا ارادہ کرلیا تھا۔ دونوں فرشتوں میں بحث مباحثہ کے بعد طے پاتا ہے کہ اِس کے سفر کرنے کا فاصلہ ناپا جائے ، جب اُس نے عالم کے گھر کا سفر شروع کیا تھا۔ تو اِس طرح عالم کے گھر کا سفر چند فرلانگ ہی باقی رہا۔ اور اس طرح وہ شخص جنّت کا حقدار بنا۔ تو یہاں توبہ اور استغفارِ کی فضیلت بہت ہے۔

ربِّ کریم اس کی ہر تنگی اور غم سے نجات دلاتا ہے۔
اس کے رزق میں برکت دیتا ہے۔ اسکو وہاں سے وہ رزق دیتا ہے کہ جہاں سے اِس کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہے۔
اور آیتِ کریمہ : لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ



Marfat.com

یہ بھی تو توبہ واستغفار ہی ہے یہ کتنا بڑا کرم ہے کتنے بڑے بڑے کام اِس سے ہوجاتے ہیں۔ترمذی اور ابنِ ماجہ میں یہ ہے کہ گناہ سے مومن کے دل میں کالا داغ پڑجاتا ہے۔ اور توبہ سے یہ داغ دھل جاتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص بڑا ہی مبارک ہے جس کے نامۂ اعمال میں کثرت سے توبہ و استغفار لکھے گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی کثرت سے توبہ و استغفار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مومن جو ہے، اپنے گناہوں کو ایک پہاڑ سمجھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ پہاڑ اس پر گر پڑے گا۔ لہٰذا وہ اس سے احتیاط کرتا ہے اور جب گناہ سرزد ہوتے ہیں تو آہ وزاری کرتا ہے۔ اور کافر اپنے گناہوں کو ایک مکھی سمجھتا ہے۔ ہاتھ سے اُڑا دیا بس چلی گئی۔ تو کفر اور ایمان میں رویوں کا فرق ہے۔ ایمان انسان کو اللہ سے قریب کرتا ہے ثواب کی حالت میں بھی گناہ کی حالت میں بھی۔ گناہ کے بعد جب وہ توبہ کرتا ہے تو خشیتِ الٰہی سے اور توبہ و استغفار کرکے اللہ کے کرم کے وہ اور قریب ہوجاتا ہے۔

بیہقی میں اور ابنِ ماجہ میں یہ حدیث بیان ہے کہ:
سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توبہ کرنے والا مومن ایسا ہے



Marfat.com

جیسے کہ اس نے گناہ کبھی کیا ہی نہیں ۔ اور ایک جو سب سے بڑی فضیلت استغفار کی یہ ہے کہ بقیہ ساری جو نفلی عبادات ہیں فرض نہیں ہیں ان سب کی فضیلت احادیث میں بیان ہیں ، لیکن توبہ و استغفار کی فضیلت قرآن میں اللہ نے خود بیان فرمائی ہے ۔ اور کئی جگہ بیان فرمائی ہے ۔ سورۂ فرقان میں سورۂ توبہ اور آلِ عمران میں کی ہے تو اللہ نے استغفار کو یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ اس کی قبولیت اور انعامات کا ذکر خود قرآن میں فرمایا ہے ۔ اَب توبہ کے کچھ مسائل ہیں ۔ توبہ جو ہے بقدر گناہ ہونا چاہیئے ۔ یعنی اگر کوئی چوری چھپے ہوگیا ہے لوگوں نے نہیں دیکھا تو اِس کی توبہ آپ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے کریں اور کوئی گناہ خطا آپ سے کھلے عام ہوگئی ہے، لوگوں کے سامنے ہوگئی تو آپ لوگوں کے سامنے ، اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ و استغفار کریں ۔ تاکہ یہ نہ ہو کہ شرم و حیا کی وجہ سے، جھوٹی شرم و حیا کی وجہ سے تاثر ہو جائے کہ آپ سے خطا تو ہوگئی ہے، سب نے دیکھ لیا ، لیکن آپ پر کوئی اَثر نہیں ہوا ۔ اس لئے اِن کے سامنے نہیں کریں گے توبہ ۔ اگر آپ نے کوئی حقوقِ شریعت ادا نہیں کئے تو بھی توبہ واجب ہے ۔ اور کوئی حقوق العباد آپ سے ادا نہ ہوئے تو بھی۔

اور کوئی حقوق اللہ آپ سے ادا نہیں ہوئے، جیسے نماز وغیرہ۔ اللہ کا حق جو ہے اللہ کی یاد کا، ذکر کا، آپ نے ادا نہیں کیا تو بھی توبہ ضروری ہے۔ لیکن جب آپ حقوقِ شریعت اور حقوق العباد سے متعلق توبہ کریں تو اِن حقوق کو بھی ادا کریں۔ اگر نماز، آپ نے وقت پر نہیں پڑھی ہے تو پھر اس کی توبہ بھی کریں اس خطا کی اور پھر اس نماز کی قضا بھی کریں۔ آپ روزہ نہیں رکھ سکے ہیں تو روزہ رکھیں اور ساتھ توبہ کریں۔ لوگوں کے پیسے نہیں دیئے امانت نہیں دی، تو توبہ بھی کریں اور اس کی امانت بھی واپس کریں۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ توبہ کا بہترین وقت جو ہے وہ صبح صادق ہے۔ اِبنِ حبیب، عبداللہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ وہ ساری رات نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور صبح صادق کا وقت ہوتا تھا اندازے کے مطابق تو وہ اپنے خادم سے پوچھتے کہ کیا صبح صادق ہوگئی اگر وہ کہتا کہ ابھی نہیں ہوئی تو پھر نماز شروع کر دیتے اور اگر اس نے کہا کہ ہاں صبح صادق ہوگئی تو پھر وہ توبہ و استغفار نماز کے بعد پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔

صبح فجر کے وقت اگر آپ سُنّتیں پڑھتے ہیں تو اگر تین



Marfat.com

بار آگے اور تین بار پیچھے آپ دُرود شریف پڑھیں اور ۷۰ بار سید الاستغفار پڑھیں : استغفراللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ : تو انشاء اللہ، اللہ آپ کا نام جو ہے مُتقین ، تائبین، اور مستغفرین میں لکھ دے گا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ توبہ کے لئے بہترین وقت صبحِ صادق ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ توبہ کا بہترین وقت کونسا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ : "مجھے یہ پتہ تو نہیں ہے لیکن مجھے یہ پتہ ہے کہ صبح کے وقت عرش ہلتا ہے اس وقت لوگوں کی توبہ و استغفار عرش تک پہنچتی ہے" اور اسی سے متعلق ایک حدیث سرکارِ دو عالم ﷺ کی ہے کہ : "اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصّے میں پہلے آسمان کی طرف توجّہِ کرم فرماتا ہے کہ کون دُعا مانگتا ہے کہ وہ قبول فرمائے۔ اور کون مانگتا ہے کہ اِسے وہ دے۔ کون مغفرت مانگتا ہے کہ اُسے وہ بخش دے۔ اور صبح تک یہی آوازیں آتی رہتی ہیں" استغفار کے لئے سب سے بہتر پانچواں کلمہ ہے :

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ

میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو

Marfat.com

عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّ اَتُوْبُ

میں نے کیا جان بوجھ کر یا بھول کر در پردہ ہو یا کھلم کھلا، اور میں توبہ

اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ

کرتا ہوں اس کے حضور میں اِس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور

الذَّنْبِ الَّذِیْ لَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ

اس گناہ سے جو مجھے معلوم نہیں اے اللہ! بیشک تو غیبوں کا

الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ

جاننے والا ہے اور عیبوں کا چھپانے والا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا ہے

وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ۔

اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت، اللہ ہی کی طرف
سے ہے جو بلند شان اور عظمت والا ہے۔

جیسا کہ میں ہمیشہ آپ سے عرض کرتا ہوں، ہر آیت کی ایک تفسیر صُوفیانہ ہوتی ہے۔ عوام کا تقویٰ جو ہے وہ کفر و شِرک سے بچنا ہے اور مومنین کا تقویٰ جو ہے وہ حرام چیزوں سے بچنا ہے۔ اور کاملین کا تقویٰ جو ہے، ہر شُبے کی چیزوں سے بچنا ہے، جیسے کہ اگر یہ شبہ بھی ہو کہ یہ حلال ہے یا نہیں تو اِس سے بچنا ہے۔ اور جیسا کہ جنت کے بھی بہت سارے دَرجے ہیں جس کا جیسا تقویٰ ہوگا اس کو ویسے ہی جنت



Marfat.com

ملے گی ۔ جو لوگ طریقت کے اُعلیٰ مقام پر فائز ہیں اِنکا تقویٰ ماسوائے اللہ سے ہر وہ چیز جو ربّ کے علاوہ ہے اِس سے بچنا ہے ۔ جیسا کہ حضور رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ہیں ۔ وہ فرماتی ہیں کہ : "دنیا کی چیزیں تو چھوڑو میرا بس چلتا تو میں جنت اور دوزخ دونوں کو آگ لگا دیتی تاکہ ربّ سے محبّت لوگ ربّ کے لئے کرتے نہ دوزخ کے ڈر سے کرتے اور نہ جنت کی لالچ سے کرتے ۔" تو جو ماسِوا اللہ سے بچنے والے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ : "اے میرے ربّ ! میں تیرے افعال اور تیری صفات کا مشاہدہ کرکے تجھ پر شہودی ایمان لا چکا ۔ لہٰذا تو ہمارے وجودی گناہوں کو ، ہمارے کمزور جسم میں ہماری رُوح کو جو آپ نے قید کر دیا ہے ، اور جو ہم سے کبھی کبھی خطائیں ہوجاتی ہیں ، تو ہمارے وجودی گناہوں کو بخش دے۔ تیرے ہوتے ہوئے تو ہمارا ہونا بھی ایک گناہ ہے ۔ ہمیں تو تیری ذات میں فِدا ہوجانا چاہیئے ۔ ہم اس گناہ کی بھی توبہ کرتے ہیں کہ آپ کی فنائیت میں ہمیں کمال حاصل نہ ہوسکا ۔" سو اصل عبادت تو تجھ میں فنا ہونا ہی ہے ۔ اس میں جو کُچھ مجھ سے کوتاہی ہوئی ہو تُو اُسے معاف فرما دے اور ہمیں محرومی اور حجابات کے عذاب سے اور اس کی آگ سے تُو بچالے ۔"

ایک بہت ہی دلچسپ واقعہ ہے کہ ایک دیوانہ مجذوب، حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آکر بولا کہ :" بتاؤ کون سا صبر افضل ہے ؟" آپ نے فرمایا کہ :" الصبر فی اللہ : اللہ کے معاملے میں صبر کرنا۔" وہ بولا :" نہیں"۔ پھر آپؒ نے فرمایا کہ :" الصبر للہ : اللہ کے لئے صبر کرنا" اِس نے کہا : " نہیں "۔ تو اس نے تھوڑے توقف کے بعد کہا :" الصبر عن اللہ ۔ اللہ کی طرف سے جو صبر عطا ہو وہی صبر ہو۔" حضرت شبلیؒ کا اس مجذوب کی یہ بات سُن کر ایسا حال ہوا کہ وہ زار و قطار چیخیں مار مار کر روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔"

سرکار دو عالم ﷺ سے درجات میں بلند کون تھا ؟ عبادات میں کس کو معراج حاصل تھی ؟ وہ انہی ﷺ کی ذات کو حاصل تھی ۔لیکن ایک دفعہ عبادات میں آپؐ نے، اور تمام صحابہ کرام نے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی ۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ ﷺ سفر میں جا رہے تھے ، آپ ﷺ جان بوجھ کر فجر کے وقت لیٹے رہے اُٹھے نہیں ۔ اور یہاں تک کہ سورج نکل آیا ۔ جب سورج نکل آیا تو صحابہ کرام بڑے بے تاب ہوئے ۔بہت دُکھ اُنہیں ہُوا کہ آج اُن سے نماز قضا ہو گئی ۔ اور اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام کی



Marfat.com

یہ ادا جو ہے یہ تڑپ کہ ان سے نماز قضا ہوگئی بہت پسند آئی۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات بلند فرمائے اور نعمتیں عطا فرمائیں ۔ اور سرکار دو عالم ﷺ اُٹھے اور انہیں بتایا کہ جب تم سے کسی وجہ سے نماز قضا ہو جائے تو تم اس طرح سے پڑھ لیا کرنا۔(طریقہ بتایا)۔

ایک بزرگ کا واقعہ ہے۔ایک صحابی تھے وہ ہمیشہ مسجد میں نماز پڑھتے تھے ۔ بڑی عبادات کرتے تھے، ایک دفعہ شیطان نے کہا کہ آج اُن کے ساتھ کوئی حرکت کرنی چاہیئے ، تو جب وہ صبح سو رہے تھے اُس نے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں چلانی شروع کردیں ، تو نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی آنکھ نہیں کھلی، جب آنکھ کھُلی تو فجر کا وقت گزر چکا تھا۔اور وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ یا اللہ تو مجھے معاف فرما دے۔ مجھ سے بڑی خطا ہوگئی ۔میں بہت ہی شرمندہ ہوں ، انہوں نے اتنی آہ وزاری کی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات اور بلند کر دیئے ۔ پتہ نہیں کتنی نمازوں کا ثواب اُن کو عطا فرما دیا ۔اور شیطان نے کہا ہائے ! میں برباد ہوگیا ، اور اپنا سر نوچتا ہوا وَہاں سے چلا گیا ۔میں نے تو اس لئے کہا تھا کہ ان کا نقصان ہو، انہوں نے تو اتنی توبہ و استغفار کی کہ ، اتنی اللہ سے آہ وزاری



Marfat.com

کی کہ ان کے تو درجات اور بھی بلند ہو گئے ۔ تو صابر وہ ہے جو قرض میں نیکی کی راہ نہ چھوڑے ، اور جو بسط میں فخر اور ناز نہ کرے ۔

جو لوگ متقی ہوتے ہیں' وہ محبّت اور ارادے میں سچّے ہوتے ہیں ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنا مال ، اپنی صفات' اپنے افعال ، اپنے نفوس اور اپنی ذات سب کچھ خرچ کر ڈالتے ہیں اور صابر وہ ہیں جو اپنے حال پر قائم رہتے ہیں ۔ اور وہ مصیبت سے نہیں گھبراتے ۔ چاہے اس میں انہیں اُس راستے میں کتنی ناکامیاں اُٹھا پڑیں ۔ لیکن وہ اپنی طلب میں صادق ہوتے ہیں ۔ جو لوگ طریقت کی راہ میں ہوتے ہیں ، جن کو کوئی کشف یا کرامات حاصل نہیں ہوتی ، اس کے باوجود اسی ذوق و شوق سے اللہ کی راہ میں نمازیں پڑھتے ہیں ، نیکیاں کرتے ہیں ، ذکر کرتے ہیں ، اُن کے درجات بھی بہت بلند ہیں ۔ اس لئے کہ کشف و کرامات جو ہیں ۔ وہ بعض دفعہ انسان کو راستے سے ہٹا دیتی ہیں ' تکبّر پیدا کر دیتی ہیں ۔ اور میرے آقا و مولا شاہ افضل سرکارؒ فرماتے تھے کہ :" درجات کا انحصار اس بات پر ہے کہ اللہ کے ذکر میں آپ میں کتنی فنائیت ہوتی ہے ۔ اور سب سے

بلند درجہ اس کا ہے جس کو "سلطانُ الاذکار" اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہ جو کشف و کرامات ہیں، یہ سب تو طریقت کی بنیادیں ہیں، اور جو کوئی اس میں اُلجھ کے رہ گیا اور دنیا کو دکھانے لگا کہ مجھ سے یہ کرامت ہوئی، تو اس کے تو درجات اٹھ جاتے ہیں اس کا صبر اُڑ جاتا ہے یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ ہمیں جیسے باہر کسی کام سے جانا ہے اور ہم یہاں اپنی منزل کی طرف جانا بھول گئے اور وہاں پھولوں کے گلاب وغیرہ کو دیکھنے میں مشغول ہوگئے۔ اور یاد نہ رہا کہ کس کام سے جا رہے ہیں۔ تو کشف و کرامات میں بعض دفعہ نقصان بھی ہوتا ہے، فائدے بھی ہوتے ہیں۔ ہر وہ شخص جس میں صِدق ہے وہ کبھی بھی اپنے کشف و کرامات پر فخر نہیں کرے گا اور اس کو کوئی اہمیت نہیں دے گا۔ اہمیت دل کا وہ گداز ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے جب اُس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اِس کی بارگاہ میں عاجز رہیں۔ اسکے ساتھ اپنی وفاداری کا اظہار کرتے رہیں، اس سے توبہ و استغفار کرتے رہیں۔ اس سے کرم کی بھیک مانگتے رہیں۔ آخرت میں اسی سے انعام مانگتے

رہیں کہ بے شک وہی سخی بادشاہ ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کا مالک ہے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ہ



Marfat.com

پَارَۃٌ تِلْكَ الرُّسُلُ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَان

اٰیات نمبر: ۱۸ تا ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰه

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰۤىٕكَةُ
وَاُولُوا الْعِلْمِ قَاۤىٕمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۱۸ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ
اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۛ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَمَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ
اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝۱۹

اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر، اسکے سوا کسی کی عبادت نہیں عزت والا



Marfat.com

حکمت والا ⑱ بے شک اللہ کے یہاں اسلام
ہی دین ہے۔ اور پھوٹ میں نہ پڑے کتابی،
مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا، اپنے دِلوں
کی جلن سے، اور جو اللہ کی آیتوں کا منکر ہو تو
بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے⑲

اس وقت میں نے ۱۸، اور ۱۹ آیات سُورہِ آلِ عمران کی تلاوت کی ہے۔ اس میں آیات ۱۶، اور ۱۷، کی تفسیر میں پچھلی مجلس میں بیان کر چکا ہوں۔ اور آج انشاء اللہ ۱۸، اور ۱۹ کی تفسیر پیش کروں گا۔

جو پہلی تین آیات تھیں ۱۵ سے ۱۷ تک مختصراً اس میں دو پیغامات تھے۔ ایک تو یہ کہ جنّت اُسی کو ملے گی جو تقوے والا ہو۔ اے میرے حبیب ﷺ : قل اونبئکم بخیر من ذالکم للذین اتقوا عند ربھم جنّت تجری : اے میرے حبیبؐ! دنیا کے اثاثوں سے بہتر کوئی چیز ہے تو وہ یہ ہے کہ جو اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے لئے جنت ہے۔ اور جن کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : تجری من تحتھا الانھٰر خٰلدین فیھا وازواج مطھرۃ ورضوان من اللہ : کہ تین نعمتوں کا ذکر کیا جنت کے باغ میں نہریں ہیں اور اس میں پاک



Marfat.com

عورتیں ہیں اور سب سے بڑی نعمت جو ہے وہ : رضوان من اللہ : اللہ کی رضا ہے ۔ اللہ نے متقی لوگوں کی تعریف کی ہے ان کی کیا صفات ہیں ؛ کس طرح سے متقی لوگ پہچانے جاتے ہیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ اللہ سے توبہ و استغفار کرتے رہتے ہیں : ربنا اننا امنا فاغفرلنا ذنوبنا وقنا عذاب النار ہ : اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی کرتے ہیں ۔ اللہ سے ڈرتے بھی ہیں ، اس کی عبادت کرتے ہیں ۔ اس کے باوجود چونکہ اپنے عمل کی کوئی سند نہیں ہے ۔ سند ہے ربّ کے کرم کی ۔ کہ جس سے آپ کے اعمال کی قبولیت ہوتی ہے تو یہ دُعا مانگتے ہیں کہ : اے میرے ربّ ! ہم آپ پر ایمان لائے ۔ اور پھر اس ایمان کے وسیلے سے دُعا کرتے ہیں ۔ کہ اے میرے ربّ ! آپ ہمارے گناہوں کو معاف کردیں ، اور ہمیں اپنے عذاب سے بچالے ۔ اور اُن کے اعمال سے بھی وہ پہچانے جاتے ہیں ، اس لئے کہ ان کے اعمال کیا ہیں ؟ وہ ہیں : الصابرین : اللہ کی عبادت کے معاملے میں صبر کرتے ہیں ۔ اللہ کے ساتھ صبر کرتے ہیں اللہ کے لئے صبر کرتے ہیں ، اللہ کے اوپر صبر کرتے ہیں ۔ اللہ کی مخلوق ان کے ساتھ زیادتی کرتی ہے تو صبر کرتے ہیں اللہ کے واسطے ۔ اور اللہ کی طرف سے جو مشکلیں اور آزمائشیں



Marfat.com

آتی ہیں ان پر وہ صبر کرتے ہیں : والمستغفرین بالاسحارہ الصادقین : اپنی عبادت میں اپنے معاملات میں اپنے ایمان میں اپنے اعمال میں وہ سچے ہیں۔صَادق ہیں۔مخلص ہیں ۔ : والقانتین : اور عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر رہتے ہیں : والمنفقین : اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ والمستغفرین بالاسحار ہ : اللہ کا جو پسندیدہ وقت ہے تہجّد کے بعد وہ صبحِ صَادق کا وقت ، اِس وقت اُٹھ کر وہ اُس کی عبادت کرتے ہیں ۔ اور اس سے توبہ واستغفار کرتے ہیں۔

اَب اِس ایمان کی تفصیل بیان کی جارہی ہے ۔ اس کے دلائل، کہ کیوں اللہ پر ایمان لائیں ، ایمان کے دلائل اگلی آیت میں اللہ پیش فرما رہا ہے : شھد اللہ انہ لا الہ اِلا ھو : اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اپنی ، کیا گواہی دیتا ہے ؟ : انہ لا الہ الا ھو : وہی ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے ۔ شھد، شہادت سے ہے : شھد اللہ انہ لَا الہ الا ھو، والملئکۃ : اور اس کے فرشتے شہادت دیتے ہیں ۔ جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے جاہ و جلال دیکھتے ہیں ، اور وہ ایمان کے علاوہ کسی اور حالت میں ہو ہی نہیں سکتے ۔ اور ہر وقت عبادت کی حالت میں رہتے ہیں۔ ایک تو خود اللہ اپنے توحید کی ، اپنی بادشاہت کی گواہی دیتا

Marfat.com

ہے کہ : میں ہوں بادشاہ تم سب میری رعایا ہو۔ اور ان رعایا میں دو قسمیں ہیں جو ان کی گواہی دیتی ہے۔ ایک تو والملئکۃ ایک وہ جن کے سامنے کوئی حجاب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رہتے ہیں عرش پہ رہتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے جاہ وجلال کو اس کی بادشاہت کو اس کی نشانیوں کو دیکھتے ہیں اور پھر وہ اس کی گواہی دیتے ہیں۔اور وہ اللہ کا پیغام بھی لاتے ہیں، اس کے بندوں تک، عبادُ الرحمٰن تک۔ جس میں اللہ کی بادشاہت کی مالک الملک ہونے کی گواہی ہے۔ اس کے علاوہ تیسرے کون لوگ ہیں جو اس کی گواہی دیتے ہیں، وہ اولوالالباب : جو صاحبانِ علم ہیں، صاحبانِ فراست، اور صاحبانِ بصیرت ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ اللہ کے ہی ہیں جن کو اللہ کی خبر ہے، جو اولیاء اللہ ہیں، جو اللہ کے وارث ہیں، وہ علمائے حق ہیں۔ جنہوں نے علم کے ذریعے سے اللہ کے دلائل اور آیات اور نشانیوں کو پہچانا ہے، اس کی حقیقت کو پہچانا ہے۔ لیکن عباد الرحمٰن میں سے جو لوگ گواہی دیتے ہیں، وہ صرف وہی گواہی دیتے ہیں جن کی تعریف میں : قائماً بالقسط : جو انصاف پہ قائم رہتے ہیں، جن کے دلوں میں کھوٹ نہیں ہے۔ جو حق پر قائم رہتے ہیں، جو دنیا کے آرام و

آسائش میں جن کا ذکر اللہ نے پہلے کردیا ہے اس کے لئے
اپنے ایمان کو بیچتے نہیں ہیں : قائماً بالقسط :۔

لا الہ الا ھو العزیز الحکیم : اللہ کے علاوہ اور کوئی
معبود نہیں ہے : ھُو العزیز الحکیم : اس کی دو صفات ہیں،
ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ طاقت والا ہے ۔ جو کچھ کرنا
چاہتا ہے کر ڈالتا ہے ۔ اس کی قدرت میں ہے وہ جبار ہے،
وہ قدوس ہے ، وہ قہار ہے وہ بدیع السموات والارض ہے،
وہ فاطر السموات والارض ہے۔اس کی شان ہے : انما امرہ
إذا اراد شیئاً أن یقول لہ کن فیکون ٥ (سورہ یٰس - ۸۲) : صرف
ارادے سے اس کی چیزیں ہوجاتی ہیں تو وہ عزیز ہے اور حکیم
ہے اس کا کوئی کام دانائی سے بغیر نہیں ہے ۔ وہ حکمت والا
ہے جو کام کرتا ہے وہ تدبر سے کرتا ہے ۔ یہ ایمان باللہ کی
بات آگئی ۔ لیکن ہمارا کلمہ کیا ہے ؟ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ایمان صرف توحید سے مکمل نہیں ہوگا اس لئے کہ بہت سے
ایسے ہیں جو اللہ کی واحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں ۔ جیسے یہود
وہ اللہ پہ بھی ایمان رکھتے ہیں وہ روز قیامت پہ بھی : ومن
الناس من یقول امنا باللہ والملئکۃ : وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم
ایمان لاتے ہیں : امنا باللہ والیوم الآخر : کہ ہم اللہ پر ایمان



Marfat.com

لائے اور یومِ آخرت پر، لیکن وہ لوگ جو ہیں صاحبانِ ایمان نہیں ہیں تو اولواالعلم جو ہیں وہ اللہ ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرما دیا کہ دیکھو ایمان تمہارا مجھ پر مکمل نہیں ہوگا۔ جب تک تم میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاؤ گے۔

لہٰذا اگلی آیت نازل ہوئی : ان الدین عند اللہ الاسلام یہ بہت ہی مشہور آیت ہے۔ اللہ کے نزدیک دین جو سچّا دین ہے، برحق دین ہے وہ اسلام ہے۔ اسلام کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں جو یہودی تھے وہ اپنے کو یہودی نہیں کہتے تھے، اُن کا دین اِسلام تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل کا دین اسلام تھا۔ لیکن انہوں نے اللہ کے پسندیدہ دین کے، اللہ کے پسندیدہ نام اسلام کو چھوڑ کر کے اپنے پیغمبروں کے نام پر نام رکھ دیا تھا۔ یہودا کے نام پر اپنے کو یہودی کہلوانے لگے اور عیسٰی کے نام سے اپنے کو عیسائی کہنے لگے۔ مسلمانوں کے لئے صاحبانِ ایمان کیلئے اسلام، دین کا وہ نام ہے جو اللہ نے رکھا۔ یہ سلامتی والا دین ہے۔ تو اللہ فرماتا ہے : ان الدین عند اللہ الاسلام : اللہ کے نزدیک دینِ حقیقی وہی ہے جو اسلام ہے : وما اختلف الذین : جو اختلاف کرتے ہیں اُن کے



Marfat.com

دل میں نفس نے ڈاکہ مارا ہے، جو نفس کے مغلوب ہوگئے ہیں۔ جیسا کہ شیطان : اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سجدہ کرو اِس نے کہا میں انسان کو کیسے سجدہ کروں۔ نفس نے اس کو مروایا۔ راندہِ درگاہ کیا۔ تو علم آجانے کے بعد، خبر آجانے کے بعد اللہ کی نشانیاں واضح ہو جانے کے بعد جو اہلِ کتاب میں تھے ان میں سے کسی نے اختلاف نہیں کیا سوائے ان کے : بغیا بینھم جن کے نفس نے ان کو لالچ میں ڈالا کہ ان کی جائیدا دیں ان کے وظیفے ان کی جاگیریں ختم ہو جائیں گی، اگر وہ اسلام لائے۔

یہ عجیب اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ مکّے میں ابو جہل اور ابولہب ایمان نہ لاسکے۔ اور دُور دُور سے لوگ اور سلمان فارسیؓ ایمان لے آئے۔ اور مدینے کے یہود و نصاریٰ ایمان نہ لائے اور نکالے گئے خیبر کی جنگ کے بعد۔ اور شام اور یروشلم کے جو یہود و نصاریٰ تھے وہ آکر کے سرکارِ دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں ایمان لائے۔ تو وہ لوگ جو صاحبانِ کتاب ہیں اور ان کو یہ پتہ لگ گیا کہ یہی وہ نبی آخر الزّماں ہیں جن کی شہادت توریت و انجیل میں ہے۔ تو ایسے لوگوں نے مخالفت نہیں کی، اور ایمان لائے۔ مخالفت کس نے کی ؟ جن کے دلوں پر نفس نے قبضہ کرلیا تھا دنیا کے جاہ و جلال اور دولت کی لالچ آگئی



Marfat.com

تھی ۔ اور بُغض و حَسد آگیا تھا ، اُن کا یہ بغض و حسد تھا کہ بنی اسماعیل میں پیغمبر آخر الزّماں آگئے اور بنی اسرائیل میں کیوں نہیں ہوئے ۔ جس میں سارے پیغمبر ہوئے : ومن یکفر بایات اللہ فان اللہ سریع الحساب ٥ : جس نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا ۔ تو اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کرے گا۔ یہ اِس غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہیئے کہ : اربوں انسان ہیں تو حساب لیتے لیتے بہت دیر لگ جائے گی شاید میری بچت ہو جائے ۔ اللہ تعالیٰ قیامت کا دن جلد لانے والا ہے اور اس میں وہ اپنی قدرت سے اربوں انسانوں کا حساب لمحوں میں کرلے گا ۔ اس کو کوئی دیر نہیں لگے گی ۔ ان آیات مبارکہ کا جو ترجمہ میں نے آپ کو بتایا ہے ۔ اس سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ اس کا کیا تعلق ہے پچھلی آیات سے کہ، پہلے اللہ نے یہ فرمایا کہ : جنّت کے مستحق متّقین ہیں اور متّقین کی پہچان یہی ہے ۔ اَب وجہ تقویٰ بتائی جارہی ہے ۔ وہ تقویٰ کیوں کرتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی ربّ نہیں ہے ، اِلٰہ نہیں ہے ۔ اور اس کی نشانیاں اللہ تعالیٰ نے اپنی قُدرت سے دنیا میں پھولوں ہیں ، درختوں میں ، ستاروں میں ، چاند میں ، ہر جگہ، اِسکی گواہی میں موجود ہیں ۔ اور جو صاحبانِ علم و صاحبانِ بصیرت ہیں



Marfat.com

وہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں ۔ تو اَب وجہِ تقویٰ بیان کیا جا رہا ہے کہ ربّ کے علاوہ معبود نہیں ہے اور پہلے ایمان کا ذکر تھا اَب دلائل ایمان ہے ۔ پہلے یہ کہ جنت بغیر تقویٰ کے نہیں مل سکتی اور یہ کیوں بیان کیا جا رہا ہے ؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انصاف ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہر کام انصاف سے کرتا ہے ایسا نہیں کرے گا کہ کافروں کو تو جنت دے دے گا اور تقویٰ کرنے والوں کو تکلیف میں رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ کا انصاف ہے جب وہ اِس پہ ایمان لایا جس نے اس پر تقویٰ کیا جس نے اس کی عبادت کی جو اس کے سامنے قانِتین بن کر رہا۔ وہ سارے لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نوازے جائیں گے ۔

پہلے ایمان کا ذکر ہوا تھا اب اللہ نے اپنی ذات کا ذکر فرمایا ہے ۔ اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ وہ یہودی علمأ شام سے سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے مدینہِ منوّرہ آئے جب انہوں نے مدینہِ منوّرہ دیکھا ۔ تو انہوں نے کہا کہ اِس شہر کی تو تمام خصوصیات وہ ہیں جو ہم نے توریت میں پڑھی تھیں کہ : نبی آخر الزّماں کا شہر ایسا ہوگا۔ اور کہا کہ بے شک مدینہ منوّرہ یہ وہی شہر ہے جس میں



Marfat.com

نبی آخر الزماں ہیں ۔ جب سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کا دیدار کیا۔ انہوں نے کہا کیا بیشک یہ وہی شکل، وہی صفات ، وہی ذات ہے جس کی صفات اللہ نے توریت میں بیان کی ہیں ۔ چنانچہ وہ پہچان گئے انہوں نے پہلا سوال کیا کہ: آپ محمد (ﷺ) ہیں، سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: ہاں !۔ انہوں نے پھر پوچھا: کیا آپ ہی احمد ہیں ؟ اس لئے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی پیشن گوئی میں کہا تھا کہ : میرے بعد پیغمبر آئیں گے ان کا نام احمد ہوگا ۔ انہوں نے کہا: ہاں ۔ پھر انہوں نے کہا، کیا ہم آپ سے ایک سوال پوچھ سکتے ہیں ؟ اگر آپ نے ٹھیک جواب دے دیا تو ہم دونوں آپ پر ایمان لائیں گے ۔ اور پوچھا ان سے کہ: آپ اس بات کا جواب دیں کہ اللہ کی کتاب میں سب سے بڑی گواہی کیا ہے ؟ جب انہوں نے یہ سوال پوچھا تو اس وقت یہ آیت اتری : شھد اللہ لا الٰہ الا ھو : بڑے کی گواہی بڑی ہوتی ہے ۔ تو : شھد اللہ لا الٰہ الا ھو : اسی سے ہمارا کلمہ بنا ہے ۔ اشھد ان لا الٰہ ..... رسولہٗ : شھد اللہ ان لہ لا الٰہ الا ھو والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط : وہ انصاف پر قائم ہیں کہ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس بات کی



Marfat.com

کہ وہی اللہ ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اور اس کے ملائکہ بھی گواہی دیتے ہیں اور صاحبانِ علم بھی گواہی دیتے ہیں ۔قائما بالقسط : وہ اپنے انصاف پر قائم ہے ہر ایک کے ساتھ انصاف کرتا ہے ۔کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہے ؛ لا الہ الاھوالعزیزالحکیم : کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور وہ طاقت والا ہے وہ بڑی ہمّت والا ہے ۔ توجب سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ آیت ان کو پڑھ کر سنائی تو وہ دونوں ہی ایمان لے آئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا نام اسلام پسند فرمایا ۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کہ یہود و نصاریٰ پیغمبروں کے وقت میں (حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے وقتوں میں) اسلام پر تھے۔ بعد میں انہوں نے اپنا نام رکھ دیا یہودی اور عیسائی۔ جیسے بعد میں غلام محمد قادیانیوں نے اپنا نام رکھ لیا احمدی ۔تو اتنی بڑی گواہی ہوتی ہے، اتنے ہی بڑے گواہ ہوتے ہیں ۔ اللہ کی گواہی بہت بڑی ہے۔ اس وجہ سے اس کے گواہ بھی بہت بڑے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی خود اپنی ذات ہے ۔ اس کے ملائکہ ہیں ۔ اور صاحبانِ علم ہیں ۔ انبیاء ہیں، اولیاء ہیں ، اور علمائے حق ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی کیا گواہی ہے ؟ اللہ تعالیٰ کی گواہی



Marfat.com

یہ ہے کہ اس نے دلائلِ حق جو ہیں دلائل قُدرت پیدا کئے ہیں زمین و آسمان پیدا کئے ۔ سورج چاند ستارے پیدا کئے ۔ ہر چیز کو فنا ہے کسی چیز کو بقا نہیں ہے ۔ فنا کے بعد بقا اور بقاء کے بعد فنا ہوتا رہتا ہے ۔ پودا نکلتا ہے ۔ اس میں سے پھر دانے نکلتے ہیں ، پودا سُوکھ کے پھر ختم ہو جاتا ہے ۔ دانہ ایک مُردہ چیز ہے اس کو پھر زمین میں ڈالیں ۔ اللہ تعالیٰ پانی برساتا ہے پھر اِس میں سے پودا نکل آتا ہے ، اور اس طریقے سے پھر وہ فنا اور بقاء کا سلسلہ جاری رہتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ : یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی وہ مُردہ سے زندہ کو اور زندہ سے مُردہ کو نکالتا ہے ۔ یہ اس کی قُدرت ہے ۔ اس کی قدرت کے دلائل اس نے ساری دنیا میں ، کائنات میں بکھیرے ہوئے ہیں ۔ جو صاحبانِ بصیرت ہیں وہ ان دلائل کو دیکھتے ہیں ۔

مخلوق کی گواہی کیا ہے ؟ اللہ کی گواہی تو دلائل قدرت کو پیدا کرنا ہے ۔ خالق ہے وہ خلق کرنا اس کا کام ہے ۔ مخلوق کی گواہی یہ ہے کہ وہ ان دلائل کو دیکھے اسکا مشاہدہ کرے ، اور پھر اس کی گواہی دے ۔ اس طریقے سے ماں کے سینے میں بچّے کی زندگی کا راز ہے ۔ وہ ماں کا دودھ



Marfat.com

پیتا ہے تو اس کو زندگی حاصل ہوتی ہے اس سے قطع نظر کہ وہ کالی ہے، گوری ہے، صحت مند ہے، صاف ستھری ہے، گندی ہے، یا کیسی بھی ہے۔ لیکن اس کے سینے میں اللہ تعالیٰ نے بچّے کی زندگی کا ذریعہ رکھا ہوا ہے۔ اللہ کے بندوں کی ایمان کی زندگی کا خزانہ بھی اللہ تعالیٰ نے علماء کے سینے میں رکھا ہوا ہے۔ اللہ نے علماءِ کرام، اور اولیاء اللہ کو انبیاء کو بھی علم عطا فرمایا ہے سینوں کو اس نے نور سے بھرا ہوا ہے۔ اور اس سے وہ پرورش کرتے ہیں ایمان کی، ان لوگوں کے ایمان کی جو اُن سے متصل ہے۔ جنہوں نے اُن سے رجوع کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق انہوں نے کہا کہ: قائمًا بالقسط: ہر ایک کو اس کا حصّہ پہنچاتا ہے۔ جس نے جو کچھ کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ دنیا میں جو کچھ کروگے اس کو: تجدوہ عنداللہ: اللہ کے پاس تم اسے پاؤگے: یاایھا الذین امنوا التقی اللہ ..... تعملون: اے صاحبانِ تقویٰ! اے صاحبانِ ایمان! اللہ سے ڈرو اور دیکھو کہ تم نے کل کے لئے کیا کچھ آگے بھیجا ہوا ہے۔ اور اللہ سے ڈرو تو جو کچھ ہمارے اعمال ہیں اللہ کے ہاں محفوظ ہیں۔ وہ انصاف کے ساتھ اس کا بدلہ دے گا۔ جو صاحبان ایمان



Marfat.com

ہیں ان کو انصاف اور رحم کے ساتھ ۔ اور جو اِن کے منکر ہیں ان کو انصاف کے ساتھ ۔ جو ہماری خطائیں ہیں اِس میں اللہ رَبُّ العِزّت انصاف فرمائے گا ۔ جو ہماری نیکیاں ہیں اس میں وہ سخاوت فرمائے گا ۔

اللہ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دین جو ہے وہ صرف اسلام ہے ۔ اسلام کے تین[۳] معنی ہیں ۔ اسلام کا مطلب ہے اطاعت[۱] میں داخل ہونا : ایاك نعبد و ایاك نستعین ٥ : کا رشتہ قائم رکھنا ۔ اس لئے کہ : سَلَمَ : کے ایک معنی ہیں اِطاعت ۔ اور دوسرے معنی جو ہیں وہ سلامتی[۲] میں داخل ہونا ۔ اس لئے کہ سَلَمَ کا مطلب سلامتی بھی ہے ۔ اور اس کا تیسرا مفہوم عبادت میں اخلاص کرنا ۔ اس لئے سَلَمَ کے ایک معنی ہیں خلوص[۳] ۔ تو اسلام وہ دین ہے جس میں مسلم جو ہے اللہ کی اطاعت کی حالت میں ہوتا ہے ۔ وہ سلامتی میں ہوتا ہے وہ شیطان اور نفس کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے ۔ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے ۔ اللہ کی رحمتوں کے سائے میں رہتا ہے ۔ اور اس ایمان کی وجہ سے اِس کی عبادت میں خلوص ہوتا ہے اور اس کے درجات بُلند ہوتے ہیں ۔ تو اللہ نے جب گواہی دی تو کس طرح دی اپنی

کتابوں کے ذریعے سے جو اس نے نازل کیں۔ اپنے انبیاء کے ذریعے جن کو دنیا میں ان کو مخلوق کی ہدایت کیلئے بھیجا۔ اور اپنے مظاہرِ قدرت سے گواہی دی ۔ ذرّے ذرّے کو اپنا گواہ بنایا ۔ اور سارے ملائکہ نے اس کی گواہی دی ۔ جو ہمہ وقت اس کی اطاعت میں عبادت میں رہتے ہیں ۔جس طرح سے کائنات کا ذرّہ ذرّہ اللہ کے وجود کا اِس کے مالک الملک ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ اسی طرح سے ذرّہ ذرّہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے ۔ بغیر سرکارِ دو عالم ﷺ کی نعت کے اللہ کی حمد مکمل نہیں ہوتی ۔ اور بغیر سرکارِ دو عالمؐ کے ذکر کے اللہ کی توحید کا کلمہ جو ہے وہ مکمل نہیں ہوتا جب تک ہم یہ نہ کہیں کہ : لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ : تو پہلا کلمہ طیّب مکمل نہیں ہوتا ۔ اس لئے اللہ نے جب اپنی گواہی کا ذکر کیا تو ساتھ ساتھ کہہ دیا کہ میرا پسندیدہ دین جو ہے وہ اسلام ہے جس کے سربراہ میرے محبُوب سرکارِ دو عالم ﷺ ہیں ۔ صرف دین سے تقویٰ نہیں آتا ۔اگر دین سے تقویٰ آتا تو یہود و نصاریٰ متّقی ہوئے ۔ رسالت پر ایمان کے ساتھ تقویٰ ہوتا ہے ۔ اور جو اللہ اور اس کے رسُول ﷺ کا منکر ہے اس سے جلد حساب لیا

Marfat.com

جائے گا۔ یہ جو آیتِ مبارکہ ہے کہ: شهد الله لا اله الا هوۙ والملئکة واولوا العلم قائما بالقسطؕ لا اله الا هو العزیز الحکیمo: یہ ۱۸ ویں آیت ہے آلِ عمران کی تیسرے پارے میں اس کو آپ یاد کرلیں تو بہتر ہے۔ اس لئے کہ اس کی بڑی فضیلت ہے۔

حضرت دیلمیؒ، حضرت ابُو ایوّب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: جب سُورۃ فاتحہ، آیت الکرسی، اور یہ اٹھارہویں آیت: شهد الله ...... العزیز الحکیم: اور آیت قل اللهم مالك الملك ...... قدیرo: تو یہ چاروں اتریں اور یہ عرش سے لپٹ گئیں۔ ان آیات نے کہا کہ اے ہمارے رب آپ ہمیں ایسی جگہ کیوں بھیج رہے ہیں جہاں لوگ آپ سے بغاوت کریں گے۔ آپ سے گناہ کریں گے فتنہ و فساد کریں گے تو ہمیں ایسی قوم پر نازل نہ فرما۔ جو تیری نافرمانی کریں۔ اللہ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے اپنے جلال کی قسم ہے جو بندہ فرض نماز کے بعد تمہیں پڑھ لیا کرے گا میں اس کے سارے گناہ بخش دونگا۔ اور اِسے جنت الفردوس میں رکھوں گا۔ اور روزانہ اِس پر ستّر (۷۰) بار نظرِ رحمت کروں گا۔ اور اس کی ۷۰ حاجتیں پوری کروں گا۔ یہ چاروں آیات



Marfat.com

پانچوں نمازوں کے بعد پڑھ لیں تو اِس میں بڑی عافیت ہے۔ اس طرح ۳۵۰ بار اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت ہو تو یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ اس کے علاوہ ابنِ عدی سے روایت ہے : طبرانی میں : بیہقی میں کہ : حضرت غالب کیستان سے روایت ہے کہ ایک بار وہ کوفے گئے اور حضرت عامش رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک صحابی تھے ، ان کے قریب ہی ٹھہرے ایک رات کو وہ تہجد میں اُٹھے ۔ حضرت عامش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہی آیات پڑھیں : شھد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو : پڑھی اور پھر بار بار فرمایا کہ جس کی ربّ نے گواہی دی اس کی گواہی میں بھی دیتا ہوں۔ ربّ نے اپنی لا الٰہ الا ھو توحید کی مالک الملک ہونے کی گواہی دی میں بھی وہی گواہی دیتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ ایسا کیوں فرما رہے ہیں ؟ انہوں نے کہا کہ ابُو وائل عبد اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : اس آیت کا پڑھنے والا قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا تو ربّ فرمائے گا۔ کہ : ”میرے پاس ایک بندے کا عہد ہے ۔ اور میں عہد ضرور پورا کردں گا تُم میرے اس بندے کو جنت میں لے جاؤ“ تو جو شخص یہ آیت پڑھے گا اس کو اللہ جنّت میں لے جائے گا۔ اِس

Marfat.com

آیت کا اتنا بُلند درجہ ہے اور یہ اتنی عظیم ہے ۔ اِس میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی شہادت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے خود اپنی شہادت دی تو اس وقت ۳۶۰ بُت جو کعبہ میں تھے وہ سجدے میں گِر گئے ان بُتوں نے خانہ کعبہ کی طرف اپنا سَر جھکا لیا۔ اللہ تعالیٰ کی بتوں نے گواہی دی ۔ادر جو بھی سوتے وقت اسے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر ستّر ہزار (۷۰،۰۰۰) فرشتوں کو مقرر فرمائے گا۔ جو قیامت تک اس کیلئے دُعائے مغفرت فرماتے رہیں گے ۔

تو اس آیت کے بڑے فضائل ہیں جیسے کہ آیتُ الکرسی اور قل اللھم ..... قدیر، کے ہیں اور سورۂ فاتحہ کے ہیں اسے اپنے اَوراد و وظائف میں شامل کرلیں ۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ علمائے کرام کے بڑے درجے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کو ان تین گواہوں میں شامل کیا ہے اپنے ساتھ اپنی گواہی میں شامل کیا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں ملائکہ دیتے ہیں اور اولواالعلم دیتے ہیں۔ تو علمائے حق کے اللہ تعالیٰ نے بڑے درجے دیئے ہیں۔دوسری بات یہ ہے کہ غیر مسلم کی کوئی نیکی قبول نہیں ۔ اس لئے کہ یہود و نصاریٰ جو لوگ توحید پہ ایمان رکھتے ہیں ، اس توحید



Marfat.com

پہ ایمان کی اگر مسلمان گواہی دے گا تو اس پر ستّر (۷۰) فرشتے رحمتیں بھیجیں گے لیکن جس نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی نبوت سے اور اُنکی عظمت سے انکار کیا اِن کو اس کا کوئی صِلہ نہیں ملے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ دلائل اور حالات کی گواہی معتبر ہے کہ اللہ نے دلائل پیش کئے ہیں اور اپنی گواہی دی ہے۔ چوتھا اصول یہ ہے کہ : قائماً بالقسط : اللہ کا ہر کام، دلائل اور اس کی قدرت کے سارے مظاہر اس کے عدل کا مظہر ہیں اور کہیں ظلم کا کوئی شائبہ تک بھی نہیں۔ ہر چیز اِس نے عدل کے ساتھ بالقسط بنائی ہے یہ دنیا اور کائنات کا نظام بھی عدل کے ساتھ اس نے قائم کیا ہے۔ پانچواں اصول یہ ہوا کہ کوئی بھی فرشتہ بے دِین نہیں ہے اُن میں صلاحیت ہی نہیں اللہ سے بغاوت کرنے کی وہ ہر وقت اللہ کی فرمانبرداری اور اطاعت و عبادت کی حالت میں ہوتے ہیں۔ اِپنی عبادت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُن کو مقرر کیا ہے وہ رکوع کی حالت میں ہے تو رکوع میں ہے۔ سُجود کی حالت میں ہے تو سُجود میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ : یغیا بینھم : بغض اور حسد بہت بُری بَلا ہے۔ اس لئے کہ حسد سے دین چلا جاتا ہے۔ شیطان کا دین چلا گیا



Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کرنے سے۔ یہود و نصاریٰ کا دِین چلا گیا سرکارِ دوعالم ﷺ سے حسد کرنیکی وجہ سے۔

ساتواں اُصول یہ ہے کہ اسلام اور ایمان ایک ہی چیز ہے۔ اس لئے سرکارِ دو عالم ﷺ پہ ایمان، اِنکی رسالت اور ان کے دین پہ ایمان، یہی اسلام ہے اور یہی ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں پہ اسلام کو دین کے طور پہ پیش کیا ہے کہ اللہ کے نزدیک دین، اسلام ہی ہے۔ اور دین پہ قائم رہنا ہی ایمان ہے۔ دین کو ماننا ہی ایمان ہے۔ دوسرا یہ کہ ہر سچّا دین اسلام کہلاتا ہے۔ سلامتی والا راستہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین اسلام تھا، آلِ ابراہیم کا دینِ اسلام تھا، اسی لئے ہمارا ایمان جو ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے والدینِ کریمین دینِ ابراہیمی پہ قائم تھے۔ وہ مسلم تھے۔ صاحبانِ ایمان تھے۔

حقّانیتِ اسلام کیا ہے؟ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ نے اسلام کی حقّانیت پیش کی ہے۔ دُنیا کی ہر قوم اپنے دین کو حق جانتی ہے۔ اور دوسرے ادیان کو باطل۔ مگر سچی بات یہ ہے کہ دینِ اسلام ہی حق ہے۔ کیونکہ اِس دین کو ہی اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے۔ اللہ کے نزدیک دین



Marfat.com

یہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی گواہی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہم نے پہچانا۔ اس کی قدرت سے جو اس نے دلائل کائنات میں رکھے ہیں اور اس سے ہم نے یہ جانا کہ وہی مالك الملك ہے اور وہی سچا ہے اور جب سچّا کوئی بات کہتا ہے تو وہ بات سچی ہوتی ہے تو دینِ اسلام ہی حق ہے۔ یہی سچّا دین ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی گواہی دی ہے۔ اور جس دین کی اللہ نے گواہی نہ دی ہو وہ سارے دین باطل ہیں۔ اور ان سب کے عقلی اور نقلی دونوں دلائل موجود ہیں۔ حقّانیتِ اسلام کے جو نقلی دلائل ہیں وہ یہ کہ اگر ایک محبوب کے چند عاشق ہوں اور ہر ایک کا دعویٰ یہ ہو کہ محبوب مجھ سے ہی راضی رہے تو اس کے فیصلے کی بہتر صورت یہی ہے کہ خود محبوب سے پوچھا لیا جائے۔ یہودی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بڑے پیارے ہیں ہمیں تو سزا بھی نہیں ہوگی ہمیں تو ۴۰ دن سزا ہوگی، ہم تو دوزخ میں بھی نہیں جائیں گے، ہمیں تو جنّت ہی جنّت ملے گی۔ اور ہمارا ماننا یہ ہے کہ: ہمارے پیغمبر تو (نعوذ باللہ من ذالك) اللہ کے بیٹے تھے۔ اس کا ثبوت کیا ہے؟ ثبوت یہ ہے کہ ربّ کس کو کہتا ہے؟ دعویٰ تو ہر ایک نے کیا ہے۔ لیکن ربّ کس

دین کی گواہی دیتا ہے کہ یہی سچّا دین ہے تو وہ دین وہی ہے جو اللہ کے نزدیک دینِ اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے گواہی دی تو محبوب سے خود پوچھ لیا جائے تُو کس سے راضی ہے تو اس کے بعد پھر کسی کو جھگڑنے کا حق نہیں ہے۔ صرف ربّ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے دین اختیار کیا جاتا ہے۔ ہر دین والا یہی سمجھے ہوئے ہے کہ ربّ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے۔ لہٰذا بہتر ہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پوچھ لیا جائے کہ تو کس سے خوش ہے۔اَب ربّ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ: تم کیوں جھگڑتے ہو۔تم نے ہمیں راضی کرنے کے لئے دین اختیار کیا۔ہم اعلان کرتے ہیں کہ میرا پیارا دین جو ہے وہ صِرف اسلام ہے۔ ابنِ جریرؒ نے حضرت قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ: اسلام اللہ کا دین ہے اس کیلئے انبیائے کرام بھیجے گئے اور اسی کی طرف اولیاء اللہ نے رہبری کی۔ اور اس کے سوا کوئی دین مقبول نہیں ہے اور بغیر اسلام کوئی نیکی قبول نہیں ہے۔

علی بن ابراہیمؒ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ: آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ:

"اسلام تسلیم ہے، اور تسلیم یقین ہے، اور یقین تصدیق

ہے ، اور تصدیق اقرار ہے ، اور اقرار ادا ہے ، اور ادا عمل ہے ۔" پھر فرمایا کہ : مومن نے اپنا دین ربّ سے لیا نہ کہ اپنی رائے سے ۔ دین وہ ہے جو ربّ کی طرف سے ہو۔ مومن وہ ہے جو اپنے ایمان کو عمل میں دیکھے ۔ اس کے عمل سے اس کا ایمان ظاہر ہو کہ وہ اطاعتِ الٰہی کی حالت میں ہے۔ اطاعت اور تقوے کی حالت میں ہے ۔ کافر کا کفر اس کے انکار سے پہچانا جاتا ہے ۔ اے لوگو ! اسلام کو مضبوطی سے پکڑو ، کیونکہ مسلمان کا گناہ کافر کی نیکی ہے ۔ بہتر یہ ہے کہ : یہ گناہ بہتر ہے ، کیونکہ یہ گناہ بخشش کے قابل ہے۔ اور کافر کی نیکی مردود ہے ۔ مومن اور کافر میں فرق یہ ہے کہ کافر اگر نیکی بھی کرلے تو اللہ کی بارگاہ میں وہ مردود ہے قابل قبول نہیں ہے ۔ لیکن اگر ایمان کی سلامتی ہے ۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ..... ۔ رسول اللہ کی گواہی دیتا ہے اور اس کے لئے کوشش کرتا ہے اور اپنے عمل سے اس کو ظاہر کرتا ہے پھر اس سے کوئی خطا ہو جاتی ہے تو وہ خطا اللہ کی بارگاہ میں مغفور ہوسکتی ہے اور یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ مومن کی خطا قابلِ بخشش ہے ۔ اور کافر کی نیکی مَردود ہے ۔"

ایک بار حضرت عمرؓ (یہ بہت ہی اہم حدیث



Marfat.com

ہے ) توریت کا نسخہ لئے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ اور سُنانے لگے کہ: "حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر غضب کے آثار نمودار ہوئے، کتنے قریب تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کا کیا درجہ تھا؟ کہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔ لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے انہوں نے توریت پڑھنی شروع کی، تو آپ کے چہرۂ انور پر غضب کے آثار نمودار ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے آگاہ کیا۔ پھر حضرت عمر رضؓ نے جب دیکھا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی چاہی۔ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قسم ربّ کی اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی اطاعت کرو تو گمراہ ہو جاؤ گے، اس لئے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد ساری شریعتیں اور ساری کتابیں معدوم ہوگئیں۔ اللہ کے نزدیک صرف ایک ہی دین رہ گیا دینِ اسلام۔ اور اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت وہ پا جاتے تو میری پیروی کرتے۔"

اسی مشکوٰۃ میں احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ:

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا کہ:



Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہود کی بعض باتیں بھلی لگتی ہیں، کیا انہیں ہم لکھ لیا کریں۔ یہ بات جو تھی : اکملت لکم دینکم: کی روح کے منافی تھی۔ ہم نے آپ کے لئے آپ کا دین مکمل کرلیا۔ آپکو کسی اور کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ اچھی بات ہو یا بُری بات ہو اس کی طرف توجہ ہی نہ دیں۔ فرمایا کہ : تمہیں یہود و نصاریٰ کی طرح اپنے قرآن پہ اعتماد نہیں۔ میں تو تمہارے پاس صاف اور روشن دین لیکر آیا ہوں۔ آج اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں ہماری اطاعت کرنا پڑتی "۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گزشتہ آسمانی دین اَب قابلِ عمل نہیں ہیں۔ ان پہ ایمان ہمارا ہے کہ وہ نبی سچے تھے، وہ کِتابیں سچّی تھیں۔ لیکن اَب وہ قابلِ عمل نہیں ہے۔ نہ ان میں ہدایت ہے چہ جائیکہ شیطانی عیاں زمین پہ بہت سے کلمے پڑھے گئے۔ ہر دین والے کے نبی کا کلمہ علیٰحدہ تھا مگر بعض موت اور قیامت میں ان کے نبی بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھیں گے۔ اس لئے کہ اس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمائی، انہوں نے عرش کو دیکھا اور پڑھا تھا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ ..... محمد رسول اللہ ٥۔



Marfat.com

یہ تو ایک مثال ہے قبر میں ہمارے رسُول کا نام ہی پوچھا جائے گا ، چاہے وہ کافر ہو ، عیسائی ہو، یہودی ہو ، یا مسلمان ۔ اور اسلام ہی کا سوال ہوتا ہے ۔ حضورؐ کی رسالت سے پہلے قبر کا حساب تھا ہی نہیں ۔ جب سرکار دو عالم ﷺ کو نبوت عطا فرمائی اس کے بعد ہر مَرنے والے کا پہلا کام یہ ہوا کہ وہ ان کی رسالت کی گواہی دے اگر نہیں دے سکتا تو اس کا کام اسی وقت خراب ہوگیا ۔ نماز جو تھی پہلے سے تھی ۔ اپنے اپنے طریقے سے ہر نبی اور ان کے پیروکار ان کی اُمتیں نماز پڑھتی تھیں ، لیکن معراج میں جو نماز سارے انبیاء نے پڑھی ۔ وہ ، وہ نماز پڑھی جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی نماز تھی ان کی امامت میں پڑھی ، صلوٰۃِ محمّدی پڑھی ۔ تو اس سے پتہ لگا کہ سارے انبیاء سرکارِ دو عالم ﷺ کی امّت میں ہیں ۔ یہ ایک حقیقت ہے اور ایک عقلی دلیل پیش کرتی ہے ۔

ایک بار چندوسی ضلع مُراد آباد (انڈیا) میں مَذہبی کانفرنس تھی، جس میں عیسائی ، آریہ ، ہندو ، اور مسلمانوں کی طرف سے یہ مدعو تھے ۔ ہر ایک نے اپنے اپنے مذہب کے اُصول بیان کئے ۔ عیسائیوں نے کہا کہ : ہمارے مذہب



Marfat.com

کی اصل "محبّت" ہے ۔ ہندو بولے کہ ہمارے مذہب کی بنیاد "ہمہ اُوست" پر ہے کہ ہر چیز میں ربّ کا جمال دیکھیں اور ہمہ اُوست کی مثال انہوں نے یہ بنائی کہ ہر چیز کو خُدا ماننے لگے ۔ تو ہمارے مذہب کی بنیاد اس پر ہے کہ ہم ہر چیز میں ربّ کا جمال دیکھتے ہیں ۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اسلام کے بنیادی اُصول توحید ہے رسالت ہے اور آسمانی کتاب ہے ۔جس میں دل ایک ہے ، ملک میں بادشاہ ایک، آسمان میں سورج ایک ، تو چاہیئے کہ خَلق کا خَالِق بھی صرف ایک ہو، پھر مخلوق و خالِق کے درمیان اپنے واسطے کی ضرورت ہے ۔ جو ربّ سے فیض لے کر ہمیں دے سکے ۔پھر ہم میں سے کوئی ہو جو ہم سے کہہ سکے اس واسطے کا نام نبی ہے ۔آگ پانی اور خاک نبی نہیں ہو سکتے ۔ اِس لئے کہ وہ ہم سے بول چال نہیں کر سکتے ۔ اللہ کی کتاب کی پہچان یہ ہے کہ بندے سے اس کی مثل بن نہ سکے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اِس جیسی ۱۰ آیات ہی لادو ۔ تم ایک بھی نہ لا سکو گے ۔ تو انسانی سَنَد اور رَبّانی صفت میں یہ فرق ہے ۔ قرآن میں یہ صفت موجود ہے کہ جس کی مثل کسی سے نہ بن سکے۔

یہ تقریر اس جلسے میں پسند کی گئی ۔

جو مسافر ہے وہ سفر میں ایسی قیام گاہ تلاش کرتا ہے
کہ جس میں رہنے سہنے کا اچھّا انتظام ہو، فضا ہو، پانی
ہو، غسل خانہ ہو، ہر چیز کا اچھّا نظام ہو۔ اور خرچ بھی
تھوڑا ہو۔ انسان دنیا میں پردیسی ہے۔ اسے ایسا دین
چاہیئے جس کے احکام آسان ہوں۔ اس میں زندگی کا پورا
انتظام ہو۔ اور ثواب زیادہ ہو۔ اسلام کے علاوہ یہ خوبیاں
کسی دین میں نہیں۔ دُنیا کی ضروریات کو برتنا اللہ تعالےٰ
کے بتائے ہوئے طریقے سے اپنے معاملات کو اپنے معمولات
کو، اپنے اخلاق کو، اپنے رشتوں کو، اپنے کاروبار کو، سنوارنا
ہی دین ہے۔ یہ نہیں آپ سے کہا گیا ہے عیسائیوں کی
طرح؛ شادی نہ کرو؛ پہاڑ پر چلے جاؤ؛ نَن بن جاؤ؛ پادری
بن جاؤ۔ آپ کی جو جسمانی اور روحانی ضروریات ہیں، اِن
سب کو آپ حاصل کریں اور پھر اس کا ثواب بھی آپ
حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں، ماں کے پیٹ میں
آنے کے وقت سے لے کر قبر میں جانے تک کا پورا
انتظام کیا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ کو سنبھالا ہے۔ بچّے
کو دودھ پلانا، دودھ چُھڑانا، پرورش کرنا، تعلیم، روزگار،
شادی بیاہ، خوشی غمی، ان سب کے احکام ہیں۔ ابھی تو



Marfat.com

ہم نے سُورۂ بقرہ پڑھی ہے۔ اِسی میں اس کے اتنے احکام موجود ہیں غریب و امیر، سلطان و وزیر، تارک الدنیا، اور عیال دار، سب کے لئے قانون بنائے ہیں۔ کِسی اور مذہب میں یہ بات نہیں ہے کہ، شریعت پوری زندگی پر حاوی ہو۔ مسلمانوں کو قانون اور آئین کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے قوانین اسلام نے پہلے ہی بنا دیئے ہیں، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ان قوانین کو نافذ کیا جائے اپنی ذات پر، اور ان لوگوں پر جن پر ہمیں اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہوا ہے۔ ہندوؤں اور عیسائیوں میں ترکِ دنیا اعلیٰ عبادت ہے۔ اسلام نے اِسے روکا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں خود کو تکلیف دینا اور تکلیف میں زندگی گزارنا ایک کمال ہے۔ اسلام میں اپنی ذات کو تکلیف دینا ایک عیب ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے فرمایا ہے۔ دین کیا ہے؟ دین ہے حقوق اللہ، حقوق العباد، اور حقوق النفس۔ پھر اِن کا ادا کرنا۔ یہ نہیں کہا کہ صرف حقوق اللہ ہیں، حقوق اللہ بھی ہیں حقوق العباد بھی ہیں۔ حقوق النفس بھی ہیں۔ اپنی ذات کے حقوق بھی ہیں، ان کو بھی ادا کرو۔

ہندوؤں میں زکواۃ سولواں حصہ ہے، یہودیوں پر



Marfat.com

چوتھائی حصّہ، اسلام میں چالیسواں حصّہ۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سہولت دی ہے۔ دوسری قوموں کو یہ ہے کہ سوائے عبادت خانوں کے اور کہیں عبادت کی اِجازت ہی نہیں ہے۔ اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کو مسجد بنا دیا ہے۔ یہود کے نزدیک ناپاک کپڑا جلانا، اور گندے جسم کو کاٹنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، سورۂ بقرہ کے آخر میں ہے کہ: ربنا ولا تحمل علینا.....قبلنا: اے ربّ کریم! ہم پر بوجھ نہ ڈالنا جیسا کہ اس سے پہلے تو نے پچھلی قوموں پر کیا تھا وہ ایک بوجھ یہ تھا جسم ناپاک ہوگیا تو وہ حصّہ کاٹ دو، گناہ ہوگیا تو قتل کر ڈالو۔ آپ کو یاد ہے کہ جب گائے کی انہوں نے پوجا کر لی تھی تو ایک تہائی ایمان پر قائم تھے ایک تہائی کو قربانی دینی پڑی، قتل کرنا پڑا ان کو پھر بقیہ ایک تہائی کی مغفرت ہوئی۔ تو ان کے ہاں ناپاک کپڑا جلانا اور گندے جسم کو کاٹنا ضروری تھا۔ اور کافر، کفر کرنے والے بھی گندہ ہی جسم ہے انسانیت میں۔ اسلام میں پانی کو پاک مانا گیا۔ اور اس سے ۳۲ طریقوں سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے بہت ساری سہولتیں، مسلمانوں کو بہت سارا ثواب عطا

فرمایا ہے۔ کسی چیز کے فائدہ مند ہونے پہ تین قسم کے دلائل دیئے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا کرنے والا بڑی ہستی کا مالک ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کے تابع ہونے کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے۔ تیسرے یہ کہ اِسکے چھوڑنے والے تو نقصان میں رہتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ دین کی کتاب نہایت ہی محفوظ اور مکمل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ: یہ نسخہ بڑا عمدہ ہے اِس سے لاکھوں بیمار اچھے ہوئے یہ ساری خوبیاں ہمارے دِین میں موجود ہیں۔ کلامِ پاک (قرآن مجید) وہ نسخہ ہے جو سرکار دو عالم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے لے کر قیامت تک زندہ رہے گا۔ ساری کتابیں مِٹ گئی ہیں۔ کوئی اپنی اصلی شکل میں نہیں ہے۔ نہ ہندو کی شاستر، نہ آتش پرستوں کی کتاب باقی رہی، نہ توریت اپنی شکل میں رہی، نہ انجیل ہی اصل شکل میں رہی۔ سرکار دو عالم ﷺ کی رسالت کی ایک گواہی یہ بھی ہے کہ جو کتاب ان کے ذریعے سے اللہ کی مخلوق تک پہنچی، وہ آج اسی حالت میں ہے۔ اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ لہٰذا اسلام تمام مذاہب سے بڑھ کر ہے۔

اس کی برکت سے انسانیت کا وہ ٹکڑا، وہ حصّہ جو عرب میں تھا جو اپنے اعمال کی وجہ سے اپنے قبیح رسم و رواج کی



Marfat.com

وجہ سے ، اپنی جہالت کی وجہ سے بقیہ دُنیا سے بالکل کٹ گیا تھا ؛ وہ جب مسلمان ہُوا ، ایمان سے مشرف ہوا تو ساری دُنیا پر چھا گیا ۔ وہ بکریاں چَرانے والے ساری دنیا کے معلّم ہوگئے ۔ سرکارِ دو عالم ﷺ معلّمِ کائنات ہو گئے ۔ رحمت اللعلمین ہوگئے ۔ تو اس سے یہ پتہ لگا کہ جو سَرکارِ دو عالم ﷺ کا دین ہے وہ تمام دینوں سے اعلیٰ و افضل ہے ۔ اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے پسند فرمایا ۔ اِس نے انسانوں کی قِسمت بَدل دی ۔ اُس نے بھیڑ، بکریاں پالنے والوں کو دُنیا کا حَاکم کر دیا ۔ اس نے جاہل لوگوں کو فراست عطا فرما دی ۔ ایک غیر منتظم قوم کو ، قبیلے کو ، اہلِ قریش کو جہاں بانی کا شعُور عطا فرمایا ، اور ایسا عطا فرمایا کہ آج تک ساری دنیا مانتی ہے ۔ کہ اِن سے بہتر حَاکم اور بہتر عدل ، ان سے بہتر نظامِ انصاف کِسی نے قائم نہیں کیا ۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کِسی دِین کی کوئی کتاب آج محفوظ نہیں ہے ۔ صرف سرکارِ دو عالم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب "قرآن مجید" آج تک محفوظ ہے ۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذاتِ پاک میں ایسی بے مِثال صِفات ہیں جو کِسی مَذہب کے پیشوا میں نہیں پائی جاتیں ۔

پہلی بات یہ کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی



Marfat.com

کا ہر لمحہ، آپ کے اقوال، آپ کے افعال جس تفصیل کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کی زندگی کی سیرت، آپؐ کے دہن مبارک سے ادا فرمائے ہوئے الفاظ، آپؐ کے اشارے، آپؐ کی حرکات و سکنات، آپؐ کے اخلاق، آپؐ کے پہننے اور اوڑھنے کا طریقہ، آپؐ کے لباس کا طریقہ، آپؐ کے کھانے پینے کا طریقہ، آپؐ کے معمولات کا طریقہ، یہ سب چیزیں اتنی تفصیل سے بیان ہیں کہ آج تک کسی نبی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔ اور صرف یہی نہیں کہ آپکی زندگی کا ہر پہلو جو ہے وہ زیر تحریر آگیا بلکہ اُسکی سند بھی پیش کی گئی۔ اگر آپکی زندگی کے متعلق کوئی واقعہ یا آپؐ کا کوئی قول یا حکم پیش کیا گیا، تو اس پر باقاعدہ تحقیق کی گئی اور یہ ثابت کیا گیا کہ: یہ جو کچھ ہے یہ راسخ ہے یہ مُصدّقہ ہے، اور یہ غیر مُصدّقہ ہے۔ تو اتنی تفصیل سے اتنا بڑا کام جو ہے کسی اور نبی کے لئے نہیں کیا گیا۔ زندگی کا ہر واقعہ تاریخ میں آیا۔ اور اس کے لئے سَندیں دی گئیں۔ اور اس سَند میں روایت کرنے والے کی بھی تصدیق کی گئی۔ اس کے تقوے کی، اِسکی سچائی کی، اس کے صِدق کی۔

دوسرے مذاہب میں جیسے ہندو مذہب ہے، انہیں



Marfat.com

تو یہ بھی نہیں پتہ کہ یہ "وید" یا یہ "شاستر" جو ہے یہ کس پر نازل ہُوا تھا، کِس کو مِلا تھا؛ اور عیسائیوں کو تو یہ یقین بھی نہیں ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا یا نہیں۔ تو اگر ان کی وفات ہوئی تو کیسے ہوئی ؟ سَرکارِ دو عالم ﷺ کے مُوئے مبارک سے لے کر کے قدمِ مُبارک تک آپؐ کا حُلیہ شریف اس طرح سے لکھا گیا کہ اور کسی کا نہیں لکھا جاسکا۔ نہ صرف سَرکارِ دو عالم ﷺ کے اُمّتیوں نے اور صحابہ کرام نے یہ کام کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ذاتِ پاک کا نقشہ اس طریقے سے توریت اور انجیل میں کھینچا کہ یہودی اور نصرانی علماء، جن کو اللہ نے توفیق عطا فرمائی تو انہوں نے سرکار دو عالم ﷺ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی وہ نبیٔ آخر الزّماں ہیں اور وہ ایمان لے آئے۔ سِوائے ان کے کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: بغیاً بینھم: کہ ان کے دِل میں بغاوت ہوگئی ہے، حَسَد، اور کینہ ہوگیا ہے۔ یہاں تک روایت میں آگیا کہ آپکے جسمِ پاک میں کُل بیسؔ بال سفید ہوئے۔ چودہ سَرِ مُبارک میں اور چَار داڑھی مُبارک میں اور دوؔ ریش مُبارک میں۔ پھر سرکارِ دو عالم ﷺ کی اَزدواجی زندگی میں صحابہ کرام نے



Marfat.com

اِن کی بیرونی زندگی کے متعلق سَندیں پیش کیں ۔ اور آپ کے سارے مشاغل چاہے وہ گھر کی چار دیواری میں ہوں ، یا باہر ہوں وہ سَب کچھ تحریر ہوگئے ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے متعلق فرمایا ہے : لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ : کہ ان کو ساری کائنات کیلئے بہترین مثال بننا تھا ۔ اِس لئے آپؐ کی مُبارک زندگی کا ہر پہلو تفصیل کے ساتھ لکھ لیا گیا تاکہ اِس مثال کی اتباع لوگ کرسکیں ۔ اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی اتباع کرنیوالوں کا کیا درجہ ہے : قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یُحببکم اللہ : ویغفرلکم ذنوبکم : اے میرے پیارے حبیب ﷺ میرے رسُول ﷺ ، آپ اپنے جاں نثاروں سے فرما دیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو ، اور محبت کرنا چاہتے ہو تو کیا کرو فاتبعونی ، میری اتباع کرو۔ جیسا میں کرتا ہوں ویسا ہی تم کرو ، اللہ تعالیٰ کی عبادت ، شریعت کس طرح سے میں نے نبھائی ہے تم دیکھ لو اِس طرح سے شریعت کی پابندی کرو۔ پھر کیا تمہیں انعام ملے گا ۔ تم تو اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتے ہو ۔ اس کے طالب بننا چاہتے ہو ۔ میرے حبیب ﷺ کی اِتباع کرنے کا اِنعام



Marfat.com

یہ ہے کہ تم اِس کے محبوب بن جاؤ گے : یحببکم اللہ : اللہ تعالیٰ تم سے محبّت کرے گا : ویغفرلکم ذنوبکم : اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا۔

تو محبُوبیت کا رَاز کیا ہے ؟ اِتباعِ نبیٔ کریم ﷺ۔ نبیٔ کریم ﷺ کی اِتباع جو ہے اِس سے اللہ کی محبوبیت حاصل ہوتی ہے۔ہم حضرتؒ نظامُ الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہیں ، محبُوبِ الٰہی ۔ تو اس کا مطلب کیا ہے ؟ کہ انہوں نے اِتباعِ نبیٔ کریم ﷺ میں کمال حاصل کیا ۔اس لئے کہ نسخۂ محبُوبیت جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا قرآنِ پاک میں : قل ان کنتم..... ذنوبکم ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم ایمان پر ثابت قدم رہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نفس کے شر سے محفوظ فرمائے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اطاعت میں رکھے ۔ سَرکارِ دو عالم ﷺ کی اِتباع عطا فرمائے اور اس اتباع کو اپنی بارگاہِ عالی میں قبول فرمائے ۔ اللہ تعالیٰ ہماری زندگی اور موت دونوں اپنی رضا کے مطابق ہمیں عطا فرمائے ۔

وصل اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد و آلہٖ و اصحابہٖ وازواجہٖ واھل بیتہٖ واھل طاعتک اجمعین ٥

## پارۂ تِلْكَ الرُّسُلُ سُورۂ اٰلِ عِمْرَان

## اٰیات نمبر ۔ ۲۰ تا ۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰه

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ
وَمَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ
اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ
وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ
یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ
بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّیَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ
بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ
اَلِیْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ
نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۲﴾

پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حُجّت کریں
تو فرمادو میں اپنا منھ اللہ کے حضور جھکائے
ہوں اور جو میرے پیرو ہوئے، اور کتابیوں،
اور اَن پڑھوں سے فرماؤ کیا تم نے گردن
رکھی، پس اگر وہ گردن رکھیں، جب تو راہ
پاگئے۔ اور اگر منھ پھیریں تو تم پر تو یہی حُکم
پہنچا دینا ہے۔ اور اللہ بندوں کو دیکھ رہا
ہے ⑳ وہ جو اللہ کی آیتوں سے مُنکر
ہوتے اور پیغمبروں کو ناحق شہید کرتے
اور انصاف کا حُکم کرنے والوں کو قتل
کرتے ہیں انہیں خوشخبری دَردناک عذاب
کی ㉑ یہ ہیں وہ جن کے اعمال اکارت
گئے، دنیا و آخرت میں۔ اور ان کا کوئی
مددگار نہیں۔ ㉒

آج اِنشآءَ اللہ آپ کی خدمت میں ۲۰، ۲۱، اور
۲۲ کی تفسیر پیش کروں گا۔
۱۹ آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ دو ٹوک فیصلہ



Marfat.com

فرما دیا کہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین کون سا ہے، وہ صرف اسلام ہے : ان الدین عند اللہ الاسلام : اسلام ہی وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے ۔ اور تمام آلِ ابراہیم، تمام انبیاء علیہم السلام اسی دین پر قائم تھے ۔ یہود و نصاریٰ نے اپنے پیغمبروں کے نام پہ اپنے مذہبوں کے نام الگ کر لئے ۔ یہودا' کے نام پہ 'یہودی' ہو گئے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام' کے نام پہ 'عیسائی' ہو گئے ۔ لیکن وہ دراصل حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام بھی یہ سارے کے سارے دینِ اسلام پر تھے ۔ جس میں توحید جو ہے مرکزی نکتہ ہے ۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا چاہیئے اس لئے کہ وہ اللہ کا دین، اللہ کی مخلوق تک پہنچاتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ مبارکہ میں فرمایا کہ اللہ کے نزدیک تو دینِ اسلام ہی پسندیدہ دین ہے ۔ اور اُن کے پاس یہ سبب اور یہ علم موجود تھا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے متعلق، ان کے صحابہ کرام کے متعلق، ان کے شہرِ مدینہ کے متعلق ۔ تفصیلاً انجیل اور توریت میں آیات، اور



Marfat.com

نشانیاں موجود تھیں جن سے سرکارِ دو عالم ﷺ کو وہ لوگ پہچان گئے، اور ان پر ایمان لاتے تھے، لیکن باوجود اس علم کے آجانے کے اپنی سرکشی کی وجہ سے اپنی بغاوت اور اپنے نفس کی سرکشی کی وجہ سے دنیا کے حرص وطمع اور دولت کے لالچ کی وجہ سے وہ ایمان نہ لائے۔ جب کچھ اہلِ کتاب آئے مدینہ منورہ سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت کے لئے تو انہوں نے کہا یہ تو وہی شہر ہے جس کا ذکر ہماری کتابوں میں ہے، ان کے تو ساتھی تو ویسے ہی ہیں جیساکہ ذکر ہے۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ کیا تم ایمان لاؤ گے۔ تو انہوں نے کہا کہ: نہیں ایمان تو ہم نہیں لا سکتے، اس لئے کہ ہماری روزی روٹی بند ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: جو اللہ کی نشانیوں کو جھٹلاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کے متعلق نشانیاں بتائیں۔ جو نعتیہ آیات نازل فرمائی تھیں توریت اور انجیل میں، تو اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب حساب کتاب لے گا، انہیں عذاب دے گا۔ اَب اَگلی آیت میں سرکار دو عالمؐ کی دِلجوئی فرمائی جارہی ہے کہ آپؐ کا کام تو تبلیغ کر دینا ہے، اگر وہ اسلام کو دِل سے قبول نہیں کرتے تو وہ اُنکی



Marfat.com

بدبختی ہے وہ تو اگر اللہ کی ہدایت ان کے پاس میں ہے تو لائیں گے ورنہ نہ لائیں گے، ان کو اس کا عذاب ہوگا آپ کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اس لئے کہ آپ نے اپنا کام کر دیا اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ تو پھر اِسے انتہائی نرمی سے خوش اِخلاقی سے گفتگو کرنے کی اللہ نے تلقین فرمائی ہے۔ کہ صاف صاف ان سے بات کریں نرمی سے خوش اِخلاقی سے۔ : فان حاجوك : یہ بات کہ اللہ نے اسلام ہی کو بطور دین کے پسند فرمایا ہے، اس کے بعد اگر کوئی آپ سے حُجّت (کج بحثی) کرے تو آپ اَے میرے حبیب ﷺ فرما دیں : فقل اسلمت : آپ کہہ دیجئے کہ : میں نے سَرِ تسلیم خم کر دیا ہے : وجھی للہ : اپنے چہرے کو میں نے اللہ کی طرف کر دیا ہے۔ یعنی میں نے دینِ اِسلام قبول کر لیا ہے۔ اور اللہ کی طرف اپنے دل کا قبلہ بنالیا ہے۔ اپنے چہرے کو، اپنی توجّہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیر لیا ہے : وَمن اتبعن : اور جو کوئی میرے ساتھ ہے۔ اب اس میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ ربّ العزّت نے سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھیوں اور صحابیوں کی تعریف فرمائی۔ ان کے ایمان کی تصدیق کی ہے اور اپنے حبیبؐ



Marfat.com

کے ایمان کے ساتھ ان کے ایمان کا ذکر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے : فان حاجوك فقل اسلمت وجهی لله ومن اتبعن ط : میں نے اور جو میری اِتباع کرتے ہیں یعنی ایمان کی دلیل کیا ہوئی؟ ایمان کی دلیل یہ ہے کہ جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع کرے وہ ایمان پر ہے اس نے اپنی توجّہ اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی ہے اور اس کی طرف اپنے سُر کو جھکا لیا ہے ۔ اور ہمارے آپ کے ایمان کی دلیل کیا ہے ؟ کہ ہم اسی طرح سے حضورؐ کی اِتباع کریں جیسے کہ صحابہِ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی تھی ۔

اس میں ایک نکتہ یہ بھی کہ ایمان کے معاملے میں کسی تقیّے کی گنجائش نہیں ہے کہ آپ ایمان لائیں اور لوگوں کو ظاہر نہ کریں چھپا کر رکھیں ۔ جو فرائض ہیں ان کو کھلے عام کرنا ہے نماز روزہ توحید کلمہ یہ سب چیزیں کھلے عام کرنا ہیں ۔ ہر ایک کو بتا کے کرنا ہے اگر کسی چیز کو چھپانا ہے تو وہ نفلی عبادات ہیں ، وہ عبادات ہیں جو فرض نہیں ہیں۔ جو آپ اور اللہ کے درمیان میں ، تو : فان حاجوك ..... لله ومن اتبعن : اگر آپ سے لوگ حُجّت کریں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں نے تو اللہ کی بارگاہ میں سَرِ تسلیم خم کر دیا ہے ، اپنے چہرے کو اسی ربّ کی طرف کر لیا ہے اور نہ



Marfat.com

صرف میں نے بلکہ ان تمام لوگوں نے جو میری اِتباع کرتے
ہیں : وقل للذین اوتوا الکتٰب والامیین ءَ اسلمتم : تم نے
سَرِ تسلیم خم کیا تم ایمان لائے تابع ہوئے : ءَ اسلمتم : کیا تم
ایمان لائے ؟ : قل للذین اوتوا الکتٰب : جن لوگوں پر کتاب
اتری ہے جو صاحبِ کتاب لوگ ہیں ۔ آپ ان لوگوں سے
کہہ دیجئے : والامیین : اور جُہلاء سے ، جُہلائے عرب سے'
مشرکینِ عرب ، یہود و نصاریٰ سے ، جن کو عِلم ہے ، اور جن
کو عِلم نہیں ۔ آپ ان سب سے کہہ دیجئے کہ اَب میں
نے تمہیں بتا دیا ہے کہ یہی دین ہے اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ
کر دیا ہے کہ یہی وہ دین ہے جو اللہ کو پسند ہے تم نے یہ
بھی دیکھ لیا کہ جو نشانیاں تمہاری کتابوں میں اللہ تعالیٰ نے
میرے لئے بیان کی ہیں میرے ساتھیوں کے لئے میرے شہر
کے لئے ، اُن سب کو تم نے سچ پایا ، کیا اس کے باوجود بھی
تم اسلام لائے : ءَ اسلمتم ؕ فان اسلموا فقد اھتدوا ۚ : اور
اگر تم ایمان لائے ہو ! پس تم اگر ایمان لائے ہو تو تم ہدایت
پا گئے ہو ۔

انہوں نے کہا کہ یہ وہی شہر ہے ، وہی لوگ ہیں ،
یہ تو وہی نبی ہیں جن کی تعریف ہے ، تو سرکارِ دو عالم ﷺ



Marfat.com

نے فرمایا: کیا تم ایمان لائے؟ انہوں نے، یہود و نصاریٰ نے کہہ دیا: ہاں ہم ایمان تو لائے ہیں۔ تو سرکارِ دوعالم ﷺ نے یہودیوں سے پوچھا کہ کیا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتے ہو۔ (اس لئے کہ اسلام کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ سارے نبیوں پر ایمان لائیں۔ ایک پہ بھی ایمان نہ لائے تو اسلام سے خارج ہوگئے۔) کہنے لگے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہمارے بعد تو کوئی دین ہی نہیں ہے! نصرانیوں سے، عیسائیوں سے پوچھا سرکارِ دو عالم ﷺ نے: کیا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی اور اللہ کا بندہ مانتے ہو؟: عبدہٗ ورسولہٗ: مانتے ہو اُن کو۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے: نعوذ باللہ من ذالك: وہ تو اللہ کے بیٹے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: پھر تو تمہارا ایمان نہیں ہے۔ تم تو مُنکر ہوگئے۔ تو آنحضرتؐ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ اِن سے صاف صاف پوچھ لیں۔ کیا تم ایمان لائے ہو۔؟ اگر تم ایمان لائے ہو تو میرے صحابہ کی طرح تم بھی ہدایت پاگئے۔ لیکن اگر تم نے منہ پھیر لیا، اور اس کا مطلب یہ بھی ہے جو سورۂ بقرہ میں ہے آپ کو یاد ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "تم منہ اپنا مغرب کی طرف کرو، یا مشرق کی طرف کرو، اس سے کوئی

فرق نہیں پڑتا ، اللہ کے دربار میں سَر جُھکانا ہے ۔ تو جب انہوں نے اعتراض کیا تھا کہ مسجدِ اقصٰی سے خانہ کعبہ کو کیوں قبلہ بنا لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی اس میں نہیں ہے کہ تم مشرق کی طرف مُنہ کرو یا مغرب کی طرف مُنہ کرو، بلکہ نیکی اِن، اِن چیزوں میں ہے : تقویٰ ہے ، اللہ سے ڈرنا ہے ، ایمان ہے ، معاملات ہیں ۔ تمام ایمان کے ارکان ، تمام مسلمانوں کی نشانیاں اس میں بتائی ہیں ۔ صَبر ہے ، جہاد، جنگ میں صبر ہے ، اپنے وعدے کا ایفا کرنا ہے ، اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے ، غرباء و مساکین کو دینا ہے ، نماز کو قائم کرنا ہے ، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ : آپ ان سے پُوچھ لیجئے : ءَاسلمتم : کیا تم ایمان لائے ہو : فان اسلموا فقد اھتدوا : اگر تم ایمان لائے تو تم ہدایت پہ آگئے ہو : وان تولوا فانما علیك البلغ : اور اگر آپ کے اس کہنے پہ وہ مُنہ پھیر لیں اسلام سے روگرداں ہو جائیں تو اس سے آپ رنجیدہ نہ ہوں ۔ آپ پر کوئی اثر نہیں ہے ۔ اس لئے کہ : فانما علیك البلغ : میری طرف سے تو آپ پر تبلیغ ہی فرض ہے ۔ آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا ۔ اگر ان کو اللہ کی ہدایت ہوتی تو وہ ایمان



Marfat.com

لے آئے ۔ یہ آپ کا کام نہیں ہے ۔ ایمان عطا کرنا اللہ کا کام ہے : واللہ بصیر بالعباد ۃ : اور اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے اعمال کو، احوال کو دیکھ رہا ہے ۔ اور اس کے حساب سے ان کو سزا و جزا، جنہوں نے کفر کیا ان کی نیکیاں دنیا میں برباد آخرت میں عذاب ۔ جو ایمان لائے انکو آخرت میں ثواب اور نیکیاں ان کی اِس دُنیا میں بھی کام آئیں گی اور آخرت میں بھی ۔ تو اس آیت کے ترجمے اور تفسیر سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ پہلے گمراہ ، ضِدیوں کا ذکر تھا ۔ اَب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے لوگوں کے ساتھ طرزِ گفتگو سکھلایا جارہا ہے، اور اِس میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ آپ اپنی طرف سے اظہارِ ایمان کردیں ، اور ان سے پوچھ لیں کہ وہ ایمان لائیں یا نہ لائیں ۔ اور جو ہٹ دَھرم لوگ ہیں یا آپ کی تبلیغ کے باوجود منہ پھیر لیتے ہیں ایسے لوگوں سے آپ اپنی توجہ کو ہٹالیں ۔ اس لئے کہ آپ کا کام تبلیغ تھا آپ نے پورا کردیا ۔

تیسری بات یہ کہ پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ : ان الدین عند اللہ الاسلام : اس میں جو ہے حقّانیتِ اسلام کا ذکر تھا ۔ اور مخالفت کی وجہ بیان کی گئی تھی کہ:

بغیاً بینھم : آپس کی ضد کی وجہ سے ہوا ۔ کہ : یہ پیغمبرِ آخرالزّماں بنی اسرائیل میں پیدا کیوں نہ ہوا ۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کو یہودی پیغمبر نہیں مانتے ۔ اور عیسائی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں ۔ تو یہ اپنے ضد، اور نفس کی وجہ سے اپنے کفر میں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حقّانیت بھی بیان کردی اور ان کے کفر کی وجہ بھی بیان کردی ۔ اَب اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت میں فرمایا کہ : آپؐ اِس حقّانیت کا اظہار کردیں کہ : دیکھو دینِ اسلام کا کیا مطلب ہے ؟ ہم نے سَر تسلیم خم کردیا ہے ، اللہ تعالیٰ کی اطاعت قبول کر لی ۔ اس کی طرف متوجہ ہوگئے ۔ اس کی طرف رجوع کرلیا ۔ میں نے بھی اور ان تمام لوگوں نے جنہوں نے میری اِتباع کی ہے ۔ اور بتادیں کہ اسلام کا مطلب تو اطاعت اور فرمانبرداری ہے ۔ پچھلی آیت میں یہ بتایا گیا تھا کہ اِسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے ۔ اس آیت میں یہ بتایا جارہا ہے کہ اِسلام کا طریقہ کیا ہے ؟ اِسلام کا طریقہ ہے : "اِتباعِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم " جو سَرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس کی اِتباع کریں ۔ اور چوتھی بات یہ کہ یہ بتانا کہ جس توحید پر سب کا اتفاق ہے کہ : اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے ، وہی ہمارا دین ہے'

اور جن باتوں پہ کفار مشرکینِ مکّہ اور یہود و نصاریٰ خود متفق نہیں ہیں۔ ان چیزوں کی ذمّے داری انکی ہی ہے، سرکارِ دو عالمؐ کی نہیں ہے۔ جب یہ آیت اُتری جیسا میں نے ابھی عرض کیا تھا اور اہلِ کتاب نے اس کو سُنا تو وہ بولے کہ ہم اسلام لائے۔ دعویٰ کر دیا، ہم تو اسلام لے آئے۔ سرکارِ دو عالمؐ نے پوچھا۔ کیا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر مانتے ہو کہا کہ معاذ اللہ! ہم ان کو پیغمبر کیسے مان لیں۔ پھر عیسائیوں کو پوچھا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ مانتے ہو؟ تو وہ بولے معاذ اللہ! تب یہ آیت اُتری: وان تولوا فانما علیك البلغ: اگر منہ پھیر کے چلے جائیں باوجود ایمان کے دعوے کے تو پھر آپ کے ذمّے تو صرف پیغام دینا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ خود اُن سے سمجھ لے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال خود دیکھتا ہے۔

اس کی خلاصہ تفسیر یہ ہوئی کہ جب دلائل سے ثابت کر دیا کہ سچا دین اسلام ہی ہے۔ اور ربّ تعالیٰ کی توحید اور حقانیت پر سب کا اِتفاق بھی ہے تو اس کے باوجود جو کچھ بھی اِختلافات رہ گئے ہیں وہ محض ضِد اور تعصب کی وجہ سے ہیں۔ اور اگر اِسکے باوجود ناانصاف لوگ حُجّت بازی



Marfat.com

آپ سے کریں تو آپ ان کی ساری گفتگو کے جواب میں یہ فرما دیں کہ: اے اہلِ کتاب ! کتابیو! اور غیر کتابیو ! مَیں نے اور میرے ساتھیوں نے اپنے اعمال اور اپنی ہر چیز کو خالص اللہ کے لئے کر دیا ہے ۔ تم بھی اس کی فرمانبرداری میں شریک ہوتے ہو یا نہیں ہوتے آپ ان سے سوال کریں اگر یہ سُن کر وہ ایمان لائیں اور آپ کی پیروی کرنے لگیں تو وہ بھی ہدایت یافتہ ہوگئے ۔ اور اگر وہ فیصلہ کن بات سُن کر منہ موڑلیں تو آپ کا کوئی نقصان نہیں ہے ۔ آپ پر تو صرف تبلیغ واجب تھی ۔ نہ کہ ہدایت دینا ۔ ربّ تعالیٰ تو بندوں کے اعمال دیکھ رہا ہے ۔ مومن کو ثواب عطا فرمائے گا ۔ اور کافر کو عذاب دے گا ۔ اس آیتِ مُبارکہ کے کچھ فائدے ہیں کچھ اُصول مُرتّب ہوتے ہیں ۔ پہلی بات تو یہ کہ ضِدی اور ہَٹ دھرم لوگ، جن کو وعظ و نصیحت نفع نہ دے۔ جیسے ہمارے وہابی بھائی ہیں ہر چیز میں بحث کرتے ہیں ، ضِدی اور ہَٹ دھرم لوگ جن کو وعظ و نصیحت نفع نہ دے ان سے مناظرہ نہ کرنا اور علیٰحدہ ہو جانا بہتر ہے ۔ جیسا کہ : اسلمت وجھی : سے معلوم ہوا ۔ دوسرا اُصول یہ ہے کہ دین کی تبلیغ عمدہ طریقے سے ، خوش خُلقی

سے کرنا چاہیئے نہ کہ تُند خُوئی سے ۔ تیسرا اُصول یہ ہے کہ تبلیغِ قولی کے ساتھ صرف یہ کہنا کہ ہمیں سب کچھ اللہ کیلئے کر دینا چاہیئے ۔ یہ کافی نہیں ہے تبلیغ قولی کے ساتھ تبلیغِ فعلی بھی ضروری ہے ۔ اپنے اعمال سے یہ ثابت کرنا یہ دِکھانا کہ کِس طرح سے سب کچھ اللہ کے لئے وقف کیا جاتا ہے ۔ کِس طرح سے اللہ تعالیٰ کے قول و فعل اور عمل میں فرمانبرداری کی جاتی ہے ۔ تو ہمیں چاہیئے کہ کفّار کے سامنے ایسے فعل پیش کریں کہ وہ خود اسلام کے گرویدہ ہو جائیں ۔ اپنا عقیدہ اور ایمان سَب پر ظاہر کرنا چاہیئے ۔ چوتھا اصول یہ ہے کہ: یہ چُھپانے کی چیز نہیں ہے ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو اپنے اور اپنے صحابہ کرام کے عقائد کا اعلان کرنے کا حُکم فرمایا ہے ۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا : آپ فرما دیں، آپ کہہ دیں : فقل اسلمت وجھی للہ ومن اتبعن : کہ آپؐ ، اور صحابہ کرام جو ہیں وہ اللہ کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں، سب کچھ اپنا اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیا ہے ۔ اپنے اعمال کو اپنے افعال کو ۔ مستحب نیکیاں ضرور چُھپائیں مگر عقائد اور فرائض کو ظاہر کریں ۔ دین کو چھپانا اور تقیّہ کرنا اگر مناسب ہوتا تو حضورؐ سے فرمایا گیا ہوتا ۔

دوسری بات یہ کہ اس آیتِ مبارکہ میں صحابۂ کرام کے ایمان کو معیار مقرر کیا ہے۔ وہ لوگ جو صحابۂ کرام کی حیثیت اور درجات کے متعلق معترض ہیں انہیں یہ جان جانا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ مبارکہ میں ان کے ایمان کا ذکر جو ہے وہ سرکارِ دوعالم ﷺ کے ایمان کے ذکر کے ساتھ کیا ہے۔ اُن کے ایمان کا ایک معیار ہیں، جو ہمارے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ ان کے جیسا ایمان جو ہے ان کے جیسی اِتباع کرو کہ تم سرکار دو عالم ﷺ کے سچے غلام، اور اسلام کے پیروکار بنو گے۔ کیونکہ وہ سچے متبعین ہیں۔ صحابۂ کرام اور اہلبیتِ کرام کا ایمان یقینی ہے کیوں؟ اس لئے کہ ربّ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے ساتھ ان کے ایمان کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ ﷺ کی اِتباع کے بغیر نہ ایمان ہے نہ عقیدہ۔ تیسری بات یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ ساری کائنات کے نبی اور رسُول ہیں۔ آپ کی حدیث شریف ہے کہ: بعثت الی الاسود د الاحمر: میں کالے اور لال، مطلب ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہر قسم کی مخلوق کا ہر قسم کے لوگ، ہر قسم کا مُلک، میں سب کا نبی ہوں، میں سب کا نبی بنایا گیا ہوں۔ ساتواں اُصول یہ ہے کہ آپ کا نور جو ہے زمان و

Marfat.com

مکان کا پابند نہیں ہے۔ ساری کائنات کے نبی ہیں۔
ہدایت جو ہے وہ رسُولِ اکرم ﷺ کی اطاعت میں مضمر ہے۔
اگر ان کی اطاعت آپ کو ہے تو آپ ان کی اِتباع کریں
گے، ایمان پہ قائم رہیں گے۔آپ کے اعمال جو ہیں اللہ
کی بارگاہ میں لائقِ ثواب ہوگا۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی
غلامی کئے بغیر کوئی ربّ تک نہیں پہنچ سکتا۔ آٹھواں اُصول
یہ ہے کہ تبلیغ بہر حال ضروری ہے۔خواہ لوگ اسے قبول
کریں، یا نہ کریں۔ یہ تبلیغ کرنے والوں کا کام نہیں ہے کہ وہ
اس چیز سے پریشان ہوں۔کہ کوئی ان کی بات سنتا ہے یا
نہیں سنتا ہے۔بات پہنچانا آپ کی ذمّے داری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں بتایا ہے کہ لوگوں کو انبیاءؑ
نے تو پیغام اس حالت میں بھی پہنچایا کہ جب اس پیغام
کو پہنچانے کی سزا میں ان کو قتل کیا گیا ہے۔بنی اسرائیلیوں
نے بے تحاشا نبیوں پیغمبروں کو قتل کیا ہے۔ اس کی ایک
صُوفیانہ تفسیر ہے۔ عبادت اور اطاعت ہی اصل عشق ہے۔
سرکارِ دُو عالم ﷺ سے عشق ہوگا تو پھر ان کی صحیح اِتباع
ہوگی۔ اس سے ہر مشکل حل ہوگی۔ اور عشق جو ہے وہ
رہبرِ کامل ہے۔ عاشق طریقۂ نیاز مندی خود سیکھ جاتا ہے۔



Marfat.com

اگر سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبّت ہوگی تو ان کی اتباع کے طور طریقے خود بخود آپ سیکھتے چلے جائیں گے۔ میرے حضور شاہ افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: "دیکھو دِل جو ہے وہ تمہارے جسم کا بادشاہ ہے۔ اور دل اگر اللہ اور رسُول کا غلام ہوگیا تو آپ کا جسم بھی آپ کے اعضاء بھی اللہ اور رسُول ﷺ کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے۔ دل اگر اللہ اور اِس کے حبیب ﷺ کے عشق میں مَست ہوگیا' جذب میں آگیا' تو جسم بھی جو ہے وہ جذب کا اظہار ہوگا۔ وجد میں کیوں رقص کرتے ہیں؟ جب دل پہ جذب طاری ہوتا ہے تو بادشاہ جو ہے چونکہ جذب میں ہے تو اِس کی رعایا بھی جذب میں ہوتی ہے۔ تو جسم بھی اِس کی حالت میں ہوتا ہے۔ تو دِل جو ہے جسم کا بادشاہ ہے جب دِل میں عشق ہوگا تو ہر عضو اطاعت گزار ہوگا۔"

اور یہی دَراصل مطلب ہے: اسلمت وجہی للہ: روح کا مقام قلب ہے اور نفس کا پیشانی۔ جس نے پیشانی جھکا دی' اس نے خود کو دوسرے کے سپرد کر دیا۔ اسی لئے سجدہ جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے: واسجد واقترب: سجدہ کرو اور اللہ کے قریب ہو جاؤ۔ اور یہی

وجہ ہے کہ جانور پیشانی جھکا کر اظہارِ اطاعت کرتے ہیں۔ تو سَر جھکانا ہی اِظہارِ اطاعت ہے سجدہ ہی اظہارِ اطاعت ہے۔ عام انسان میں رحیمیت ہوتی ہے، یعنی جانوروں کے حیوانی شعور ہوتے ہیں۔ رُجحانات ہوتے ہیں، اور انبیاء میں مَلکیت ہوتی ہے۔ وہ فرشتہ صفت ہوتے ہیں۔ حیوانیت میں سَرکشی ہوتی ہے اور مَلکیت میں اطاعت ہے۔ جب مَلکیت ہوتی ہے تو قلب اور رُوح اللہ کی اطاعت میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر شخص پر نبی کی اطاعت ضروری ہے۔ اِس لئے کہ جب نبی کی اطاعت ہوگی تو نبی کی ملکیت جو ہے وہ آپ کی رحیمیت کو آپ کی حیوانی خواہشات کو، رویوں کو سُدھار دے گی۔ تو لہٰذا ہر شخص پر نبی کی اطاعت ضروری ہے تاکہ بزورِ مَلکیت اُس کی سَرکشی کا خاتمہ ہوسکے۔ دَراصل کیا فرمایا؟ کہ: جو لوگ میری اِتباع کرتے ہیں۔ میری معصومیت، میری مَلکیت، اور میری پاکیزگی کی وجہ سے اِن کے حیوانی جذبات سَرد ہوجاتے ہیں، اور اُن کے قلب و رُوح میں بھی ملکیت آجاتی ہے۔ اطاعت گزار ہوجاتے ہیں تو اگر تم میری اطاعت کروگے۔ کفّار سے سَرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے صحابہ

کی طرح اتباع کرتے ہو۔ اگر تم میری اتباع کرو گے، تو ہدایت پا جاؤ گے۔ تمہارے اعضاء، تمہارے قلب و رُوح سَب اطاعت میں لگ جائیں گے اور اگر تم مجھ سے مُنہ موڑ لو گے تو نفس تمہیں تباہ کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوگا۔ اسلام دَراصل ایک مضبوط دیوار ہے۔ جس میں جاندار رہتے ہیں لیکن درندے اس کے اندر نہیں آسکتے۔

صوفیاء، علماء، یہ سب مالک کے نوکر چاکر ہیں۔ یہ بندوں کی، جانداروں کی حفاظت پر مامور ہیں۔ اگر نفس کے گلے میں شریعت کی رسّی ہو، اور وہ طریقت پر قائم رہے، اور اسلام کے حصار میں رہے، علماء و صوفیاء کی حفاظت میں رہے تو وہ ایمان کے ساتھ سلامت رہے گا۔ اور اپنے درندہ صفت نفسِ امّارہ، اور شیطان کے ساتھیوں سے محفوظ رہے گا۔ اگر وہ سرکشی کرے گا، تو وہ رکھوالے بھی اس کی پرواہ نہ کریں گے۔ اور وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ کا حکم ہُوا کہ: واللہ بصیر بالعباد: اِسلئے کہ اللہ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔ ان بندوں کو بھی دیکھنا ہے، جو پابندِ شریعت اور پابندِ طریقت ہیں، اور ان بندوں



Marfat.com

کو بھی دیکھتا ہے جو حیوانوں کی طرح، بے قیود و بند ہیں، کھلے ہیں، ایک کو وہ انعام سے نوازتا ہے۔ اور دوسرے کو سزا سے۔ اگلی آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان الذین یکفرون من اٰیاتِ اللہ : وہ لوگ جو کفر کرتے ہیں، اس میں تمام دنیا کے یہود و نصاریٰ سب شامل ہیں جس نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی اطاعت نہیں کی، جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ : کلمہ نہیں پڑھا، وہ سارے کے سارے کافر ہیں چاہے وہ توحید پر ہیں، اور چاہے وہ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں : ان الذین یکفرون من اٰیات اللہ : جن لوگوں نے اللہ کی نشانیوں سے اِنکار کیا وہ نِشانیاں وہ آیات مبارکہ جس میں کہ سرکار دو عالم ﷺ کے اوصاف اور ان کے چہرۂ مبارک، ان کی عادات، ان کے اعمال، ان کے صحابہ کا ذکر، ان کے شہر مدینہ کا ذکر۔ اِن سب آیات کو جنہوں نے جھٹلایا، اور کفر کیا، اور نہ صرف کفر کیا بلکہ تبلیغ کرنے والوں کو : ویقتلون النبیّن بغیر حق : اور ناحق نبیوں کا قتل کیا۔ اور اس کے علاوہ جو ان بُرے کاموں سے روکنے والے صاحبانِ ایمان تھے اولیاءُ اللہ اور علماء : ویقتلون الذین یامرون بالقسط : اور اِن لوگوں



Marfat.com

کو بھی قتل کیا جو کہ امر کرتے تھے جو کہ حکم دیتے تھے انصاف
کا لوگوں کو، جو صاحبِ ایمان تھے، جو حق و انصاف کی
تلقین کرتے تھے ان کو بھی جو قتل کر دیئے تھے: فبشرھم
بعذاب الیم ایسے لوگوں کیلئے دَردناک عذاب کی اللہ نے
بشارت دی ہے: اولئك الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا
والآخرہ: ایسے لوگوں کے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ یہ وہ
لوگ ہیں جن کے اعمال بے کار ہوگئے۔ اِن کی نیکیاں برباد
ہوگئیں۔ انہوں نے جو نبیوں کے ساتھ زیادتی کی ہے ان
کو قتل کیا ہے۔ اولیاءَ اللہ کو علماء کو قتل کیا ہے جو تبلیغ
کرنے والے ہیں تو جو کچھ انہوں نے نیکی بھی کی تھی، وہ
بھی برَباد ہوگئی اب آخرت میں ان کے لئے عذاب ہی
عذاب ہے۔: ومالھم من ناصرین: ان کا کوئی مددگار
نہیں ہوگا۔ اِس لئے کہ اَب آخرت میں اِن کیلئے صِرف
اللہ کا قہر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کفار جن میں تین عیوب ہوں
پہلے یہ کہ اللہ کی نشانیوں سے اِنکار کرتے ہیں، دوسرا
نبیوں کو قتل کرتے ہیں، تیسرے وہ جو انصاف پر عمل کرنے
کے لئے حکم دیتے ہیں۔ اے اولیاء اللہ اور کلمۂ حق ایسے



Marfat.com

لوگوں کے لئے ، آپ ان کی مخالفت سے کیوں غمگین ہوتے ہیں۔ ایسے منکرین اور مخالفینِ انبیاء اور صَالحین اور قاتل، اور توریت و انجیل میں آیات کے اِنکار کرنے والے اِن کے لئے تو دَرد ناک عذاب ہے ۔صرف موت کی دیر ہے ،ان کی ساری نیکیاں تو دنیا ہی میں برباد ہوگئیں ۔ان کے کفر نے ان کی ساری نیکیوں کو چُھپا لیا۔ ان بدنصیبوں کے صرف گناہ قائم رہیں گے ۔ ابنِ حبیب ، اور ابنِ ابی حاکم نے حضرت ابُو عبُیدہ بن جَرّاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ : حضرت ابُو عبیدہ نے ، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا: "یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! قیامت میں سخت عذاب کیا ہوگا ؟ اور کس پر ہوگا ؟ فرمایا : جو انبیاء کو قتل کریں ۔ اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی : ان الذین یکفرون ..... فبشرھم بعذاب الیم ۝ : اور فرمایا کہ بنی اسرائیل نے ایک صبح پینتالیس ۴۵ پیغمبروں کو قتل کیا ۔ جس پر ایک سو ستر ۱۷۰ مسلمان تھے انہوں نے ان کو منع کیا کہ تم نے یہ کیا کام کیا ہے کہ انبیاء کو قتل کر دیا تم نے ، تو شام کو اُن باغی اسرائیلیوں نے اُن ۱۷۰ علماء و اولیاء اللہ کو بھی قتل کر دیا ۔ فرمایا کہ یہ آیت اُن ہی کے لئے اُتری ، اس آیتِ مبارکہ کے بھی کچھ فائدے ہیں:



Marfat.com

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کفر جو ہے سب گناہوں کی جڑ ہے ۔ اِس لئے کہ کفر سے سب نیکیاں بھی بَرباد ہوجاتی ہیں ۔ اور کفر کی جڑ کیا ہے ؟ نبی کا اِنکار ہی کفر ہے ۔ جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی عظمت اور ان کی نعتیہ آیات جو قرآنِ پاک میں ہیں اِن کا ذکر نہیں کرتے صرف اُنہی کا ذکر کرتے ہیں کہ کہہ دیں آپ کہ میں تو تمہاری طرح سے بشر ہوں لوگ سرکارِ دو عالم ﷺ کی بشریت کا صرف ذکر کرتے ہیں، اور یہ ذکر نہیں کرتے کہ : وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (۹۴ : ۴) : فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (۵۳ : ۹) : وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ (۲۱ : ۱۰۸) : لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۳۳ : ۲۱) : یہ جو اللہ تعالیٰ نے آیات دی ہیں : يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (۳۳ : ۴۵) : لَقَدْ مِنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (۳ : ۱۵۱) : اِن آیات کا ذکر نہیں کرتے ۔

ابھی کل مجھے بتا رہی تھیں بیگم صاحبہ کہ ایک خاتون کہہ رہی تھیں کہ میں تو ماننے کیلئے تیار ہی نہیں کہ حضورؐ زندہ ہیں ۔ بس انہوں نے کتاب دے دی اور قِصّہ ختم ۔ تو ایسے لوگ جو مسلمان ، جن یہودیوں اور نصاریٰ جنہوں نے نبیوں کا



Marfat.com

قتل کیا اور ان پر ایمان نہ لائے اور ان کی عظمت بیان نہیں کی۔ سرکار دو عالم ﷺ کی عظمت کے متعلق آیات چھپائیں۔ ایسے لوگوں کا ذکر جب اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے کیا ہے کہ ان کے سارے اعمال بے کار ہو گئے تو ان کی نقل کرنے والوں کو یہ سوچنا چاہیئے کہ وہ کتنا بڑا گناہ کر رہے ہیں۔ عالم جو ہے وہ نائبِ نبی ہے: ویقتلون النبین بغیر حق ۙ و یقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس ۙ : اس لئے کہ نبیوں کی طرح سے وہ بھی اللہ کے بندوں کو حکم دیتے ہیں نیکی کا تو عالم نائبِ نبیؐ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکرِ نبی کے بعد کیا ہے۔ اور دونوں کے قتل کا ایک سا عذاب مقرر کیا ہے۔ اور انہی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا گواہ بنایا فرشتوں کے ساتھ اس لئے کہ اُس کی اطاعت ہی ملکیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: شھد اللہ انہٗ لا الہ الا ھو : وملئکۃ والوا العلم قائم بالقسطؕ : اللہ تعالیٰ نے اپنے توحید کی گواہی دی۔ فرشتوں نے دی، اور علماء نے دی۔ علم والوں نے دی۔ تو جو عالم ہے وہ نائبِ نبی ہے۔ ان کا ذکر نبی کے بعد کیا گیا ہے۔ اور دونوں کے قتل کا ایک سا عذاب مقرر ہوا ہے۔ اور اِنہی علماء کو اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کا گواہ بنایا اور فرشتوں کے ساتھ ان

کا ذکر کیا ہے۔

تیسری بات یہ کہ یہاں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ آپؐ ان کے کفر سے پریشان نہ ہوں، آپؐ اپنی تبلیغ کرتے جائیں۔ آپ کا کام تبلیغ کرنا ہے اور آپ سے پہلے انبیاءً تو تبلیغ کرتے ہوئے قتل کر دیئے گئے۔ آپ کے ساتھ تو یہ اتنا ہی کر رہے ہیں کہ وہ آپ سے بغاوت کر رہے ہیں اور ایمان نہیں لا رہے ہیں۔ تو تبلیغ جو ہے وہ خوفِ قتل پر بھی فرض ہے اور اگر کوئی عالم مبلغ ہو، اور اسے تبلیغ کی وجہ سے قتل کر دیا جائے۔ تو اس کا ہر ثواب اسے ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اعلائے کلمۃُ الحق جو ہے وہ جہاد ہے۔ کلمہ حق کو علی الاعلان بیان کرنا وہ بذاتِ خود ایک جہاد ہے۔ چوتھا اصول یہ ہے کہ مُرتد کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں: اولئك الذین حبطت اعمالھم: سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جو یہود و نصاریٰ دینِ ابراہیمی پر قائم رہے اور شرک نہیں کیا وہ اسلام پر تھے۔ لیکن جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگئی تو پھر انہوں نے ان آیات کو چھپایا توریت اور انجیل کی۔ اور ایمان نہ لائے۔ تو وہ کافر ہوگئے۔ وہ مُرتد ہوگئے اور مُرتد کی نیکیاں برباد ہوتی ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۲ویں



Marfat.com

آیت میں فرمایا ہے : اولئك الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والآخرہ : اَب یہاں ایک مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ مُرتد کی نیکیاں تو برباد ہوجاتی ہیں لیکن انکا گناہ باقی رہ جاتا ہے ۔اور کوئی اسلام لائے پھر مُرتد ہوجائے اور پھر اسلام لے آئے تو پھر اسکو اپنے زمانۂ اسلام کی نماز اور روزوں کی قضاً پھر اَدا کرنی پڑے گی ۔ اس لئے کہ مُرتد ہونے کی وجہ سے اس کے سارے اعمال برباد ہوگئے ۔اور نہ نماز ادا ہوتی نہ روزہ ادا ہوا۔ لہٰذا مرتد ہونے کے بعد دوبارہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پھر اسلام لائے تو اُسے ساری قضا نمازیں اور روزے ادا کرنے پڑیں گے ۔اس لئے کہ وہ برباد ہوچکے ہیں ۔ اور کسی نے حج کیا اور حج کرنے کے بعد مرتد ہوا ۔تو دوبارہ اسلام لانے پر اس کو حج دوبارہ فرض ہوگیا اس لئے کہ پچھلا حج ضائع ہوگیا۔

پانچواں اصول یہ ہوا کہ انبیاء کی جناب میں بے اَدبی کفر ہے ۔ اور چھٹا یہ کہ کفر سے راضی ہونا بھی کفر ہے ۔بنی اسرائیل کو اس لئے کافر کہا گیا کہ وہ اپنے باپ دادا کے عمل پر راضی تھے ۔جنہوں نے انبیاء کو قتل کیا' ان کی نافرمانی کی' ان پر راضی تھے ، خوش تھے اور ان کو بُرا نہیں سمجھتے تھے ۔ اس وجہ سے ان کو کافر کہا گیا ۔ اور گناہ میں ارادۂ قتل بھی گناہ ہے ۔ اس



Marfat.com

لئے کہ یہود نے سازش کی تھی کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کو قتل کر دو ۔ اور صرف اِس اِرادے کی وجہ سے وہ قاتل کہلائے اور جہنم کے سزاوار کہلائے ۔ آٹھواں اُصول یہ کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی سارے نبیوں کا اِنکار ہے ۔ یہودی کافر اس لئے ہو گئے کہ انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا زمانہ پایا اور ان پر ایمان نہ لائے ۔ کفار کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ومالھم من ناصرین ؕ : ان کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوگا ۔ لیکن جو مسلمان ہیں ان کے لئے اَولیاء اللہ ، انبیاء اور ان کے بچے مُددگار ہوں گے اور ان کی شفاعت کے لئے کوشش کریں گے ۔ دسواں اصول یہ ہے کہ مسلمانوں کو نیکیوں کا فائدہ دُنیا اور آخرت دونوں میں ہوگا ۔ کفّار کی نیکیاں دُنیا میں بَرباد ہو جاتی ہیں آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔ ایمان پر دُنیا میں بھی فائدہ ہوتا ہے اسکی برکتیں ہوتی ہیں اور آخرت میں بھی اس کا ثواب ملتا ہے ۔ گیارہواں اصول یہ ہے کہ جو عالم سرکار دو عالم ﷺ کی فضیلت والی آیات نہ بیان کرے اور صرف آپکی بشریت کی رَٹ لگائے اس کے اعمال یہود و نصاریٰ کی طرح بے کار ہو جائیں گے ۔ اب ان آیات کی ایک صُوفیانہ تفسیر ہے ۔ عدل و انصاف توحید و ایمان کا سایہ ہے ۔ اور اپنے بڑوں کی ناجائز پیروی جیسے یہود و نصاریٰ

Marfat.com

نے کی اور رسم و رواج جو ہیں یہ حجابات ہیں ۔ انبیاء ان حجابات کا پردہ چاک کرتے ہیں ۔ لیکن جہاں حجاب مضبوط ہو ۔ اور ظلمتِ کفر گہری ہو ۔ تو وہاں پر وہ نبوّت اور نُورِ ولایت نہیں پہنچ سکتا ۔ انسان کی روح جو ہے اِس روح کا مشغلہ عشق ہے ۔ اور اس روح کی حرکت اوپر کی طرف ہے ۔ بلندی کی طرف ہے اور نفس کا مشغلہ بغاوت ہے اور اس کی پرواز گہرائی کی طرف ہے ۔ تو جب کوئی انسان اپنی بغاوت میں بہت ہی گہرا ڈوب جاتا ہے تو پھر ولایت اور نبوت کا نور وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تو انبیائے کرام جو ہیں رُوح کی مدد کرتے ہیں ۔ اور نفس کو دبانے میں مدد کرتے ہیں ، لیکن جو کفّار ہیں ، جو ہدایت سے عاری ہیں ان پر ان کے نفس غالب آتے ہیں ۔ اور انہوں نے انبیاء ، صالحین اور واعظین کو قتل کیا نتیجہ یہ ہوا کہ جو انہوں نے نیکی کی وہ بھی برباد ہوگئی ۔ اور آخرت میں انہیں صرف ایک دَردناک عذاب ملے گا ۔ رُوح اور قلب جو ہے یہ آماجگاہِ ظِلّ اِلٰہی ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا سایہ اس پر ہوتا ہے ۔ اور یہ وہ آئینہ ہے جہاں جمالِ الٰہی منعکس ہوتا ہے ۔ اور اس نفس کو قابو میں کرتا ہے تاکہ ربّ کی اطاعت میں لگے ۔



Marfat.com

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفس کے شر سے محفوظ کرے۔ شیطان اور نفس کے شر سے محفوظ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطاء فرمائے، ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے قلب و رُوح کو اپنے انوار کی آماجگاہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اطاعت میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بیان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۝

Marfat.com

## پارۃ تلک الرسل سورۃ آل عمران

## آیات نمبر ۲۳ تا ۲۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہ

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ
یُدۡعَوۡنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَہُمۡ
ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیۡقٌ مِّنۡہُمۡ وَہُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ﴿۲۳﴾
ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ
اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ۪ وَّغَرَّہُمۡ فِیۡ دِیۡنِہِمۡ
مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۴﴾ فَکَیۡفَ اِذَا جَمَعۡنٰہُمۡ
لِیَوۡمٍ لَّا رَیۡبَ فِیۡہِ ۟ وَوُفِّیَتۡ کُلُّ نَفۡسٍ
مَّا کَسَبَتۡ وَہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۵﴾

کیا تم نے اُنہیں نہ دیکھا جنہیں کتاب کا ایک
حصّہ ملا، کتابُ اللہ کی طرف بلائے جاتے

ہیں کہ وہ ان کا فیصلہ کرے پھر ان میں کا
ایک گروہ اس سے روگرداں ہوکر پھر جاتا
ہے ﴿۲۳﴾ یہ جرأت انہیں اس لئے ہوئی کہ وہ
کہتے ہیں ہرگز ہمیں آگ نہ چھوئے گی مگر گنتی
کے دنوں، اور ان کے دین میں انہیں فریب
دیا اس جھوٹ نے جو باندھتے تھے ﴿۲۴﴾ تو کیسی
ہوگی جب ہم انہیں اکٹھا کریں گے اِس دن
کے لئے جس میں شک نہیں۔ اور ہر جان
کو اس کی کمائی پُوری بھر دی جائے گی، اور
اُن پر ظلم نہ ہوگا۔ ﴿۲۵﴾

اَے عزیزانِ محترم! میں نے آج ۲۳ تا ۲۵ آیات، سُورہ آلِ عمران کی تلاوت کی ہیں۔ اِنشاء اللہ آج اِنکی تفسیر بیان کردوں گا۔

پہلی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے جس کی تفسیر میں بیان کرچکا ہوں اِس کا اعادہ اس طرح سے کرتا ہوں کہ پچھلی دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے عیوب بیان فرمائے تھے۔ اور اس کی سزا بیان فرمائی تھی۔ اِن کے عیوب

میں ایک بات کیا تھی : اِن الذین یکفرون بایٰت اللہ : کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے اِنکار کرتے ہیں ، وہ آیات جو خود اُن کی اپنی کتابوں میں سرکارِ دو عالم ﷺ کے متعلق ہیں اُن سے ہی وہ اِنکار کرتے ہیں ان کو چھپاتے ہیں ۔ دوسرا عیب ان میں یہ ہے : ویقتلون النبیین بغیرحق : کہ وہ اپنے نبیوں کو قتل کر ڈالتے ہیں ۔ اور تیسرا یہ کہ : ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس : جو لوگ اِن کو سمجھانے بُجھانے والے ہوتے ہیں ، بُرے عمل سے روکتے ہیں ، ان کو بھی قتل کر ڈالتے ہیں ۔ اَب اس کا اَثر یہ ہوگا ۔ : فبشرھم بعذاب الیم ۝ ان کو ایک دَرد ناک عذاب دیا جائے گا ۔ اور یہ دَرد ناک عذاب کیوں ہوگا ؟ ایک تو ان کی بغاوت اور معصیت کی وجہ سے ۔ دوسرے یہ کہ ان کے دنیا میں جو بھی نیکیاں اور اعمال ہیں ، وہ برباد ہو جائیں گے ۔ اس لئے کہ کافروں کی کوئی نیکی معتبر نہیں ہے ۔ وہ قبول نہیں ہے اس لئے کہ جب کفر ہوگیا تو اس کے سارے اعمال بے کار ہوگئے : اولٰئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ : انکے سارے اعمال جو ہیں ، اس دنیا اور آخرت دونوں میں بے کار ہوگئے : ومالھم من ناصرین ۝ اور کوئی مَدد گار نہ ہوگا اُس دن جس

دن ان کو اُن کے اعمال کی سزا سنا دی جائے گی۔

اَب اللہ تعالیٰ ان کی مزید تفصیل بیان فرماتا ہے، حضورؐ سے اللہ فرماتا ہے کہ: تم سے پہلے تو انہوں نے نبیوں کو قتل کر ڈالا۔ آپ کو اُن کے ایمان نہ لانے پر رنج ہوتا ہے۔ انہوں نے تو اس سے بھی زیادہ سرکشی اپنے نبیوں کے ساتھ کی۔ آپ کے سامنے جو کچھ کر رہے ہیں آپ کو پتہ ہے۔ وہ کیا کر رہے ہیں: الم تر الی الذین اوتوا نصیباً من الکتب: کیا وہ ان لوگوں کو نہیں دیکھتے اُن کی اِس بد اعمالی کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سوالیہ انداز میں پوچھ رہا ہے، کیا آپ نہیں دیکھتے ہیں، اے میرے محبوب ﷺ اُن لوگوں کی طرف، کن لوگوں کی طرف؟ یہود و نصاریٰ اور اہلِ کتاب کی طرف۔ جو کفر اور بغاوت کر رہے ہیں۔ اُنکا کیا حال ہے؟ اُنکا حال یہ ہے: اوتوا نصیباً من الکتٰب: کہ جنکو کتاب میں سے کچھ حصّہ دے دیا گیا ہے۔ (اَے عزیزانِ محترم! ساری کتابیں اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ پر لکھی ہوئی ہیں۔ اس لوحِ محفوظ میں سے کچھ حصّہ اِس دُنیا میں تنزیل ہو کر آجاتا ہے اور وہ بھی ہر ایک کے نصیب میں نہیں ہوتا ہے۔ کسی کو اس کے الفاظ آتے ہیں کسی کو اس کے معنی آتے ہیں اور کوئی ایسا خوش قسمت



Marfat.com

ہوتا ہے کہ اس کو حکمت بھی آتی ہے اور کسی کو اسکی ہدایت بھی پہنچ جاتی ہے۔) تو بقدرِ ظرف ہر ایک کو اس کتاب میں سے ملتا ہے۔ تو : الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتٰب : کہ آپ ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جن کو اپنے نصیب کے مطابق کتاب میں سے کچھ ملا ہوا ہے۔

ان کا کیا رویہ ہے ؟ یدعون الی کتٰب اللہ لیحکم بینھم: اگر ان کو جب ہم بُلاتے ہیں اللہ کی کتاب کی طرف، اُنہی کی کتاب، توریت اور انجیل کی طرف تاکہ ان کا آپس میں ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کریں۔ تو ان کا کیا رویہ ہوتا ہے۔ اپنی ہی کتاب سے پھر جاتے ہیں : ثم یتولیٰ فریق منھم : ان میں سے ایک گروہ ایک فِرقہ اس سے ہٹ جاتا ہے، منہ پھیر لیتا ہے : وھم معرضون ○ : اور وہ اس سے رُوگردانی کر جاتے ہیں۔ ان کا اپنی ہی کتاب پہ، آپ کی کتاب تو الگ ہے، آپ پہ اور آپ کے قرآن پہ ایمان لانا تو الگ بات ہے وہ اپنے رسولوں کو قتل کرتے تھے، اور اپنی کتاب کا اِتنا ہی احترام کرتے ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ توریت کے مطابق تمہارا فیصلہ کردیں، ان میں سے ایک گروہ ایسا آتا ہے کہ وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے، اور اس سے رُوگردانی کر



Marfat.com

جاتا ہے ۔ اس کو مانتا نہیں ہے ۔ تو وہ خود اپنی ہی کتاب کا اپنی مرضی کے مطابق مختلف وقتوں میں مطالب نکالتے رہتے ہیں۔

بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ آج پندرھویں صدی ہجری میں مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو اسلام اور قرآن کا مطلب اپنی مرضی کے مطابق نکالتے ہیں ، کوئی کہتا ہے کہ زکوٰۃ اَب بیکار ہے ، کوئی کہتا ہے کہ قربانی کے پیسے کسی کو دے دینا چاہئیں ۔ یہ یہودیوں اور نصرانیوں کی اِتباع کر رہے ہیں ۔ یہ لوگ کون ہیں ؟ یہ کیوں گناہوں میں اتنے پختہ ہوگئے ہیں ۔ اتنے سخت ہوگئے ہیں شقیقُ القلب ہوگئے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے اور ان کے علماء اور بزرگوں نے ، ان کے پیروں نے انہیں اللہ تعالیٰ سے بے خوف کر دیا ہے ۔ان سے کہہ دیا ہے کہ تمہارے بزرگان جو ہیں وہ تمہیں چھڑا لیں گے۔ یہودیوں نے یہ یقین کرنا شروع کر دیا کہ چونکہ انہوں نے صرف ۴۰ دن بچھڑے کی عبادت کی تھی ، تو جہنم میں بھی وہ چاہے کتنے ہی گناہ کیوں نہ کریں ان کے بزرگان اِنکی شفاعت کر دیں گے ۔ اور وہ ۴۰ دن سے زیادہ جہنم میں نہیں رہیں گے ۔ ان میں سے کچھ کا خیال یہ ہے کہ جہنم کے ایک سرے سے دوسرے سرے کی مُسافت ۷۰ سال ہے اِس دُنیا کا



Marfat.com

سال تو وہاں کی چند ساعت کے برابر ہوتا ہے اور زقوم جس کا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم کو کھلایا جائے گا، جو جہنم کے دوسرے سرے پر ہے، تو ہمیں تو اس کے کھانے کی نوبت نہیں آئے گی، جب دوسرے سرے پر پہنچ جائیں گے تو وہاں سے نکال دیئے جائیں گے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ : ذالك بانهم : وہ اتنے ڈھیٹ کیوں ہیں گناہوں میں۔ وہ اس وجہ سے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے : ذالك بانهم : کیوں؟ : قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودٰت : مَس کرنا چھونا تو وہ کہتے ہیں ہمیں آگ چھُوئے گی ہی نہیں، آگ لگے گی ہی نہیں : الا ایاما معدودٰت : سوائے چند دنوں کے۔ چند دنوں تک ہم جہنم میں رہیں گے۔ تھوڑے دنوں کے لئے ہماری سزا ہوگی۔ اپنے دین کے معاملے میں انہوں نے جو کچھ افترا پردازی کی ہے جو جھُوٹ مُوٹ مسئلے اور عقیدے اِختیار کرتے ہیں وہ اس پر غرور کرتے ہیں، اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو آگ نقصان ہی نہ دے گی۔ چھُو ہی نہ سکے گی اس لئے کہ ہم تو چھُوٹ جائیں گے جلدی۔ اور اگر سزا بھی ہوگی تو چند دِنوں کے لئے ہوگی، تو اِن کے عقائد نے، اِن کے علماء نے، اِن کے پیروں اور بزرگوں نے انہیں بے خوف کر دیا ہے اللہ تعالیٰ سے۔ اور

گناہوں نے، معصیت نے، انہیں ڈھیٹ کر دیا ہے اور اِنکے غلط عقیدے کی وجہ سے ان میں گناہ کے معاملے میں ڈھٹائی آگئی ہے۔ اپنے دین کے معاملے میں جو اِن کے عقائد ہیں اِس پر وہ غرور و تکبّر کرتے ہیں اور وہ ان کے عقائد کیا ہیں، وہ افتراء پردازی سے جھوٹ اور غلط بیانی سے بدعقیدگی کے دین پر ان کی اساس ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ ایک بات بھول جاتے ہیں: فکیف اذا جمعنھم لیوم لا ریب فیہ: وہ یہ بھول جاتے ہیں اس دن اُنکے ساتھ کیا ہوگا؟ اس دن اُنکا کیا حشر ہوگا؟ جس دِن سب کو جمع کیا جائے گا، اُس دن جس دن کے متعلق کوئی جھوٹ نہیں ہے، کوئی شک و شُبہ نہیں ہے، وہ دن آ کے رہنا ہے۔ مَالکِ یوم الدِّین ہے وہ۔ اُس دن کا مالک ہے۔ اُس دن لوگ جمع ہوں گے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے اسکی ان کو جَزا یا سَزا ملے گی: فکیف اذا جمعنھم لیوم لا ریب فیہ: تو وہ دن کیسا ہوگا اور کس طرح سے اُن پر گزرے گا؟ کیا اِن کا حشر ہوگا؟ کہ اُس دن سَب کو اللہ تعالیٰ جمع کرے گا۔ اس دن جس کے متعلق کوئی شک و شبہ کوئی جھوٹ نہیں ہے: ووفیت کل نفس: اور ہر ایک کو اس کا پورا پورا صِلہ دیا



Marfat.com

جائے گا۔ لیکن اس میں دو گروہ شامل نہیں ہیں۔ نابالغ اور دوسرے حیوانات۔ اس لئے کہ ان کے اعمال کی پُرسش نہیں ہوگی۔ ان کے لئے حساب وکتاب نہیں ہوگا۔ : کل نفس : کا مطلب ہے سارے بالغ مَرد و عورت چاہے وہ جِنّ میں ہوں یا اِنس میں ہوں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
سنفرغ لکم ایہ الثقلن ٥ : یٰمعشر الجن والانس ان...... لا تنفذون الا بسلطان ٥ : تو جن و انس کے گروہو ! میں ایک دن تمہاری طرف متوجہ ہوں گا اس دن تم زمین و آسمان کی حدوں کو پار نہیں کر سکو گے۔ تو : ووفیت کل نفس ما کسبت : جو کچھ بھی کسی نفس نے، کسی شخص نے، چاہے بالغ مَرد ہو یا عورت جو کچھ اس نے کمایا ہے' چاہے نیکی کمائی ہے، یا برائی کمائی ہے' چاہے ایمان کمایا ہے اور چاہے کُفر کمایا ہے۔ جو کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا پورا پورا اَجر دے گا۔ پورا پورا اس کا بدلہ دے گا : وھم لا یظلمون ٥ : اور کسی کے ساتھ ظلم نہیں ہوگا کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی۔

اس آیت کی جو میں نے مختصراً تفسیر آپ کو بیان کی ہے اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ ان تین ۳ آیات کا پچھلی دو آیات سے جس میں ان کے نبیوں کے قتل کا ذکر تھا کیا تعلق

تھا ؛ پہلا تعلق تو یہ کہ پچھلی آیت میں اہلِ کتاب کے عناد کا ذکر تھا کہ وہ انبیاء کو قتل کرتے تھے۔ دوسری بات اللہ نے یہ بتائی کہ وہ تو نہ صرف اپنے انبیاء کو قتل کرتے ہیں بلکہ اپنی کتاب پر اور نہ اِسکے احکام پَر عمل کرتے ہیں۔ تیسری بات یہ کہ سرکار دو عالم ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے دلداری فرمائی ہے کہ اے میرے محبوب ﷺ ! آپ ان کی کفر اور بغاوت پر اپنے دل پہ بوجھ نہ ڈالیں۔ اس لئے کہ جو انہوں نے ماضی میں کیا وہ میں نے آپ کو بتادیا کہ؛ انہوں نے اپنے انبیاء کا ناحق قتل کیا اور جن لوگوں نے انہیں اس مذموم حرکت کرنے سے منع کیا انہیں بھی قتل کر دیا اپنے مصلحین کو بھی قتل کر دیا اور اَب آپ نے دیکھ لیا کہ وہ اپنی کتابوں پر بھی بھروسہ نہیں کرتے اس سے بھی بھاگ جاتے ہیں۔ چوتھی بات یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بدعقیدہ ہونے کا اور ان کی بد اعمالیوں کا ذکر کیا۔ اَب اللہ تعالیٰ اس کی وجہ بیان کر رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان کو یہ غلط فہمی ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے، بس جائیں گے اور سیر کرکے نکل آئیں گے۔ اس وجہ سے یہ ڈھیٹ ہوگئے ہیں، اِس وجہ سے یہ اپنے گناہوں میں پختہ ہوگئے ہیں۔ اور پانچویں بات یہ

ہے کہ پہلے ماضی کے جرائم کا ذکر تھا اور اَب حال کے جرائم کا ذکر ہے جو کہ سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ ہے ۔ اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ یہ حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کی ہے۔ دو واقعے ہیں ۔ ایک دفعہ سرکار دو عالم ﷺ یہودیوں کے مدرسہ میں (اس کا نام تھا بیت المدارس) تشریف لے گئے اور وہاں یہ تمام یہودی علماء کو، طالب علموں کو، ہر ایک کو دعوتِ اسلام دی۔ اِن میں سے نعیم ابنِ عمر اور حارث بن زید دو یہودی علماء نے کہا کہ یا محمد (ﷺ)! "آپ کس دین پہ ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا: "میں دینِ ابراہیمی پر ہوں"۔ تو وہ بولے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو یہودی تھے ۔ آپ نے یہودیت کیوں اختیار نہ کی ۔ آپنے فرمایا: "ابھی ہمارے اور تمہارے درمیان میں فیصلہ ہو جائے گا۔ تم اپنی توریت لاؤ میں بتا دوں گا وہ یہودی تھے یا دینِ حنیف پر تھے۔ یا مومن تھے ، توحید پرست تھے"۔ اُس وقت وہ یہودی علماء اس بات کے لئے تیار نہ ہوئے کتاب لانے کے لئے ، تو انہوں نے کہا کہ کتاب تو آپ کو نہیں دے سکتے ۔ تو اُس وقت یہ آیتِ کریمہ اُتری ۔ اُن یہودیوں کی خرابیاں اور دین کی بدعقیدگی کو اللہ تعالیٰ نے مہر ثبت فرما دی اسکو قرآن کا حصّہ بنا دیا۔

دوسری روایت اس کی شانِ نزول کی یہ ہے ، یہ بھی

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ، اور امام کلبیؒ سے روایت ہے کہ خیبر میں یہودیوں کی بستی تھی ، سارے مالدار اور رؤسا یہودی وہاں رہتے تھے ۔ تو کسی مالدار یہودی مَرد اور عورت زنا میں پکڑے گئے ۔ توریت میں بھی زنا کی سزا ربّ تعالیٰ نے سنگسار کر دینا ہی رکھی ۔ اسلام میں اگر کوئی کنوارا ہے ، اور لڑکی کنواری ہے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اِن کو سو کوڑے مارو ۔ لیکن اگر کوئی شادی شدہ ہے تو اس کو سنگسار کرنے کی سزا ہے ۔ تو انہوں نے باوجود اس کے کہ توریت میں اِس کے سنگسار کرنے کی سزا تھی ۔ وہ چونکہ مالدار اور بااَثر تھے تو یہودی علماء اُن کو سزا نہیں دینا چاہتے تھے ۔ اور یہی خرابی پچھلی قوموں میں بھی تھی ۔ ایک قبیلے کے سردار کی بیٹی فاطمہ جو ہے وہ چوری کرتی پکڑی گئی تو کچھ عورتوں نے ان کی سفارش کی کہ آپ اِسے معاف کر دیں ۔ تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :" خدا کی قسم ! اگر فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بھی یہ کیا ہوتا تو اُسکا بھی ہاتھ کاٹتا " ۔ پچھلی قومیں اِسی لئے برباد ہوئیں کہ اللہ کے حکم کے خلاف انہوں نے امیروں اور غریبوں میں فرق رکھا تو انہوں نے بھی یہ سوچا کہ یہ امیر ہیں ، با اَثر لوگ ہیں ان کو سزا نہ دیں ۔ توریت کی سزا نہ دیں ۔ انہوں نے



Marfat.com

سوچا کہ اسلام کی سزا تو سو کوڑے ہیں اور یہ بھول گئے کہ وہ صرف کنواروں کی سزا تھی ۔ انہوں نے اس مقدمے کو حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں پیش کیا ۔ اِس اُمید سے کہ وہ کوڑوں کی سزا سے جان بخشی کردیں گے ۔ اس سے پتہ لگا کہ باوجود اس کے کہ یہودی سرکارِ دو عالم ﷺ سے عناد رکھتے تھے ۔ لیکن دل سے مانتے تھے کہ یہ اللہ کے نبی ہیں ۔ اور یہ فیصلہ قرآن کے مطابق کریں گے ۔ تبھی تو وہ ان کو لے گئے کہ قرآن کے مطابق آپ ان کا فیصلہ کردیں ۔ تو ان کا خیال تھا کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : الزانیۃ والزانی فاجلدوا : لہٰذا زانی مَرد اور زانی عورت کو سو کوڑے مارو ۔ آپ نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا ۔ اِس پر یہودی بہت طیش کھا گئے ۔ اور انہوں نے کیا سوچا تھا کہ یہاں سستے میں چھوٹ جائیں گے ۔ تو آپ نے فرمایا کہ: "اگر تم میرا فیصلہ غلط سمجھتے ہو تو تم اپنی توریت کو لے آؤ ۔" تو عبداللہ ابن سوریا جو کہ یہود کا بہت بڑا عالم تھا وہ توریت پڑھنے لگا ۔ جب وہ آیت آئی جس میں کہ سنگسار کرنے کی بات تھی تو وہاں اس نے ہاتھ رکھ لیا اور اِس کے آگے پڑھنا شروع کردیا ۔ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام اِسلام لانے سے پہلے حصام تھا اور وہ یہودیوں ، اور



Marfat.com

توریت کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے کیا کیا کہ اُس کا ہاتھ وہاں سے ہٹا دیا اور وہ آیت پڑھ دی۔ جب انہوں نے یہ آیت پڑھ دی تو اس پر یہودی بہت ذلیل ہوئے۔ اور پھر جو کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ زانی اور زانیہ دونوں کو سنگسار کرو اس پر عمل کر دیا گیا اور وہ سنگسار کر دیئے گئے۔

اس واقعے کے بعد یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت ناراض ہوئے۔ اُس وقت یہ آیتِ کریمہ اُتری کہ آپ ان کی ناراضگی کی کیوں فکر کرتے ہیں۔ ان کے باپ دادا نے انبیاء کو قتل کیا تھا اور یہ آپ کے سامنے اپنی کتابوں سے پھر جاتے ہیں۔ اِس کی خلاصۂ تفسیر کیا ہے؟ وہ یہ کہ اے محبُوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اہلِ کتاب کے روّیے پر دُکھی نہ ہوں۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے انہوں نے کیا کچھ کیا وہ میں آپ کو بتا چُکا ہوں۔ آپ پر وہ آیات نازل ہو چکی ہیں کہ یہ اپنے انبیاء کو قتل کر دیتے تھے، اور آپ کے سامنے یہ اپنی کتاب کا فیصلہ ماننے سے بھی انکار کر دیتے تھے۔ جب ان کا اپنی کتاب سے یہ معاملہ ہے کہ جہاں چاہا اس پہ عمل کیا اور جہاں چاہا اس سے اِنکار کر دیا، تو پھر یہ آپ کی کتاب پہ کیوں ایمان لائیں گے۔ اور اس ساری بداعمالیوں کا ایک سبب ہے۔

اور وہ سبب یہ ہے کہ ان کے عالم اور پیروں کی طرف سے دین میں افترا پردازی ہے۔ انہوں نے جھوٹ موٹ عقیدے گھڑ لئے ہیں۔ اور ان کے دِل میں بٹھا دیا کہ جتنے دن اُنکے باپ دادا نے بچھڑے کی پُوجا کی تھی وہ اپنے گناہوں سے اتنے ہی دِن جہنم میں رہیں گے۔ یہودی کہتے ہیں کہ ان کے بزرگ ان کو چھڑوا لیں گے۔ عیسائی یہ کہتے ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام سولی پر چڑھ گئے، اَب اس قربانی کے بعد ہم سب کے گناہ معاف ہوگئے۔ اَب تو ہم اپنے پادری کے پاس جائیں گے، وہ ہمیں معافی نامہ دیدے گا۔ تو اللہ فرماتا ہے کہ ایک دن اِنکے سب بدعقیدہ لوگوں کو اپنی اصلیت کا پتہ چلے گا، اس دن پر کوئی شک وشبہ نہیں ہے جس دن سب کے سب حساب وکتاب کے لئے جمع کئے جائیں گے۔ اس دن ہر شخص کو ان کے عمل کی پوری پوری سزا دی جائے گی۔ یا پُورا پُورا انعام دیا جائے گا: ووفیت کل نفس ما کسبت: ہرذات کو جو بالغ ہے اس کو اپنے عمل کی جزا ملے گی۔ بداعمالیوں کی سزا ہوگی، اور نیک اعمال کا انعام ہوگا۔ اور اس دِن کیا ہوگا۔ سب اُمتّوں میں سب سے پہلے بنی اسرائیل کا جھنڈا بلند کیا جائے گا۔ اور اُن سب کو اکٹھا کیا جائے گا،



Marfat.com

اور انہیں ذلیل کرکے جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔ یہ اُن اعمال کا نتیجہ ہوگا، جو تم کیا کرتے تھے۔ غرور و تکبّر کے ساتھ دنیا میں اِس کے لئے یہ تمہاری رسوائی ہو رہی ہے۔ اور یہ سزا بھی۔

حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہودیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ جہنم کے کنارے سے دوسرے کنارے کا فاصلہ چالیس سال میں طے ہوگا، اور دوسرے سرے پر جاکر زقوم کا درخت ہوگا، وہاں جاکر ان کی سزا ختم ہوجائے گی۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جہنم کے عذاب کے چار طریقے ہیں۔ • پہلا یہ کہ کافر کی قبر ہی میں جہنم کی گرمی اور بدبُو ہوگی۔ آگ ابھی نہیں آئے گی اس کی گرمی پہنچے گی اس کا تعفّن وہاں پہنچے گا۔ حشر کے روز کفّار جو ہیں وہ جہنم کی آگ سے تو دور ہوں گے، فیصلے سے، حساب سے پہلے۔ لیکن اس کی ایک چنگاری ان کے تلووں میں لگی ہوگی۔ اور اس ایک چنگاری کی اتنی تپش ہوگی کہ اس سے ان کا دماغ کھول کھول کر اُبلے گا۔ اور تیسری صورت دوزخ کے عذاب کی یہ ہے کہ بعض آگ میں داخل ہوں گے۔ اور بعض کے جسم کے اندر آگ داخل ہوگی اور وہ عذاب کا بدترین درجہ ہوگا۔



Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : تطلع علی الافئدۃ ۝ (۱۰۴:۷) : تو وہ آگ ان کے دِلوں تک پہنچ رہی ہوگی۔ اِن آیات سے کچھ اُصول مرتب ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دین کو اپنے رائے کے مطابق کوشش نہیں کرنی چاہیئے' اس لئے کہ یہ طریقہ یہودیوں کا ہے اور اس طریقے کی وجہ سے وہ کافر اور جہنمی کہلائے۔ وہ توریت کے احکام سے پھر جاتے تھے۔ ہمیں بھی عبرت پکڑنا چاہیئے "تاکہ ہم قرآن کے احکام سے رُوگردانی نہ کریں اور اس پہ اپنی من مانی رَائے پیدا نہ کریں۔ • دوسرا اصول یہ ہے کہ مومن کی عبادت پہ بات نہیں ہوگی۔ اور نہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا۔ کافر کی دنیا و آخرت دونوں میں اعمال بے کار ہو جائیں گے۔ لیکن مومن کی عبادت پہ بات نہیں ہوگی اور چونکہ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ : ووفیت کل نفس بماکسبت : اس کی نیکیوں کا اس کو انعام ملے گا • تیسری بات یہ کہ رحمتِ رب پہ اُمید جو ہے ، وہ رُکنِ ایمان ہے۔ اپنے اعمال کا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ ہماری ایک کوشش ہے۔ پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ قابلِ قبول ہے بھی یا نہیں۔ لہٰذا ہمیں بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت پہ کرنا چاہیئے۔ اور اسی لئے رحمتِ الٰہی جو ہے وہ رکنِ ایمان ہے۔ اس سے' رحمتِ الٰہی سے عار



Marfat.com

جو ہے وہ کفر ہے۔ اور یہ تصور کہ ہم سب معاف ہوجائیں گے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ضرورت ہی نہیں' نہ اُس سے ڈرنے کی ضرورت ہے۔انہی عقائد نے یہود و نصاریٰ کو نڈر کردیا ہے ،گناہوں کے معاملے میں۔ • چوتھی بات یہ ہے کہ شریعت کے فیصلے پر راضی ہونا علامتِ ایمان ہے۔بنی اسرائیل کو کس لئے کافر کہا ؟ انہوں نے نہ توریت کا کہا مانا ،، نہ اپنی شریعت کا کہا مانا ، نہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا کہا مانا ، نہ مسلمانوں کا کہا مانا ۔ دونوں سے بغاوت کی۔ • پانچواں اصول اِس سے یہ مرتب ہوا کہ یہودیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا یقین تھا' اگر نبوت کا یقین نہ ہوتا تو وہ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کرانے کے لئے ان کے پاس نہ آتے ، جب کہ ان کی اپنی کتاب' اور اپنے علماء موجود تھے ۔ • چھٹا اُصول یہ ہے کہ عالم کا گناہ جو ہے جاہل کے گناہ سے سخت تر ہے۔ اس لئے کہ اُس نے جان بوجھ کر علم ہوتے ہوئے بھی گناہ کیا بغاوت کی اللہ تعالیٰ سے ۔ یہ یہودی علماء جو ہیں جنہوں نے حق سے گریز کیا وہ سخت گنہگار تھے ۔اِس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو عذابِ الیم کی بشارت دی۔ • ساتویں بات یہ ہے کہ ،علم اور دین یہ دونوں بہت بڑی نعمت ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ومن یوتی الحکمہ فقد اوتی



Marfat.com

خیراً کثیراً : ہم نے جس کو حکمت عطا کی اس کو خیرِ کثیر عطا کی۔ تو اللہ کے دین کا علم ایک بہت بڑی نعمت ہے، اور اِس نعمت کو دوسروں تک پہنچانا چاہیئے۔ • اور ایک آٹھواں اُصول یہ بنا : عِلم بے عمل بے کار ہے، اور مُضر ہے۔ یہودیوں کو اپنی کتاب کا علم تو تھا لیکن عمل اِس کے بر خلاف کرتے تھے۔ لہٰذا وہ علم ان کے لئے بے کار اور مُضر ہوگیا۔ • نواں اصول یہ بنا کہ شکر جو ہے اللہ کی ہر نعمت کا ادا کرنا ہے۔ اللہ نے ہمیں وہ دین عطا فرمایا ہے، جو اس کو پسند ہے : ان الدین عند اللہ الاسلام : اللہ کے نزدیک دینِ اسلام ہی پسندیدہ دین ہے۔ تو ہم اِس دین میں ہیں جو اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے، اس کا شکر بھی نعمت کے حساب سے ادا کرنا چاہیئے۔ • دسواں اصول یہ ہے کہ جب ہم اپنے نیک اعمال کا ثواب کسی کو کرتے ہیں تو اس سے عمل کرنے والے کا ثواب جو ہے وہ کم نہیں ہوتا بلکہ وہ بڑھتا ہی ہے۔

نیک اعمال ایسے ہی ہیں جیسے کہ سمندر ہے، یا علم ہے یا چراغ ہے۔ اپنے علم میں سے کسی کو علم دینے سے علم نہیں گھٹتا۔ چراغ کی روشنی میں کوئی پڑھ لے تو چراغ کی روشنی کم نہیں ہوتی۔ سمندر کا پانی کوئی پی لے، اس سے کوئی نِکال



Marfat.com

لے، فائدہ اُٹھالے، تو سمندر کم نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے نیکی کا عالم ویسا ہی ہے جیسے چراغ کی روشنی ہے۔ یا علم ہے یا سمندر کا پانی ہے۔ اِس میں سے آپ نے کسی کو دے دیا تو اس میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اس سے ایک بات اور پتہ لگی کہ حضورؐ توریت کی زبان یعنی عبرانی زبان جانتے تھے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ کی زندگی تک توریت کا ترجمہ کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں نہیں ہوا تھا اور جب انہوں نے کہا کہ تم پڑھ کر سناؤ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سنانا بے کار ہوتا اگر ان کو وہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں توریت کا علم بھی عطا فرمایا تھا اور عبرانی زبان بھی علمِ لَدُنّی کے ذریعے سے ان کو عطا فرمائی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس دین کو اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت سمجھنا چاہیئے۔ اس کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور نیک اعمال کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے، لیکن اعتبار جو ہے وہ اپنی کوشش کا نہیں رب کی بارگاہ میں رحمت کا ہونا چاہیئے کہ وہ اپنی رحمت سے اُسے اپنی قبولیت عطا فرمائے اور اِس کا انعام ہمیں اپنی سخاوت سے عطا فرمائے۔

اس کی ایک تفسیرِ صُوفیانہ بھی ہے۔ اہلِ طریقت والے اِن آیات سے کیا سمجھتے ہیں۔ وہ یہ کہ عقلمند وہ ہے جو اللہ سے



Marfat.com

اُمید نہ توڑے ۔ اگرچہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں ۔ یہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی حدیث کے مطابق ہے ۔ ممکن ہے اِس کی کوئی نیکی قبول ہو جائے اور اس کی مغفرت ہو جائے ۔ تو نیکیوں کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے ، نیک اعمال کرتے رہنا چاہیئے ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے ۔ دَانا وہی ہے جو اُمید نہ توڑے ۔ حدیث شریف میں ہے ، سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ : "بعض بڑے گنہگار اس لئے بخش دیئے جائیں گے کہ وہ رحمتِ الٰہی کے اُمیدوار تھے"۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ : "صدقِ دل سے کلمہ پڑھنے والے کو انشاء اللہ موت اور قبر کی وحشت اور قیامت کی گھبراہٹ نہ ہوگی جس نے صدقِ دل سے کلمہ طیّبہ پڑھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" اور صدق کا معیار کیا ہے ؟ صدق کا معیار یہ ہے کہ کوئی عوامل زندگی میں ہوں، چاہے وہ مال کی محبّت میں ہو، چاہے وہ آل و اولاد کی محبّت یا نفس کی کشش ہو، چاہے مراسم اور تعلقات ہوں ۔ کوئی چیز بھی آپ کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حائل نہ ہونے پائے اور آپ کا ہر عمل جو ہے اس کی نیت کم اَز کم آپ کی ہو کہ میرا ہر عمل اللہ اور اس کے رسُولؐ کی اطاعت میں ہو ۔ یہ ہے صِدق ۔ صدقِ دل سے کلمہ پڑھنے والے کو



Marfat.com

اِنشآءَ اللہ موت اور قبر کی وحشت اور قیامت کی گھبراہٹ نہ ہوگی اور وہ قبروں سے خاک جھاڑتے ہوئے اُٹھیں گے۔ اور کہیں گے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم سے خوف اُتار دیا ہے۔ رحمت کی طمع ہوگئی ہے رحمت سے اُمیدیں لگ گئی ہیں۔ ایمان کی ایک علامت یہ ہے کہ انسان چاہے کتنا ہی نیکوکار ہو وہ اپنے ربّ سے بے خوف نہ ہو۔ خشیتِ الٰہی ہر وقت طاری ہو۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ سے فرمایا کہ: "اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! تم اس خیال میں نہ رہنا کہ تم اللہ کے رسول کی بیٹی ہو۔ اگر تم خطا کروگی تو تمہارا باپ تمہیں نہیں بچا سکے گا۔ تم اللہ سے ڈرو۔ تو وہ شفیعُ المذنبین جو ساری اُمّت کی شفاعت فرمائیں گے انہوں نے بھی اپنی بیٹی کو خشیتِ الٰہی کی تعلیم دی۔

تو اے عزیزانِ محترم۔ علامتِ ایمان یہ ہے کہ چاہے کتنا ہی نیکوکار کیوں نہ بن جاؤ۔ اپنے ربّ سے بے خوف نہ ہو۔ اِس لئے کہ یہ نہیں پتہ کہ نامعلوم کس گناہ پر پکڑ ہو جائے۔ ایک بزرگ جا رہے تھے، راستے میں، اور اُن سے آگے آگے ڈاکو جارہا تھا۔ اور اس کی غلط فہمی میں شکل ان سے ملتی جُلتی تھی۔ ڈاکو تو نکل گیا لیکن اِن کو پکڑ لیا اور اُسکی



Marfat.com

پھانسی کا حکم ہوگیا۔ پھانسی پر لٹکانے لگے تو اِس نے کہا۔
اے میرے ربّ! میں نے بھی تو تجھ سے بڑی وفاداری کی۔ بڑی عبادتیں کیں، بڑے سجدے کئے، اور تم نے مجھے یہ صلہ دیا کہ مجھے پھانسی لگ رہی ہے۔ اور وہ بھی بغیر کسی جرم کے۔ خطاکار تو وہ ڈاکو تھا جو بھاگ گیا۔ مجھے تو ویسے ہی پکڑ لیا اِن لوگوں نے۔ مجھے پھانسی لگ رہی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تجھے یاد ہے کہ جب تُو جوان تھا تو تُو چیونٹوں کو پکڑ کر یخ میں زندہ لگاتا اور یخ کو آگ سے گزارتا تھا اور اس کو زندہ جلاتا تھا کیا اس وقت تجھے خیال نہیں آیا کہ تو اللہ کی مخلوق کا بے رحم قاتل ہے۔ آج جو کچھ تیرے ساتھ ہو رہا ہے۔ وہ اِس سے تو کہیں کم ہے جو تُو نے اس کے ساتھ کیا۔ وہ بھی میری مخلوق تیری طرح سے ہے۔ تو انسان کو چاہیئے کہ ہر وقت وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔ ہر وقت اس سے رحم طلب کرتا رہے اس لئے کہ تمام نیکیوں کے باوجود یہ نہیں پتہ کہ کون سے گناہ میں ہماری پکڑ ہو جائے۔ یہ بھی نہیں پتہ کہ کون سا چھوٹا سا عمل وہ اس کا اتنا قبول ہو جائے کہ اس کی وجہ سے اس کی مغفرت ہو جائے۔

زبیدہ جو ہارون رشید کی بیوی تھی۔ اِس نے ایک نہر



Marfat.com

کھدوائی ۔ایک دن اُسکو خیال ہوا کہ میں نے نہر کھُدوائی ہے۔ بہت سے لوگوں کو پینے کا پانی مل گیا، بہت سی چیونٹیاں سیراب ہوگئیں، شاید اللہ تعالیٰ اس کے اَجر میں میری مغفرت فرما دے ۔ رات اس نے خواب میں دیکھا کہ : کسی بزرگ نے فرمایا : زبیدہ ! تجھے اللہ تعالیٰ نے اس نہر کی وجہ سے نہیں بخشا، بلکہ وہ ایک پیالہ پانی جو تونے کسی پیاسے فقیر کو پلایا تھا۔خلیفہ کی بیوی ہوتے ہوئے ۔ تو نے دیکھا کہ یہ پیاسا ہے تو تم نے اِس کو ایک پیالہ پانی پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ عمل تمہارا اتنا پسند آگیا اور اُس نے اِس وجہ سے تمہاری مغفرت فرمادی ۔ اس میں ایک جذبۂ خدمت تھا ۔ ایک جذبہ تھا خشیتِ الٰہی کا۔ نہر کھُدوانے میں اس کی ریاست اور عوامل کا استعمال تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خلوص کو اس کے عمل کو اس کی انسان دوستی کو پسند فرمایا ۔اور اس کو مغفرت کا بہانہ بنا دیا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب منہاج العابدین میں لکھا ہے کہ : توبہ کے تین مراحل ہیں، مقدمات ہیں ۔ پہلی بات تو یہ کہ اپنے گناہ کو انتہائی بُرا جاننا ۔ اور ربّ تعالیٰ کی، اُس کی سزا کو یاد رکھنا کہ ہمارے اعمال بہت برے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان اعمال کی سزا دے سکتا ہے ۔ اور اپنے کو

انتہائی کمزور اور ضعیف سمجھنا۔ اس کا اندازہ یہ کرنا کہ ذرا سی دھوپ ہوجاتی ہے تو وہ گرمی ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہوجاتی ہے۔ تو اس جہنم کی آگ ہمیں کیسے برداشت ہوگی۔ جس کی صرف ایک چنگاری قدموں کے نیچے آجائے تو دماغ کھول جاتا ہے۔ تو توبہ کے عناصر میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے گناہ کو انتہائی بُرا جانے اور ربّ تعالیٰ کی انتہائی سزا کو یاد رکھنا۔ اور اپنے کو انتہائی کمزور اور ضعیف سمجھنا۔ جب عام انسانوں کو صرف کڑک دھوپ، اور ایک سپاہی کی چپت برداشت نہیں ہوتی، تو دوزخ کی گرمی اور فرشتوں کے ہتھوڑے کس طرح برداشت ہوں گے۔

اے عزیزانِ محترم حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ: گناہوں کی زندگی سے موت بہتر ہے۔ اور بدکاری کی بیداری سے غفلت کی نیند بہتر ہے۔ اس لئے کہ جس دکان میں گھاٹا ہو، جس کاروبار میں نقصان ہو اس کو بند کرنا ہی بہتر ہے، اگر جاگنے میں بد اعمالیاں ہورہی ہیں تو فلاح سونے میں ہے۔ اور احتساب اعمال کا ہوگا۔ اتفاق کا ہوگا، نسب کا نہیں ہوگا۔ یہودیوں کا ایمان یہ ہے کہ وہ بڑے نسب والے ہیں۔ پیغمبروں کی اولاد ہیں، حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں اس وجہ



Marfat.com

سے ہمارا احتساب نہیں ہوگا ۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کچھ تم کماتے ہو، اس کا حساب کتاب ہوگا ۔ اس کی جزا اور سزا ہوگی ۔ اور قطعی اس میں کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا ۔ حق کے ساتھ کیا جائے گا ۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ ہمارے ایمان کو سلامت رکھے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خشیتِ الٰہی عطا فرمائے ، اور ہماری ساری مغفرت کی اُمیدیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے وابستہ کرے ، اللہ تعالیٰ کبھی ہمیں اپنی رحمت سے مایوس نہ فرمائے اس دُنیا میں برے حالات جو ہیں اس میں ہمارے قدم نہ ڈگمگائیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے، اور ان اعمال کو اپنی کریمی اور رحیمی سے قبول فرمائے ، اور ہمارے لئے ذریعۂ نجات فرمائے ۔

وآخر داعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٥



Marfat.com

پارۃ تلک الرسل سورۃ آل عمران

آیات نمبر ۲۶ تا ۲۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰه

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ
تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ
مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِكَ
الْخَیْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۶﴾
تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی
الَّیْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ
الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ
بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

یُوں عرض کر ، اے اللہ ملک کے مالک تُو
جسے چاہے سلطنت دے ، اور جس سے



Marfat.com

چاہے سلطنت چھین لے ، اور جسے چاہے
عزّت دے ، اور جسے چاہے ذِلّت دے۔
ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے ۔ بے شک
تو سب کچھ کرسکتا ہے ﴿۲۶﴾ تُو دن کا حصّہ رات
میں ڈالے اور رات کا حصّہ دن میں ڈالے،
اور مُردہ سے زندہ نِکالے اور زندہ سے مُردہ
نِکالے اور جسے چاہے بے گنتی دے۔﴿۲۷﴾

میں نے آج ۲۶ ، اور ۲۷ ، آیات سورۂ آلِ عمران کی
تلاوت کی ہے ۔ ۲۳ سے لے کر ۲۵ تک تین آیات کی
تفسیر میں پچھلی محفل میں آپ کی خدمت میں پیش کر چکا
ہوں ۔ ان تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اور
اہل کتاب کی بغاوتوں کا ان کے مُرتد ہونے کا ذکر کیا ہے
اور اس کی وجہ بھی بیان کی ہے کہ کیوں انہیں بغاوت میں
اتنی بے باکی آگئی ہے ۔ اور کس وجہ سے وہ اللہ کی آیات کو
چھپاتے ہیں ۔ دنیا کے اثاثوں ، زر و سیم ، آل اولاد ، مویشی
جانور، کھیتی باڑی ، باغات ان چیزوں پہ اِتراتے ہیں ، اور
اللہ سے وہ دُور ہوگئے ہیں اُس کے باغی ہوگئے، اُس کی

آیات کو جُھٹلاتے ہیں ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اس قدر کتاب ہم نے عطا کی ان کو جو کچھ ان کے حصّے میں ملا ۔ اس پر بھی وہ عمل نہیں کرتے اور اگر ان کے آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کے لئے ان کو ان کی کتاب کی طرف بلاتے ہیں ، تاکہ ان پر انصاف کیا جائے ان کے معاملات سُلجھائے جائیں ۔ تو وہ اپنی کتاب پر بھی عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں ۔ جو اس کتاب سے منہ پھیر لیتے ہیں ۔ جیسے خیبر کے یہودیوں نے منہ پھیر لیا تھا ۔ جب زنا کا مقدمہ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہِ عالی میں پیش ہوا اور وہ لوگ جو ہیں وہ اللہ اور اللہ کے احکام سے بھاگتے ہیں اور یہ ان میں بیزاری اور بے حسی اور بے باکی اللہ کے خلاف اس لئے پیدا ہوا کہ ان کے علماء نے ، ان کے بزرگوں نے غلط عقیدوں سے ان کا ایمان خراب کر دیا وہ سمجھتے ہیں کہ کیا ہے دنیا میں عیش کرتے رہو ۔ اللہ کی نافرمانی کرتے رہو تو کیا ہوگا ؟ زیادہ سے زیادہ چند دِنوں کے لئے ہم جہنم کا عذاب چکھیں گے ، قبل اس کے کہ وہ عذاب ہمارے جسم کے اندر پہنچے ہم اس سے نکل بھی جائیں گے ۔ اور جو کچھ انہوں نے افتراء پردازی کر لی ہے ، جو کچھ اپنی طرف سے مَن گھڑت



Marfat.com

عقیدے تیار کرلئے ہیں، اس پر غرور کرتے ہیں۔ اور بہکے ہوئے ہیں وہ اِس بات سے غافل ہیں کہ ایک وہ دن آئے گا جس میں کوئی شک نہیں، جس دن سارے لوگ جمع کئے جائیں گے۔ اور ہر ایک کو جو کچھ اس نے دنیا میں کمایا ہے۔ اس کی جزا ملے گی۔ اگر نیکی کی ہے تو اس کا ثواب ملے گا اور اگر برائی کی ہے تو اِس کا عذاب مِلے گا۔ اگر کفر کیا ہے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم ہوگا۔

اے عزیزانِ محترم اگلی آیاتِ مبارکہ ۲۶، اور ۲۷ ہیں، یہ آیات دُعائیہ ہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہمیں سکھائی گئی ہے۔ جو پہچان ہمیشہ ضد سے ہوتی ہے۔ روشنی ہوگی تو اندھیرے کی پہچان ہوگی۔ اگر اندھیرا ہی اندھیرا ہو تو روشنی کی پہچان ہوگی۔ اگر کفر ہے تو کفر کی پہچان ایمان سے ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اپنی حمد وثناء سکھائی، اپنی تسبیح وتہلیل سکھائی اپنی قدرت کا بیان سکھایا۔ تاکہ مومنین جو ہیں، جو اللہ پہ ایمان لاتے ہیں، وہ سرکار دوعالم ﷺ کے اطاعت گزار ہیں، وہ مطیع و فرمانبردار ہیں، وہ حمد وثناء کرکے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرکے، اس کی پاکیاں بیان کرکے خُود کو ممتاز کریں ان کفار سے جو بغاوت میں سرشار ہیں۔



Marfat.com

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ : قل اللّٰھم مالك الملك:
قُل، اے میرے محبوب ! آپ کہہ دیں : اللّٰھم مالك الملك :
اِس میں بہت ہی نُکتے ہیں، فراست کے اور حکمت کے ۔
ایک تو دُعا کے لئے اور وظیفے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اِذن
عطا فرمایا ہے ۔ تو آپ کہہ دیں اِس سے پتہ لگا کہ کسی کے
حکم سے، کِسی کی اجازت سے اگر آپ کوئی دُعا کریں، یا
وظیفہ پڑھیں تو اس کے اثرات بہتر ہوتے ہیں ۔ اسکی قبولیت
زیادہ ہوتی ہے، اور اِسی سے اُصول بنا ہے "اجازت الشیخ"۔
سرکار دو عالم ﷺ کے معلم کون تھے ؟ وہ تو معلّمُ الکائنات
تھے، ان کا معلّم اللہ تعالیٰ تھا ۔ ان کا شیخ اللہ تعالیٰ ہے،
ان کی ہدایت کرنے والا، سکھانے والا، بتانے والا کون ہے؟
وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک وظیفہ بتا رہا
ہے ۔ اور اِسی اُصول کی اِتّباع جو ہے وہ سرکارِ دو عالم ﷺ
کے اُمتّی کرتے ہیں کہ وہ اپنے شیخ کی اجازت سے دُعائیں،
اور وظیفے پڑھتے ہیں ۔ تاکہ ان کی قبولیت زیادہ ہو ۔ دُعا تو
ہر ایک کی قبول ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ مجیبُ الدعوات ہے ۔
لیکن کسی اللہ کے پیارے کے کہنے سے کچھ آپ پڑھیں تو
اس کی مقبولیت اور محبوبیت جو ہے اس کی کچھ اور ہی ہوتی ہے ۔



Marfat.com

اللّٰھم مالك الملك : جتنی حکومتیں ہیں ، سلطنتیں ہیں ،ملکیتیں ہیں ان سب کے مالک آپ ہیں ۔ مالک کون ہوتا ہے ؟ مالک وہ نہیں ہوتا جس کے قبضے میں کوئی چیز ہے کوئی کرائے دار میرے گھر میں آجائے اور وہ قبضہ کر لے' اس کے بعد وہ یہاں سے نہ نکلے تو اس کا مالک نہیں ہو جائے گا ۔ اس کی ملکیت کا ایک امتحان ہو گا ۔ اگر وہ یہ گھر کسی کو دے سکے ۔ بغیر کسی رکاوٹ کے' بغیر کسی قانونی رکاوٹوں کے' تو پھر وہ مالک ہے ۔ وہ کام وہی کر سکتا ہے جس کا وہ مقام ہے ۔ وہ نہیں کر سکتا جس نے اس پر قبضہ کیا ہوا ہے ۔ یا جس کے تسلط میں ہے ۔ تو مالک الملک کی شان کیا ہے ؟ کہ وہ مالک ہے جسمانی سلطنت کا ، رُوحانی سلطنت کا' وہ کسی کو بادشاہ بناتا ہے ، کسی کو نبی بناتا ہے' کسی کو سیّد الانبیاء بناتا ہے ، کسی کو سیّدِ اصفیاء بناتا ہے' کسی کو غوث بناتا ہے ، کسی کو قطب بناتا ہے ، کسی کو ابدال بناتا ہے ، کسی کو کسی چھوٹی سلطنت کا بادشاہ بناتا ہے ، کسی کو شہنشاہ بناتا ہے ۔ تو یہ رب کی خصُوصیت ہے ۔ کون ہے ؟ مالك الملك : اللہ تعالیٰ ہے ۔ جو ظاہری اور باطنی ، جسمانی اور روحانی ہر سلطنت کا مالک ہے ۔ اور اس کے مالک ہونے کا ثبوت کیا

ہے؟ وہ دے سکتا ہے اور چھین سکتا ہے۔ یہ خصوصیت صرف مالک کی ہوتی ہے۔ تو : توتی الملك من تشاء : وہ جس کو چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ یہود و نصاریٰ اپنے اقتدار پہ اپنے مال و دولت پہ تکبّر کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام جو کہ مکّہ مکرّمہ سے ہجرت کرکے آئے تھے۔ اپنا سب کچھ چھوڑ کر، اُنکی غربت اور افلاس کا تمسخر اڑاتے تھے۔ اور جب سرکارِ دو عالم ﷺ کو جبرائیل علیہ السلام یہ وحی دیتے تھے کہ صرف مکّہ ہی نہیں بلکہ دُنیائے عرب کے دوسرے ممالک بھی مسلمانوں کے زیرِ نگیں ہوں گے۔ تو کہتے ہیں یہ بھوکے، مفلس جو ہیں اِن کے ساتھی اتنے طاقت ور بادشاہوں کی سلطنت لینے کی سوچ رہے ہیں تو اللہ فرماتا ہے کہ سلطنتیں تو اللہ کی ملکیتیں ہیں۔ جو لوگ ان پہ قابض ہیں ان کی ملکیت نہیں ہیں۔ اور اسکی قدرت میں یہ ہے کہ وہ جس کو چاہے وہ سلطنت دے، اور جس کو چاہے اس سے لے لے۔ وہ جو طاقتور تھے۔ وہ صاحبانِ مُلک تھے، ان سے چھین کر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دے دی سلطنت۔ دولت بھی آئی اور حکومت بھی آئی۔ جب مسلمانوں کے اعمال خراب ہوگئے، اور انہوں نے بنی اسرائیل جیسی حرکتیں کرنا شروع کر دیں اللہ تعالیٰ کے احکام



Marfat.com

کا تمسخر اڑانا، اِس کے بالکل برعکس کام کرنا۔ ملوکیت کرنا۔ ملوکیت کے ساتھ صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے بے نیاز ہوجانا، تو اللہ نے اِن سے اقتدار چھین لیا اور دوسروں کو دیدیا، یہ اللہ تعالیٰ دنیا میں دِکھاتا رہتا ہے کہ اصلی مالک میں ہی ہوں اقتدار کا۔ اور چاہے وہ رُوحانی اقتدار ہو، اور چاہے وہ مادی و دُنیاوی اقتدار ہو۔ جہاں تک رُوحانی اقتدار کا تعلق تھا جب تک ربّ کا جی چاہا، جب تک اس کی رَضا تھی، اس نے بنی اسرائیل میں نبوّت رکھی، لیکن جب اسکی مرضی آئی، جب منشائے ایزدی میں تبدیلی آئی تو وہ نبوت، وہ روحانی سرداری جو ہے وہ بنی اسماعیل میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادی۔

تو اِس بات پہ کوئی جھگڑا نہیں کرسکتا۔ کوئی اعتراض نہیں کرسکتا : قل اللھم مالك الملك توتی الملك من تشاء تنزع الملك ممن تشاء : تو یہ باطنی اور ظاہری حکومتیں، سلطنتیں اور اِقتدار، اور تصرفات تک کی بات نہیں ہے بلکہ عزّت و آبرُو بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے : وتعزمن تشاء وتذل من تشاءؕ : وہ جس کو چاہتا ہے عزّت دے دیتا ہے، طاقت دے دیتا ہے۔ عزّت عربی میں طاقت کو کہتے ہیں : وللہ العزت جمیعا:



Marfat.com

ساری طاقتیں ، ساری عزّت : اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ۔ تو جس کو چاہے عزّت دے دیتا ہے ، اِقتدار دے دیتا ہے اور : وتذل من تشاءُ : اور جس کو چاہے وہ ذلّت عطا فرما دیتا ہے ، جس کو چاہے وہ بے اختیار کر دیتا ہے' بیچارہ دبے کس بنا دیتا ہے ۔ مجبور بنا دیتا ہے وہی شخص کبھی جابر ہوتا ہے ، کبھی حاکم ہوتا ہے ۔ ایک دن ایک صدر ہوتا ہے اور پلک جھپکتے ہی دوسرے دن پتہ لگا کہ وہ صَدارتی مَحل سے چلا گیا یہ سب اللہ کے کام ہیں ، چوتھی صفت اِس کی کیا ہے پہلی بات تو یہ کہ مالك الملك ہے' دوسرا یہ ہے توتی الملك من تشاء ، اور تیسری : وتعز من تشاء وتذل من تشاءُ : اور چوتھی کیا ہے ؟ : بیدك الخیر : اس کے ہاتھ ہیں سَاری بھَلائیاں ساری تدبیریں ، ساری قدرتیں سب کچھ ہے ' ساری خوبیاں اِسی کے ہاتھ میں ہیں ، چاہے وہ عزّت ہو' چاہے دولت ہو ۔ ساری نعمتیں' چاہے وہ ظاہری ہوں' چاہے وہ باطنی ہوں ، چاہے وہ سلطنت ہو' چاہے باطنی تصرّفات ہوں ۔ چاہے حکومت کی شان و شوکت ہو' چاہے انوار کی تجلیات ہوں ۔ جو کچھ ہے وہ اسی کے دستِ قدرت میں ہے ۔ جس کو چاہے عطا کر دے جس سے چاہے چھین لے ۔



Marfat.com

انک علیٰ کل شیءٍ قدیرo : بے شک اَے میرے رب تو ہر چیز پر قادر ہے ۔ تو جونہی مسلمان یہ دُعا پڑھتے ہیں : قل اللّٰھم ملک الملک ...... کل شیءٍ قدیرo : تو رب کی حمد و ثناء بھی کرتے ہیں اور اہل کتاب کو ان کے اعتراضات کے تکبّر کا جواب بھی دے دیتے ہیں ۔ اے عزیزانِ محترم ! یہ ایک بہت ہی مقبول دُعا بھی ہے ۔ اس سے پتہ یہ لگا کہ دُعا کے مختلف طریقے ہیں ۔ ایک تو آپ اپنی حاجت کھُل کر کے بیان کر دیں ۔ دُنیا کا بھی طریقہ یہی ہے کسی کے دَر پر دستک دی ۔ اور کہا کہ مجھے ملتان جانا ہے ، میرے پاس پیسے نہیں ہیں مجھے پیسے دے دیں ۔ دوسرا یہ کہ اپنی بے چارگی کا بیان کر دیں کہ میرے پاس وسائل نہیں ہیں آپ میری مدد کریں ۔ اور براہِ راست مانگ لیں ۔ تیسری بات یہ ہے کہ طریقہ یہ ہے کہ جس سے مانگ رہے ہیں اس کی تعریف کریں ۔ آپ سخی داتا کرم فرمائیں ۔ چوتھا طریقہ یہ ہے کہ انکے جو پیارے ہیں ان کے لئے دُعا کریں ۔ اللہ تعالیٰ آپکے بچّوں کو سلامت رکھے ۔ تو اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا کیا ہے ؟ وہ سرکار دو عالمؐ ہیں تو دعا کے دو مقبول طریقے ہیں ایک حمد و ثناء ہے وہ بھی دُعا کے طور پر استعمال ہوتی ہے اور ایک درود شریف ہے اور

اس کے علاوہ اور بہت سارے۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ جن دعاؤں کے الفاظ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیئے ہیں تو وہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کہ ایک بااِختیار حاکم کسی سے کہے کہ ایسی درخواست بناکر لاؤ جو منظوری کی طرف اِشارہ کرے۔ تو اس لئے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے الفاظ کی دعائیں، چاہے وہ استغفار کی ہوں چاہے حمد و ثناء کی ہوں یا سرکارِ دوعالمؐ کی بتائی ہوئی دعائیں جو ہیں وہ مستجاب الدعوات ہوتی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ مبارکہ کو ختم کیا: انك علی كل شیءٍ قدیرہ: اور اس کی مثالیں جو ہیں اگلی آیت نے بنائیں کہ وہ چیزیں جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ وہ ہم ایک دوسرے سے نکالتے ہیں۔ رات کی ضد دن ہے اُجالا ہے، زندگی کی ضد ہے موت۔

تو ہم ضدّین میں سے ایک دوسرے کو نکال دیتے ہیں مثلاً تولج الیل فی النہار و...... الیلؔ: تولج، کہتے ہیں تنگ جگہ سے نکلنا، کسی دشوار گزار راستے سے نکالنا۔ تو مَیں اے ربّ تیری ہی وہ ذات ہے (یہ اِسی دُعا کا حصّہ ہے) اسی حمد و ثناء کا حصّہ ہے۔ اے ربّ کریم تیری وہ ذات ہے کہ وہ تو صبح دن کے اُجالے میں سے رات کو نکالتا ہے۔ دن کو ختم کر دیتا

Marfat.com

ہے اور اس پر اندھیرا غالب کر دیتا ہے اور : وتولج النھار فی الیل : اور تیری یہ بھی قدرت ہے کہ رات کے اندھیرے میں سے تو دن کی روشنی کو نکالتا ہے ، شفق پھوٹتی ہے ، صبحِ صادق ہوتی ہے ، صبحِ کاذب ہوتی ہے ، طلوعِ آفتاب ہوتا ہے اور پھر غروبِ آفتاب ہوتا ہے ۔ اور اسی طرح سے تیری شان یہ ہے : وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحیّ : مُردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے ۔ بیج جو ہے وہ مُردہ ہوتا ہے ۔ اِس میں سے وہ ہرا پودا نکالتا ہے ؛ درخت بناتا ہے ؛ پھل دار بناتا ہے ۔ پھر اِس میں سے بے جان چیزیں نکلتی ہیں ، پھر اِس میں سے جاندار چیزیں نکلتی ہیں ۔ انسان کا بھی یہی مسئلہ ہے ۔ انسان جو ہے وہ ماں باپ کے نطفے سے ، جو بے جان ہوتا ہے ، اللہ تعالیٰ جاندار انسان بناتا ہے ۔ اِس زراعتی زندگی سے حیاتی زندگی عطا فرماتا ہے ۔ پھر موت عطا فرماتا ہے پھر اس کے بعد دوبارہ اِس مُردے کو زندہ کرتا ہے ۔ زندہ کو مُردہ ، مُردے کو زندہ کرتا ہے ۔ تو یہ اسکی شان ہے : تخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی : وہ تیری ، وہ شان ہے کہ تو زندہ سے مُردہ کو نکالتا ہے ، اور مُردہ چیزوں سے زندہ چیزوں کو نکالتا ہے ، یہ گھاس سُوکھ جاتی



Marfat.com

ہے ، مُردہ ہو جاتی ہے پھر بارش آتی ہے پھر اس کی کونپلیں پھوٹ جاتی ہیں ، پھر ہری بھری آجاتی ہے ۔ درختوں کا یہی حال ہے بیج کا یہ حال ہے، انسانوں کا یہی حال ہے : وترزق من تشاء بغیر حساب : اور جس کو چاہے تو رزق دیتا ہے بغیر حساب کے ۔ بغیر حساب کا مطلب یہ ہے، جیسے اِس کے بھی کئی معنی ہو سکتے ہیں ۔ کہ توقع سے زیادہ ، ایسے ذرائع سے، ایسی جگہوں سے ، جہاں سے اُمید نہ ہو ۔ ایسی شکل میں، ایسی مقدار میں ، جس کی توقع نہ ہو ۔ یہ ساری چیزیں جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے ۔ اَب ان آیات سے آپ کو تعلق ظاہر ہوگیا ہوگا ۔

پچھلی آیتِ مبارکہ سے دوبارہ اس کا اعادہ کردیتا ہوں۔ پچھلی تین آیتوں میں کافر و مشرک کی سرکشی کا ذکر تھا ۔ اَب مسلمانوں کو حمد و ثناء سکھائی جا رہی ہے ۔ تاکہ فرق ظاہر ہو مومن اور کافر میں ۔ اہلِ یہود کی دُنیا کی نگاہ جو تھی وہ دُنیا مال و دولت پر تھی ۔ اور یہ عالم تھا کہ وہ صحابہ کرام کی غربت کو حقارت سے دیکھتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب کچھ اِسی رب کا ہے ۔ اور وہ چاہے جس سے لے کر کسی اور کو دے دے ۔ اس لئے کہ مالکِ حقیقی وہی ہے ۔ یہودی جنّت کو اپنی



Marfat.com

میراث سمجھتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ ان کو بتاتا ہے کہ یہ دنیا جس کے تم حکمران ہو ۔تمہاری سلطنتیں، حکومت اور دولت یہ تم سے چھین کر کسی اور کو دی جائے، جس پہ تمہارا استحقاق نہیں ہے تو جنت پر تمہارا استحقاق کیسے ہوسکتا ہے ۔ جو خالی چیز ہے ، اس تک تمہارا استحقاق نہیں ہے وہ بھی تم سے چھین کر کسی اور کو دی جاسکتی ہے ۔ تو وہ جنّت جو باقی ہے اس پر تمہارا استحقاق ہمیشہ کے لئے کیسے ہوسکتا ہے ۔

اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ غزوۂ خندق جس کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں اس کے موقع پہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو جو جنگ میں شامل تھے ۔ ہر ایک کو ۴۰ گز زمین عطا فرمائی کہ یہاں تک ہر بارہ آدمی خندق کھودیں ۔ بارہ آدمیوں کے گروہ میں حضرت عمرو بن عوفؓ تھے ۔ اور انہوں نے روایت کی ہے کہ : وہ خود اور حضرت سلمان فارسیؓ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ چار مہاجر اور چھ انصاری ایک جگہ کھدائی کر رہے تھے ۔ کھدائی کرتے کرتے ایک سخت پتھر آگیا اور کدال ان کا بے کار ہوگیا لیکن بہت کوشش کے باوجود پتھر نہیں ٹوٹا ۔ حضرت سلمان فارسیؓ جو مقربینِ بارگاہِ رسالت میں سے تھے وہ سرکار دو عالم ﷺ



Marfat.com

کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ نے عرض کیا کہ ہم خندق کھود رہے تھے لیکن خندق میں ہمیں ایک ایسا پتّھر ملا ہے جس نے ہمارے کُدال کو بے کار کر دیا لیکن وہ پتّھر نہیں ٹوٹا۔ سرکار دو عالم ﷺ تشریف لے گئے اور حضرت سلمان فارسیؓ کے ساتھ خندق میں اُتر گئے اور آپ ﷺ نے ایک کُدال اس پتّھر پہ ماری تو کُدال جب پتّھر پہ پڑی تو اس میں سے ایک سفید ریشمی روشنی نمودار ہوئی اسی طرح جیسے اندھیرے میں ایک چراغ روشن ہوگیا۔ اور اس روشنی کو دیکھ کر سب نے اللہ اکبر کہا؛ تکبیر پڑھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "مجھے ہیروں کے محل دکھائے گئے ہیں"۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دوسری چوٹ ماری، کُدال کی، پھر وہ روشنی سفید اس میں سے نکلی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "مجھے شام کی زمین دِکھائی گئی ہے"۔ پھر تیسری بار آپ ﷺ نے کُدال ماری؛ پھر روشنی ہوئی۔ تو آپؐ نے فرمایا: "مجھ پر صنعاء کے محل ظاہر ہوئے ہیں"۔ تو تین دفعہ آپ کی ضرب پڑی تو وہ پتّھر ٹوٹ گیا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے، جو وہاں صحابہ کرام موجود تھے اُن سے فرمایا کہ: "مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے



Marfat.com

کہ میری اُمّت کی سلطنت اِن سب پر ہوگی ۔مسلمان جو تھے
وہ خوش ہوئے اِس بات سے اور ان سب نے الحمد للہ
کہا۔ جوان میں منافقین تھے وہ ہنسنے لگے۔ وہ کہنے لگے یہ
بھوکے مفلس غریب صحابہ جب اتنے بے چارے اور بے کس
ہیں کہ اپنی حفاظت کے لئے چھپتے پھرتے ہیں، خندقیں کھودتے
ہیں اور خواب دیکھتے ہیں کہ کسریٰ ، روم ، شام کے ، یمن کے،
وہ تو بڑی طاقت ور سلطنتیں ہیں یہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے
تو یہ اِن سلطنتوں پر کیسے قبضہ کریں گے ۔ اس وقت اللہ تعالیٰ
نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی ۔ یہ سب اللہ کا ملک ہے جس
کو چاہے دے دے ۔ اور سرکارِ دو عالم ﷺ نے جب مکہ فتح
کیا تھا تو اس وقت بھی فارس، یمن اور شام کی فتح کی خوشخبری
سنائی تھی ۔ میں نے جیسے عرض کیا کہ قل تفسیر میں پہلا لفظ
ہے یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہیں جب رب کے الفاظ ہوں
اور مومن کی زبان ہو تو اس میں عاجزی زیادہ ہوتی ہے ۔ اَللّٰھم
جو ہے اس کے تین اجزاء ہیں ۔ اے اللہ تعالیٰ سب کچھ نعمتیں
تیرے ہی ہاتھ میں ہیں لیکن کثرتِ استعمال کی وجہ سے وہ اَللّٰھم
ہو گیا ۔ اور اللہ کے ساتھ یہ مِیم جو لگا ہوا ہے ۔ یہ اللہ کے نام
اسماء کو ذات و صفات کے تمام اسمائے حُسنیٰ کی طرف اشارہ



Marfat.com

کتا ہے ۔ جو تم سے شروع ہوتے ہیں جیسے مالک ، جیسے
متان ، جیسے مقتدر ، جیسے مجید ، جیسے معید اور مقیت ۔ جب
اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کو کسی نے پکارا جب آپ نے
اللہ کہا تو اس کے ساتھ درحقیقت آپ نے اللہ تعالیٰ کے
سارے اسم صفات جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ وابستہ
ہیں ان سب کو پکارا ۔ اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ جو
دوسروں کو دے سکے ۔ درا صل وہی حقیقی مالک ہے : بیدک
الخیر : ید ، کا مطلب ہاتھ ۔ لیکن یہاں دستِ قدرت مطلب
ہے ۔ اور خیر کا مطلب ہے ، ہدایت ، ایمان ، عرفان ، نبوت
سلطنت ، مال و دولت ۔ جیسے میں نے کہا ظاہر و باطنی
حکومت ، سلطنت دونوں : یخرج الحی من المیت .... من الحی :
جسم کی زندگی اور موت اور ہے ، رُوح کی کچھ اور ہے ،
سبزہ اور جسم کی کچھ اور ہے یہ ہو سکتا ہے کہ اعضاء مُردہ
ہو جائیں ۔ لیکن جسم ابھی زندہ ہو ، موت نہ آئی ہو ۔ اس کی
مثال کیا ہے ، آنکھ کی بینائی چلی گئی تو آنکھ مُردہ ہو گئی ۔ کان
مُردہ ہو گیا ۔ زبان کی گویائی چلی گئی تو زبان مُردہ ہو گئی ۔ خدانخواستہ
ہاتھ یا پیر فالج زدہ ہو گئے تو وہ مُردہ ہو گئے ۔ تو چاہے
وہ قلب ہو ، رُوح ہو ، یا جسم یا اعضاء ہوں ہر ایک کی

زندگی اور موت کی نوعیت اللہ تعالیٰ نے مقرّر کی ہوئی ہے۔
اور ترزق من تشاء : میں جیسے بتایا کہ اس میں دِلی رزق بھی ہوسکتا ہے۔ قلب کی نعمتیں بھی اللہ تعالیٰ عطا فرما سکتا ہے ، روحانی بھی ہوسکتا ہے اور جسمانی رزق بھی ہوسکتا ہے ۔ دِل کا رزق کیا ہے وہ عشق و محبّت ہے۔ اگر قلب میں عشق و محبّت نہیں ہوگی تو دل فاقہ کرتے کرتے مَرجائے گا۔ ایمان اور عرفان اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات جو ہیں وہ روح کا رِزق ہیں اور جسم کا رِزق کیا ہے ؟ وہ عام بھی ہوتا ہے، خاص بھی ہوتا ہے عام رزق کیا ہے ۔ یہ دُھوپ ، یہ بارش، یہ پانی ، یہ ہوا ، یہ رزق خاص جو ہے ، جو ہر ایک کو مِلتا ہے، اور بغیرِ حساب کا مطلب کیا ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ اس جگہ سے ملتا جہاں کا گُمان نہ ہو۔ کتنا کہ حدِ اِمکان سے باہر ہو۔ اور دوسری بات یہ کہ بغیر استحقاق ہو، کہ آپ کا حق نہ ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ آپ کو دے دے ۔ اپنی عطاء سے ۔ اس کی خلاصۂ تفسیر کیا ہوئی۔ مختصراً اس کی تفسیر یہ ہے ہے کہ یہود و نصاریٰ اہلِ کتاب میں دو عیوب تھے پہلا عیب یہ تھا کہ وہ دنیا و اسباب پر مغرور تھے ۔ اُن سات چیزوں کا ذکر پہلے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ دولت سیم و زر اور اولاد، کھیت

Marfat.com

جانور، پھل یہ سب چیزیں تو مال و اولاد کو اسباب پر غرور کرتے تھے کہ ہمارے بیٹے بڑے بہادر ہیں۔ ہم جتنا بھی چاہے قبضہ کرلیں، جس پر حکومت کرلیں، ہم بڑے دولتمند ہیں جس کو بھی چاہیں خرید لیں۔ اور دوسرا عیب یہ تھا کہ مسلمان کو حقیر جانتے تھے اس کے علاوہ وہ اپنے خاندان پر بڑا فخر کرتے تھے کہ ہم بنی اسرائیل ہیں: یعقوب علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں۔ اس وجہ سے ہمیں تو سزا ہی نہیں ملے گی ہم تو سب جنتی ہیں۔ اور ہمارے بزرگان ہمارے سب گناہ معاف کروالیں گے اور یہ اُمید لگائے بیٹھے تھے کہ نبی آخر الزماں اُنہی میں سے ہوں گے۔ انہی کی تردید کے لئے یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی کہ: اَے میرے محبوب صلی اللہ علیک! آپ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی بادشاہ ہے۔ سلطنت اور عزّت موروثی نہیں۔ نبوت موروثی نہیں کہ بنی اسرائیل ہی میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شانِ عطا سے وہ بنی اسمٰعیل کو عطا فرمادی۔ عطائے الٰہی ہے وہ جسے چاہے بخشے جس سے چاہے واپس لے لے۔

کبھی مسلمان عزّت والے اور کافر بے دست و پا ہوتے ہیں اور کبھی مسلمان بے دست و پا اور کافر سلطنت



Marfat.com

و دولت والے ۔ اس لئے کہ یہ رب سَب کچھ بدل سکتا ہے ۔تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے اعمال کو درست کریں، جیسا کہ سورۂ احزاب میں فرمایا کہ کافروں کی اور مشرکین کی اتباع نہ کرو، اطاعت نہ کرو ان کا کہنا نہ مانو اللہ کا کہنا مانو۔ اِس کے حَبیب ﷺ کا کہنا مانو۔ اللہ کی اطاعت کرو، اللہ کے رسول کی اطاعت کرو تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوجاؤ گے۔ اور پھر یہ دنیا تمہارے قدموں کے نیچے ہوگی ۔تو یہ ربّ ہی کی ذات ہے کہ جسے چاہے وہ عزّت و سلطنت سے نوازے یا نبوت سے نوازے ، اور جسے چاہے ذلیل کرے ۔کسی کا کوئی اجارہ نہیں ہے ۔اس لئے کہ ربّ ہی مالک و مختار ہے ۔ دنیا اور آخرت کی ساری خیر جو ہے وہ ربّ کے ہاتھ میں ہے اللہ نے فرمایا ہے : بیدك الخیر : رات سے دن اور دن سے رات وہی نکالتا ہے ۔مُردے سے زندہ ، اور زندہ سے مُردہ بناتا ہے ۔کفار اور مشرک مُردہ سے بَدتر ہیں ۔ وہ نبیوں کی اولاد میں سے ہیں ، لیکن نبیوں کی اَولاد میں سے زندہ میں سے ناکارہ اور نالائق کفار بنانے والا وہی ہے ۔ وہ زندوں سے مُردوں کو نکالتا ہے ۔ انبیاء کی اولاد میں سے کفار پیدا کئے ۔اور کفار سے مومن بنانے والا

بھی وہی ہے ۔ اہلِ قریش کو اور مشرکینِ مکّہ کو مسلمان بنانے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے ۔ اقتدار دینے والا بھی وہی ہے ۔ وہی ہے جس میں بنی ہاشم کا روشن سورج طُلوع ہوا۔ اسی کی دستِ قدرت سے بنی ہاشم میں وہ روشن صبح طلوع ہوئی، جس نے عرش و فرش کو روشن کر دیا۔ اللہ کے دین پر بھی کسی کا قبضہ نہیں ہے : عند اللہ دین الاسلام : اللہ کے نزدیک دین ہی اسلام ہے ۔ اور جب تک اس کی مرضی تھی ۔ وہ دین بنی اسرائیل میں تھا۔ جب اُسکی مرضی ہوئی تو وہ دین بنی اسمٰعیل میں چلا گیا ۔ اللہ کی شان ہے : وترزق من تشاء بغیر حساب ہ وہ بے مشقت، بے گمان ، بے سبب وہ جس کو چاہے جتنا دے دے ، اس لئے کہ وہ قادرِ مطلق ہے ۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ : یہ حدیث ہے کہ :"میری اُمّت میں ۷۰ ہزار انسان بے حساب جنّتی ہیں اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونگے " حضرت عکاشہ رضی نے عرض کیا ۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دُعا فرمائیں کہ میں بھی اِنہی ستّر ہزار میں سے ہوں ۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ تم ہو ۔ دوسرا آدمی بولا کہ آپ میرے لئے بھی یہ دُعا فرمائیں ۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہ



Marfat.com

تم پر سبقت لے گئے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو کہ بغیر حساب کئے جنت میں داخل ہوں گے۔ تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو تم حساب و مغفرت کے بعد جنت میں جاؤ گے "۔ آیتِ مبارکہ کے بہت سے اُصول بنتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسی دُعا مانگو اُسی کے لحاظ سے رب کا نام پکارو۔ دُعا کی نوعیت کے حساب سے جب مغفرت کی دُعا مانگتے ہیں تو کیا کہتے ہیں : رب اغفر و ارحم وانت خیر الراحمین O : اور یہاں ملک و سلطنت کی دُعا ہو رہی ہے۔ مال و دولت کی ہو رہی ہے۔ اس وجہ سے یہاں اللہ تعالیٰ کو : مالك الملك : کہا گیا ہے کہ وہ ساری سلطنتوں کا مالک ہے۔ تو دعا کی نوعیت کے حساب سے اللہ کا نام پکارو۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ رب کی حمد و ثنا ہی دراصل دُعا ہے۔ یہاں مقصد یہ تھا کہ ملک کی دعا مانگی جائے۔ اے ربِ کریم اور مفلس اور بے اختیار مسلمانوں کو سلطنت اور حکومت عطا فرما۔ جیسا کہ تو نے بنی اسرائیل کو عطا فرمائی تھی تو بجائے راست ملک مانگنے کے انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی۔ تو ہی مالك الملك ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے، جس سے چاہے چھین لیتا ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی



Marfat.com

تفسیر کے وقت آپ کو عرض کیا تھا کہ دُعا کے چار طریقے ہیں۔ پہلی بات یہ کہ صراحتاً اپنی حاجت کا اظہار کرنا۔ دوسرا یہ کہ مانگنے کے الفاظ نہ ہوں کہ آپ ہمیں دے دیں بلکہ اپنی ضرورت بیان کردیں ۔ دوسرا یہ کہ حمد وثناء ہے ۔ اور تیسرا یہ کہ فقیر جب مانگتا ہے تو کہتا ہے اللہ آپ کے بیٹے کو سلامت رکھے ۔ اور کہتے ہیں یا اللہ ۔ تیرے حبیب ﷺ پر لاکھوں صلوٰۃ و سلام۔ دراصل ہم اپنی حاجت پیش کررہے ہیں اور ربّ کو خُوش کر رہے ہیں ۔ تو دعا بھی براہِ راست بھی مانگ سکتے ہیں اور اپنی حاجت کا اظہار کرسکتے ہیں مانگنے کے الفاظ نہ استعمال کریں ۔ یا صرف اس کی حمد وثناء کریں ۔ یا صرف اس کے حبیبؐ پَر دُرود و سلام بھیجیں ۔ یہی دنیا کا طریقہ ہے ۔ کبھی براہ راست مانگتے ہیں کبھی حالت بیان کرتے ہیں کبھی مالک کی ثناء کرتے ہیں کبھی مالک کے پہاڑوں کو دعائیں دیتے ہیں ۔ تیسرا اُصول یہ بنا کہ انبیاء اور اولیاء بہ عطائے الٰہی ربّ کے ملکوں کے مالک ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء اللہ کو باطنی حکومتیں سُپرد کی ہوئی ہیں ۔ اور ظاہری حکومتوں میں تصرفات عطا فرمائے ہیں ۔ بظاہر یہ ہوتا ہے کہ فلاں وزیر اعظم نے فلاں کا پروموشن کردیا ۔ لیکن فاعل جو ہے جو حاکم وقت باطنی



Marfat.com

اس کو پیش ہوتی ہے جب وہ باطنی طور پہ دستخط کر دیتا ہے۔
تو وہ سمجھ لے کہ ظاہری حکم بھی آجائے گا۔

میں اپنا ذاتی واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ۱۹۸۹ء کا واقعہ تھا
ایک وزیر صاحب مجھ سے ناراض ہوگئے۔ اور انہوں نے
بے نظیر سے جاکے شکایت کی کہ یہ جماعتِ اسلامی کا آدمی
ہے۔ اور یہ ہمارا کوئی کام نہیں کرتا۔ وہ سمجھا کہ جماعتِ اسلامی
کے ہیں تو ناراض ہی ہوں گے چنانچہ اِس نے میرا ٹرانسفر
کر دیا ایڈیشنل سیکریٹری فنانس کے تنزلی آرڈر پہنچ گئے۔ میں
نے حضور کو بتا دیا کہ حضور میرا ٹرانسفر ہوگیا ہے۔ اُنہوں نے
فرمایا: آرام سے بیٹھو تمہارا کوئی ٹرانسفر نہیں ہوا ہے۔ اسلئے
کہ اِس دنیا میں انہوں نے منظوری ہی نہیں کی تھی۔ فرمایا کچھ
نہیں ہوگا۔ بہر حال کوتاہ بین تو میں تھا ہی۔ ہمارے منسٹر،
احسان پراچہ صاحب تھے۔ وہ دفتر میں آئے میرا اور ان کا
کمرہ آمنے سامنے تھا۔ وہ آئے تو میں چلا گیا۔ (جس آدمی
نے میرا ٹرانسفر کرایا تھا اس نے کہا کہ آپ کا ٹرانسفر ہوگیا
ہے آپ کے وزیر نے آپ کی شکایت کی ہے۔ وہ جھوٹ
بول رہا تھا۔) تو میں نے احسان پراچہ صاحب سے کہا تو وہ کہنے
لگے قاضی صاحب ایسا کبھی ہوسکتا ہے؟ کہ میں آپ کے



Marfat.com

ٹرانسفر کے لئے کہوں ؟ میں نے کہا کہ میں تو وہاں جانے کے لئے تیار نہیں ہوں ہیں سینئر سیکریٹری ہوں ۔ آپ مجھے ایس۔ پی ، بنادیں آپ مجھے چھٹی پہ بھیج دیں یا Suspent کر دیں۔ حضور نے فرمایا جس کا کھونٹا مضبوط ہو اس کو ڈرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ کہنے لگے نہیں قاضی صاحب آپ مجھے دو گھنٹے دیں ۔ میں جا رہا ہوں پرائم منسٹر کے پاس اور دو گھنٹے میں آرہا ہوں ۔ اور پھر آپ اس کے بعد جو کچھ کرنا ہو کریں۔ وہ بے نظیر کے پاس گئے ، اور کہا کہ : محترمہ ! میں اُن کو اُس زمانے سے جانتا ہوں کہ جب میں پنڈی چیمبر میں چیئرمین تھا ان کے پاس میرا آنا جانا تھا وہ بہت نیک آدمی ہیں وہ چشتیہ سلسلے کے بزرگ ہیں ۔ اور آپ نے بلاوجہ ان کے کہنے پر ٹرانسفر آرڈر نکالے۔ میں نے کہا کہ : وہ چشتیہ سلسلے کے بزرگ ہیں ۔ انہوں نے بلاوجہ شکایت کی ہے ۔ تو بے نظیر پر ایک ہیبت سی ، وحشت سی طاری ہوگئی بہت پریشان ہوئیں ، اُس نے اُسی وقت ٹیلیفون اٹھایا اور اس آدمی کو فون کیا کہ تم ابھی قاضی صاحب کو ٹیلیفون کرو کہ وہ چارج نہ چھوڑیں ۔ اس کے بعد یہ ہوا کہ آدھے گھنٹے بعد مجھے ایک آرڈر، Cancalation Order آگیا۔ لیکن جب کسی فقیر کی نگاہ

کسی پہ ہو تو بادشاہ بے بس ہوتا ہے ۔ ہونا کچھ اور تھا اور ہو کچھ اور گیا ۔ تو دوسرے دن ایک میٹنگ تھی ، وہاں پر اعتزاز احسن اور اعجاز رحیم نے کوئی بات کی تو میں نے کہا کہ پرائم منسٹر یہ آپ کو غلط مشورہ دے رہے ہیں ۔ اور اس مشورے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے والد نے جو کچھ کیا اس کو Revorce کر رہے ہیں ۔ میں یہ کہہ کے چلا آیا ، انہوں نے پراچہ صاحب سے پوچھا کہ یہ کون آدمی تھا ، انہوں نے کہا کہ یہی تو قاضی علیم اللہ تھے جن کو آپ نے کل ٹرانسفر کر دیا تھا ، کہنے لگیں یہ تو غلط آدمی نہیں ہیں ۔ انہوں نے تو مجھے بہت صحیح مشورہ دیا اور میرے وزیروں کے سامنے یہ کہا کہ آپ اِس طرح سے کریں ۔ اور انہوں نے اِس میٹنگ کے بعد میری فائل منگائی ۔ اور اِس پہ آرڈر دیا کہ اس کیس پر مشورہ قاضی صاحب کا ہوگا ۔

تو بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو باطنی حکومتیں تو عطا فرماتا ہے ، ظاہری حکومت میں بھی تصرّفات عطا فرماتا ہے ۔ بادشاہ جو ہوتا ہے ان کے حکم کے تحت ہوتا ہے ۔ جو وہ فیصلے کرتے ہیں ان کے وہ صرف آرڈر نکالتا ہے ۔ حضور نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ بیٹھے رہیں آپ کا

کوئی ٹرانسفر نہیں ہوا ہے۔ تو اس نے اپنے نفس کی اطاعت میں بے نظیر نے میرا ٹرانسفر کیا اور فقیر کے تصرّف سے ایک گھنٹے کے بعد اس کا کینسلیشن آرڈر آگیا۔ یہ جو ہے اِس بات کی تفسیر ہے کہ انبیاء اولیاء بہ عطائے الٰہی ربّ کے ملکوں کے مالک ہیں۔ اس لئے کہ ربّ جو ہے وہ مالک بھی ہے، اور مالک گر بھی ہے۔ وہ سلطنت کا مالک بھی ہے اور مالک بنانے والا بھی ہے۔ توتی الملك بھی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سلطنت اور نعمت تو دنیا جو ہے کسی شخص کے لئے لازم نہیں ہے۔ ربّ جب چاہے چھین لے: وتعزمن تشاء وتذل من تشاء : ہاں اس کا ایک استثناء ہے کہ نبوت لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نبوت عطا کرکے کسی سے نہیں چھینتا۔ اللہ تعالیٰ اِن کو ایک باطنی معصیت عطا فرماتا ہے۔ وہ ساری بغاوتوں اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اور انتہائی نامساعد حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے وفادار ہوتے ہیں۔ جب حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا جا رہا تھا ان کے گلے پر چُھری تھی۔ اور انہیں یہ احساس تھا کہ ان پہ بڑا ظُلم ہو رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یحییٰ اگر تم نے اُف کی تو تمہارا نام انبیاء کے رجسٹر سے خارج کر دیا جائے گا۔ لیکن وہ نبی رہے

اس لئے کہ اس آزمائش میں وہ کھرے نکلے۔ اس ناحق قتل میں بھی انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میرے ربّ! سوال ہی نہیں پیدا ہوتا میرے اُف کرنے کا۔ تیری یہ رضا ہے تو میری گردن حاضر ہے۔ تو نبی کبھی معزول نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ ہمیشہ حالتِ اطاعت میں ہوتا ہے۔

اَے عزیزانِ محترم! اگر اللہ تعالیٰ ہی حکومت حاکموں کو دینے والا ہے تو پھر یہ کیوں ایسا ہوتا ہے کہ کبھی کوئی حاکم عادل ہوتا ہے اور کبھی کوئی حاکم ظالم اور جابر ہوتا ہے۔ وہ اِس لئے ہوتا ہے کہ جب عوام الناس جو ہے گناہگار اور خطاکار ہو جائیں تو ان پر جابر حاکم مُسلّط کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ جو میں نے بات کی کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یہی بات حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے پُوچھی کہ اے میرے ربّ! تو سلطنتوں کے کے بارے میں تیری رضا کی کیا پہچان ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وحی آئی موسیٰ علیہ السلام پر کہ اے موسیٰ! عادل اور رحم دِل بادشاہ میری رضا کی علامت ہیں۔ اور ظالم اور جابر سُلطان میرے غضب کی پہچان ہیں۔ ایک حکایت آپ کو میں اس موقع پہ عرض کروں کہ حجاج بن یوسف سے کسی نے کہا کہ تم نے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل و انصاف کا زمانہ دیکھا ہے۔



Marfat.com

تم ان کی طرح انصاف کیوں نہیں کرتے۔ اس نے جواب دیا کہ تم حضرت ابُوذر کی طرح متقی اور پرہیزگار بن جاؤ، تو میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح سے عادل اور مہربان ہو جاؤں گا۔ صحابہ کرام، خلفائے راشدین کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار بندے تھے۔ پرہیزگار بندے تھے اور متقی بندے تھے۔ اللہ اِن سے راضی تھا۔ اُنکی رضا کی علامت یہ تھی کہ خلفائے راشدین جیسے حاکم انہیں عطا فرمائے اور جب اِس کے بعد مسلمان باغی ہوگئے۔ گناہوں اور عیاشیوں میں پڑگئے تو پھر حجّاج بن یوسف جیسے حاکم بھی ان پر مُسلّط کئے گئے۔

دوسری حدیث یہ ہے کہ: "میری اُمّت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ: حاکم ظالم ہوگا، علماء لالچی ہوں گے، عابد ریاکار ہوگا، تاجر سود خور ہوگا۔ اور عورتیں زیب و زینت میں گرفتار ہوں گی۔" ایک اور اُصول اس کا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنا ملک بندوں کو دینے پر قادر ہے۔ اور مُلکِ غیب انبیاء اور اولیاء کو عطاء فرماتا ہے۔ ربّ کا عطا کردہ ملک جو ہے وہ بندے کا تصرّف ہے۔ مگر وہ ملکیت نہیں ہے کہ وہ صرف اِس کے تصرّف میں ہے۔ اس وجہ سے ربّ تعالیٰ جب اس سے چاہے چھین لے گا اور کسی اور کو دے دے۔



Marfat.com

ہر آیات کی میں، تفسیرِ صوفیانہ بیان کرتا ہوں ۔ اِن آیات کی بھی صُوفیانہ تفسیر ہے ۔ اے میرے ربّ ! (بندہ اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے) تو مُلکِ جسم، مُلکِ روح، اور مُلکِ امکان، اور مُلکِ انوار کا دائمی مالک ہے ۔ تیرے سوا اِن پر کسی کا مستقل قبضہ نہیں ۔ ہاں جب چاہے تو ظاہری قبضہ کسی کو دے دے ۔ اور یہ تبدیلی ملک جو ہے، تسلّط جو ہے ۔ تصرّف جو ہے، یہ عارضی اور مجازی ہے ۔ تو جسے چاہتا ہے تجلّیات سے عزّت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہے اس سے خلعتِ عزّت اُتار کر لباسِ ذلّت پہنا دے اولیاء اللہ کے بہت درجات ہیں ۔

بغداد شریف میں ایک بزرگ تھے ۔ تو وہ حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسد کرنے لگے اس لئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ شخص جو عالم طالبِ علم تھا جو حضرت ابُو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کی جھڑکیاں کھاتا تھا ۔ وہ نوجوان وہ اتنا بڑا بزرگ بن گیا ۔ اتنا بڑا عالم بن گیا کہ بیس ہزار آدمی روز آنہ اُن کے درس میں آیا کرتے تھے ۔ جب حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حَسد کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ سے کہاں برداشت ہوسکتا تھا ۔ سارے اولیاء تو ان کے قدموں کے نیچے ہیں ۔ اولیاء اللہ کی ولایت اس وقت تک مستند نہیں ہوتی جبتک

ان کی گردن حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کے نیچے نہ آجائے۔ اور ان کے مُہرِ ولایت حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ ثبت نہ کردیں۔ چنانچہ اللہ کا کرنا ایسا ہُوا کہ ان کی ولایت چھینی گئی۔ انہیں ایک مالدار یہودی کی لڑکی سے عشق ہوگیا، اور اِس یہودی نے انہیں اتنا ذلیل کیا کہ سارے کام ان سے زبردستی کراتا تھا، میں اپنی لڑکی سے تمہاری شادی کردوں گا تم یہ کرد، وہ کرد۔ وہ سارے کام جو ایک مومن کے شایانِ شان نہیں ہوتے تھے وہ، وہ سب کرتے تھے۔ چنانچہ ایک وقت نوبت یہ آگئی کہ ان سے گناہِ کبیرہ سرزد ہونے لگے۔ تو ان کا ایک مُرید بھی حضور غوثِ پاک کا بڑا ہی معتقد تھا۔ ان کے دربار میں بیٹھا ہوا تھا۔ تو اس کی طرف دیکھو حضور غوث پاک نے فرمایا۔ کہ آج کسی کا مُرشد ڈوب رہا ہے۔ اس درویش نے کہا: یاغوث الاعظم! آپ تو سیّد الاولیاء ہیں آپ کے ہوتے ہوئے کسی کا مُرشد، میرا مُرشد کیوں ڈوبے۔ تو حضور غوث پاک رضؓ کو اس درویش پہ اس کے صدق پہ اپنے مرشد سے محبّت پر رحم آگیا۔ کرم فرمایا انہوں نے۔ اور اپنی باطنی قوّت سے اس کو دلدل سے نکال لیا اور اُنکی ولایت دوبارہ بحال ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ جسے چاہے باطنی تصرفات سے نوازے۔ عزّت



Marfat.com

دے دے اور جب چاہے تو وہ خلعتِ عزّت اتار کر ذلّت
کا لباس پہنا دے۔
اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ مانگتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ
سے عرض کرتا ہے، اللہ کا طالب کہ: اے میرے ربّ! ہر
خیر تیرے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور سب کچھ تیری صفات
کا مظہر ہے۔ جو کچھ دنیا میں ہے وہ تیری ذات و صفات کا
مظہر ہے۔ کسی پہ عزّت اور کبریا کی عطا، کسی پہ صفتِ قہر کی
جلوت۔ کسی پہ صفتِ غِنا اور ملک و ولایت تقسیم فرماتا ہے
اور کسی کو اتنا دیتا ہے جس کی کوئی مِثال نہیں ہوتی۔
سرکار دو عالم ﷺ کو اتنا دیا کہ جن کیلئے عام الفاظ استعمال
ہی نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو کثیر
نہیں دیا۔ اکثر نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا دیا کوثر دیا،
جو اکثر کا بھی مبالغہ ہے۔ کثیر ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے اپنے
حبیب ﷺ کو کتنا دیا؟ اتنا دیا کہ الفاظ سے اس کا اندازہ
نہیں ہو سکتا۔ نہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو
کثیر عطا فرمایا۔ پھر بھی اللہ نے جو اِن کو دیا اِس کا احاطہ
نہیں ہو سکتا۔ نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اکثر دیا بلکہ
اس سے بھی زیادہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خود ہی یہ مسئلہ حل

کردیا۔ : انا اعطینٰک الکوثرؕ : اللہ تعالےٰ مُلکِ الٰہی کا مالک ہے ، سب کچھ خیرِ کثیر اس کے دستِ قدرت میں ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے وہ خیرِ کثیر اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرما دیا ، ان کو ملکِ الٰہی کا مالک بنادیا ۔ صاحبِ جہاں بنا دیا ، اور ان کی اولاد ، حضور غوثِ پاک کے قدموں میں ساری دنیا کی ولایت ڈال دی ۔

اللہ تعالیٰ ہم پہ فضل و کرم فرمائے ۔ سرکارِ دو عالم ؐ کی نگاہِ کرم ہوجائے ۔ ہمارے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے ۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت نصیب فرما دے ۔ اور اپنے محبوبین خصوصاً حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکی اولاد کی اور ہمارے مرشدین کی غلامی ہمیں عطاء فرمائے ۔ اور اس غلامی کو نبھانے کا سلیقہ عطاء فرمائے ۔

آمین !

ثم آمین !

بجاہ سیّدُ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۝

# پَارَۃَ تِلْكَ الرُّسُلُ سُوْرَۃَ اٰلِ عِمْرٰنَ

## اٰیَاتُ نمبر ۲۸۔ تا۔ ۲۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰه

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ
مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ
ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ
تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ
نَفْسَهٗ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾ قُلْ اِنْ
تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ
يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾

مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنالیں،



Marfat.com

مسلمانوں کے سِوا ، اور جو ایسا کرے گا اِسے
اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا، مگر یہ تم ان سے کچھ
ڈرو ، اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا
ہے ؛ اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔ ﴿۲۸﴾ تم
فرمادو کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھُپاؤ یا ظاہر
کرو ، اللہ کو سب معلوم ہے ۔ اور جانتا
ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین
میں ہے ۔ اور ہر چیز پہ اللہ کا قابو ہے۔ ﴿۲۹﴾

آج انشاءاللہ ۲۸، اور ۲۹، آیت کی تفسیر آپکی خدمت
میں پیش کی جائے گی ۔ اللہ تعالیٰ نے ۲۶، اور ۲۷، آیات میں
مومنین کو سکھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کس طرح کرتے
ہیں ۔ کس طرح اس پر ایمان ویقین رکھتے ہیں ۔ کس طرح
اپنی ساری تمناؤں کو اِسی کی ذات کے ساتھ وابستہ کرتے
ہیں کہ وہی بادشاہوں کا بادشاہ ہے ۔ اِسی کی سلطنت میں
سب کچھ ہے ۔ وہی زندگی اور موت کا مالک ہے ۔ وہی روز
و شب بناتا ہے ، وہی عزّت و ذلّت عطا فرماتا ہے ، اور
وہی رزق عطا فرماتا ہے ، لہٰذا اس کے علاوہ کوئی ایسی ہستی



Marfat.com

نہیں ہے جس سے مَدد طلب کی جائے ،یا جس کی طرف رجوع کیا جائے یا کوئی ایسا مال و اسباب اور سلطنت آل اولاد ، زر و جواہر، کھیتی باڑی، پھل پھول ، کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس پر تکیہ کیا جاسکے۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس میں ایمان کی تعلیمات عطا فرما دیں مومنین کو۔ اَب ایمان کی اَصل شکل اللہ تعالیٰ بیان کررہا ہے۔: لایتخذ المومنون الکٰفرین اولیاء من دون المومنین" : اتخاذ، کہتے ہیں پکڑنے کو اَخذ کرنے کو۔ تو مسلمان جو ہیں وہ کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ دُون کہتے ہیں کوئی چیز جو مقابلے میں ہے ۔ تو مسلمانوں کے ہوتے ہوئے ، مومنین کے ہوتے ہوئے مومنین کے علاوہ کافرین کو اپنا دوست اور مددگار نہیں بنانا چاہیئے یہ ایمان کا تقاضا ہے جب ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ : قدرت بھی اُسی کی ہے ۔ زندگی اور موت بھی اُسی کی ہے ۔ فتح و نصرت، حکومت و سلطنت بھی اُسی کی طرف سے ہے ۔ روز و شب بھی اُسی کی طرف سے ہے ۔ شہرت ، عزّت و آبرُو بھی اسی کی طرف سے ہے ۔ تو پھر کیوں کسی اور کے پاس جائیں ۔ اور کافرین تو اللہ کے دشمن ہیں ۔ جب آپ کا واسطہ ربّ



Marfat.com

سے ہوگیا جب آپ رب کے وفادار ہوگئے ۔ اللہ تعالےٰ نے سرکارِ دو عالم ﷺ سے فرمایا: اے میرے محبوب ! آپکی اُمّت ایسی نہیں کہ آپ کو چھوڑ کر کافروں کے ساتھ دوستی کرے ۔ یا یہ بنی اسرائیل نہیں ہیں ، یہ مشرکین نہیں ہیں ۔ یہ تو مومنین ہیں اور مومن کا تقاضا ہے : اِخلاص ۔ اخلاص کِسے کہتے ہیں ؟ ماسوا اللہ کے کِسیؑ اور کی طرف رجوع نہیں کرنا ہے ۔ تو کفّار کی مَدد کی نیّت سے یا اِن کو مسلمانوں کی خبریں پہنچانے کی نیّت سے یا اِن سے مَدد لینے کی نیت سے کِسی صُورت میں بھی کافروں سے دوستی جو ہے وہ اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی ۔ ہاں لینا دِینا ، معاملات ، تجارت سرکارِ دو عالمؐ کی زِرہ بھی آپ کے وصال کے وقت ایک یہودی کے ہاں گِروی تھی ۔ اِس کی ممانعت نہیں ہے ۔

معاشرے میں کاروبار ہوتا ہے لین دین ہوتا ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ اعزاء و اقرباء اسلام سے پہلے تو سبھی کافر تھے ، تو کچھ مسلمان ہوگئے اور کچھ نہیں ہوئے ۔ انبیاء کی اَپنی اولاد جو ہے وہ کافر رہ گئی ۔ نبی کے والد ایمان نہ لائے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا ایمان نہ لایا ۔ تو وہ ایک فطری لگاؤ اور میلانِ طبع تو ہوسکتا ہے



Marfat.com

کافرین کے ساتھ، لیکن جب اللہ اور کافرین کی جنگ ہو ان کا مقابلہ ہو تو وہ سب کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو چھوڑ دیا۔ حضرت لُوط علیہ السلام نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا۔ تو جو رشتوں کی وجہ سے تعلقات ہیں اِس کا میلان طبع ایک فطری چیز ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف فرمایا ہے۔ لیکن اسی صورت میں جب کفّار اللہ تعالیٰ سے نبرد آزما نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی بغاوت میں نہ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا : لا یتخذ المومنون ..... دون المومنین : اسلام جو ہے وہ دینِ فطرت ہے۔ اس میں مجبوریوں کا خیال اللہ تعالےٰ نے رکھا ہے۔ زندگی کی بڑی وقعت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ زندگی بچانے کے لئے ایمان کو دل میں محفوظ کیا جاسکتا ہے زبان کو پوشیدہ کہا جاسکتا ہے۔ اگر زندگی کا خطرہ ہو تو کافر سے خندہ پیشانی سے بات کی جاسکتی ہے۔ لیکن بلاضرورت کفّار سے دوستی اور ان سے معاونت رکھنا وہ حرام ہے۔ اور ایسا کریں گے تو کیا ہوگا : ومن یفعل : کوئی بھی اگر ایسا کرے گا غیر اللہ سے دوستی کرے گا، کافروں سے دوستی کرے گا : ومن یفعل ذالك فلیس من اللہ فی شیءٍ : جو ایسا کام کرے



Marfat.com

گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی چیز نہیں ہوگی۔ کوئی مدد کوئی نصرت ۔ پھر اللہ تعالیٰ کے کرم اور رحم اور مغفرت کی وہ توقع نہ رکھّے ۔ اس میں : فلیس من اللہ فی شیءٍ : میں اللہ تعالیٰ کی رحمتِ عام جو ہے ۔ رحمانیت جو ہے وہ اِس میں شامل نہیں ہے۔ اس لئے کہ پانی اور ہوا اور رزق تو اللہ تعالیٰ کافروں کو بھی دیتا ہے۔ لیکن جو آخرت کی نعمتیں ہیں ۔ جو روحانیت ہے، جو نورانیت ہے جو عالمِ برزخ کے امتحانات ہیں ۔ اور جو قیامت کے دن یوم الدّین کے مرحلے ہیں ، اور مغفرت ہے اِنسان اِس سے محروم رہ جائے گا : الا ان تتقوا منھم تقٰۃ ط : سوائے اِس صورت کے کہ تم ان کفار کے ظلم سے بچ گئے ہو، ڈر رہے ہو، اگر ان سے جان کا خطرہ ہے۔

مسیلمہ کذاب جو تھا جس نے پیغمبری کا دعویٰ کر دیا۔ اس نے دو۲ صحابہ کرام کو پکڑ لیا ۔ ایک سے پوچھا کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نبی مانتے ہو ؟ تو ایک صحابی نے کہا ہاں وہ ہمارے نبی ہیں ۔ تو اِس نے کہا کہ کیا تم میری نبوت پر ایمان رکھتے ہو ؟ تو انہوں نے کہہ دیا کہ ہاں تو مسیلمہ نے ان کی جان چھوڑ دی ، دوسرے صحابی سے جب مسیلمہ نے



Marfat.com

پوچھا کہ : کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پہ ایمان لاتے ہو؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں میں ان پر ایمان لاتا ہوں ۔ تو اس نے کہا کہ کیا تم میری نبوت پر بھی ایمان لاتے ہو؟ تو اُنہوں نے کہا کہ میرے کان کی سماعت چلی گئی ہے ، میں نے تمہاری بات نہیں سُنی ۔ اُس نے تین دفعہ پوچھا ۔ تینوں دفعہ انہوں نے یہی جواب دیا۔ اس نے اُنکو قتل کرادیا ۔ یہ معاملہ حضورؐ کی بارگاہِ عالی میں پہنچا ، تو انہوں نے کہا کہ دونوں صحابہ میں سے ایک نے رخصت اختیار کی ۔ یعنی اللہ کی طرف سے جو یہاں چھوٹ ہے : الا ان تتقوا منھم تقٰۃ : کہ اپنی جان بچانے کے لئے تقیّہ کرلیا انہوں نے ، لیکن دوسرا جو ہے ، وہ اپنے ایمان پہ قائم رہا اور ایمان کے ساتھ اللہ کی راہ میں اپنی جان قربان کردی تو وہ اس کا عمل مبارک ہوا ۔

تو تقیّہ جو ہے ، اپنی جان بچانے کے لئے جھوٹ بولنا ۔ لیکن اس کی شرائط ہیں ۔ شرط یہ ہے کہ دل میں ایمان ہونا چاہیئے ۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہنا پڑا کہ میں ہندو ہوں۔ ہندوؤں میں گھر گئے تھے ۔ تو دل میں : اشھد ان لا الہ ..... رسول اللہ : پڑھیں ۔ دوسرا کام یہ کہ پہلی فرصت میں وہ دارالعمل میں جائے ، وہاں جائے جہاں اپنے ایمان کے

تقاضوں کا اظہار کر سکے اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ویحذرکم اللہ نفسہ : تحذیر کا مطلب ہے سخت سرزنش کرنا وارننگ دینا۔ اور اللہ تم کو ڈراتا ہے تمہاری تحذیر کرتا ہے۔ اپنی ذات سے۔ اللہ تمہیں یاد دلاتا ہے کہ تم اللہ کا خوف قائم رکھو، تقوے کو قائم رکھو : و الی اللہ المصیر : اور اللہ ہی کی طرف پہنچنا ہے وہی ٹھکانہ ہے۔ یعنی جو جی چاہے کریں جانا تو اسی ربّ کے پاس ہے۔ جب تمہارا یہ ایمان ہوگیا کہ دنیا میں جو کچھ ہے ہماری جو ضروریات ہیں وہ ربّ ہی سے پوری ہوتی ہے اور دنیا کے بعد جانا اُسی کے پاس ہے تو اُس کے فرمان کے خلاف کسی اور سے دوستی کیوں کرو تم، کوئی وجہ نہیں ہے۔ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : قل ان تخفوا ما فی صدورکم..... کل شیءٍ قدیر ○ : اِس آیتِ مبارکہ کا جو پہلا حصّہ ہے۔ وہ سورۂ بقرہ کے بھی آخری رکوع میں یہ آیات ہیں کہ چاہے تم چھپاؤ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بتارہا ہے اگر آپ نے جان کے خطرے سے تقیّہ کیا ہے، دل میں ایمان رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ دل کی باتوں کو جانتا ہے۔ : قل ان تخفی ما فی صدورکم : آپ فرما دیجئے اَب، میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ! کہ:

تم جو کچھ اپنے دل میں چھپاتے ہو : اوتبدوہ : یا اس کو ظاہر کرتے ہو : یحلمہ اللہ : اس کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے بھید کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی بات تم چھپاؤ یا تم ظاہر کرو۔ سورۂ لقمان میں ہے کہ: اے میرے بیٹے! رائی کا ایک دانہ بھی پہاڑوں کے نیچے جو چھپا ہوا ہے وہ بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ویعلم ما فی السمٰوٰت والارض : آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے : واللہ علی کل شیءٍ قدیر : اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہ جو میں نے تفسیر بیان کی ہے اس سے آپ کو تعلق ظاہر ہوگیا ہوگا، پچھلی آیت سے اور اس آیت سے۔ پچھلی آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اَب یہ بتایا جارہا ہے کہ تم اپنے سارے معاملات اللہ کے سُپرد کردو۔ کافروں سے مَدد لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم اس کے دشمنوں کو مدد گار نہ بناؤ۔ اور اَب عملاً اپنا ایمان ثابت کرو۔ اگر تم اللہ پر ایمان رکھو گے تو اللہ کے دشمنوں سے تم تعاون نہیں کروگے۔ دوسری بات



Marfat.com

یہ کہ پچھلی آیت میں عقیدے کی تعلیم دی گئی تھی کہ: زندگی و موت، عزّت و آبرو، کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہونا چاہیئے۔ اَب اِس عقیدے کی درستگی کی تعلیم دی جارہی ہے کہ وہ عقیدہ درست کس طرح ہوتا ہے۔ وہ یہ ہوتا ہے کہ جو اللہ کا دوست ہے وہی آپ کا دوست ہے، جو اللہ کا دشمن ہے وہ آپ کا دشمن ہے۔ یہ عقیدہ درست کرنے کا طریقہ ہے۔ پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی تعلیم دی گئی تھی۔ اور اَب اِسکا معیار بیان کیا جارہا ہے، اِسکا معیار یہ ہے کہ اس کے دوستوں سے دوستی اس کے دشمنوں سے دشمنی۔ اِس کی شانِ نزول ہے۔ کچھ منافق لوگ تھے، بظاہر مسلمان تھے، وہ کافروں سے دوستی کرتے تھے اور جاکے مسلمانوں کے راز اِن کو بتاتے تھے۔

ایک منافق تھا عبداللہ بن اُبَی، جو کہ بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا، لیکن حالتِ کفر میں اُس کی بہت ساری دوستیاں تھیں، یہود و نصاریٰ سے بڑے تعلقات تھے اور کچھ لوگ ایسے تھے جن کے اعزاء و اَقرباء کافر رہ گئے وہ مسلمان نہ ہوئے۔ تو یہ تین طرح کی کیٹیگری کے لوگ تھے۔ اور اُنہوں نے مختلف وقتوں میں ان کے ساتھ



Marfat.com

تعاون یا ان سے مدد مانگنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا، سرکار دو عالم ﷺ پر اِس وقت یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت عبادہ ابنِ صَامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ احزاب کے دن یہ عرض کیا کہ میرے ساتھ پانچ سو یہودی ہیں جو میرے حلیف ہیں۔ اگر اجازت ہو تو دشمن کے مقابلے میں ان سے مَدد لی جائے تو اس وقت یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ اور سرکار دو عالم ﷺ نے یہ آیتِ مبارکہ پڑھ کر سنائی۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ، مفسرین کا کہ، عبداللہ بن اُبَی منافق ہے اور اُن لوگوں کے بارے میں آئی جو یہود و مشرکین کی محبت میں اُنہیں مسلمانوں کی خفیہ خبریں پہنچاتے تھے۔ اس میں دوسرا لفظ اَخَذْ سے ہے اس کا مطلب ہے اختیار کرنا۔ اور یہاں یہ: لا یتخذ المومنون الکافرین : مومنون جو ہے سارے مسلمانوں کے لئے ہے اور کافرین بھی سارے کافروں کے لئے، چاہے یہودی ہو یا نصاریٰ ہو۔ تو جو کسی طریقے سے بھی کسی عنوان سے بھی اللہ کا دشمن ہے اس کے ساتھ تعلقات نہیں بنانا چاہیئے۔ اور مسلمان کافروں کو مددگار نہ بنائیں۔ قبلِ اسلام کے تعلقات کی بجائے۔ نئے تعلقات کو ایمان و کفر کی بنیاد پر استوار کریں۔ البتہ یہ ہے کہ کاروباری تعلقات جو

ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے جائز کئے ہیں۔ لیکن بلا ضرورت مدد لینا حرام ہے۔ ضرورتًا کفار سے مدد لینا جائز ہے۔ جو شخص دنیا میں کفّار کو دوست بنائے گا۔ وہ روحانی نعمتوں کے عرفان سے محروم رہے گا اسلئے کہ دُنیاوی ضروریات جو ہیں ہَوا، پانی یہ سب تو اللہ تعالیٰ کفّار کو بھی دیتا ہے وہ نہیں بند کرتا لیکن جو ایمان وٗعرفان کی دولتیں ہیں وہ نہیں مِلتیں اور آخرت کی نعمتیں نہیں ملیں گی۔

اس کی خلاصہ تفسیر یہ ہوئی کہ: اے میرے حبیب ؐ کے اُمتیو! اے صاحبانِ ایمان! جب تم میں یہ ایمان سِکھا دیا گیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہ اللہ تعالیٰ ہی مالک الملک ہے جس کو جی چاہے وہ ملک دے دے، جس سے چاہے لے لے۔ وہی رزاق ہے، وہ بغیر حساب جس کو جتنا جی چاہے دیتا ہے کسی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ کسی کے رزق کو کم کرسکے یا اس کو بڑھا سکے۔ وہ ہی عزت اور ذلّت عطا فرمانے والا ہے، وہی اقتدار عطا فرماتا ہے وہی ادوار عطا فرماتا ہے، وہی زندگی اور موت کا مالک ہے، اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں ہے۔ تو یہ سَب کچھ جاننے اور ان پر ایمان رکھنے کے بعد تم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ



Marfat.com

کہ تم کفّار کے مَددگار ہو۔ اس لئے کہ جو کفّار سے اللہ کے دشمنوں سے دوستی کرے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا کوئی سَروکار نہیں ہوگا۔ : ومن یفعل ذالك فلیس من اللہ فی شیءٍ : ہاں اگر تمہیں کفّار سے سخت خوف ہے۔ تو بظاہر خندہ پیشانی سے مل سکتے ہو۔ مگر دل میں جانو کہ یہ اللہ کے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تحذیر کرتا ہے کہ خبردار تم دِل میں انکی محبّت نہ رکھنا۔ تمہیں اپنی ابتدا جاننا چاہیئے۔ اور ہر شخص کی معراج کیا ہے اپنی اِبتدا تک واپس جانا۔ تمہاری اِبتدا یہ تھی کہ تم اللہ کے پاس تھے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمہیں کوئی نہیں جانتا تھا۔ لہٰذا تمہاری انتہا یہ ہے کہ تمہیں اللہ ہی کے پاس جانا ہے تو جب تمہیں کوئی نہیں جانتا تھا جب بھی تمہارا گزارا ہوتا تھا۔ تمہاری پرورش ہوتی تھی اور پھر آخر میں اِسی کے پاس واپس جانا ہے۔ تو پھر اس کے پاس لوٹنا ہے تمہارا ظاہر و باطن سب کچھ اللہ کے علم میں ہے۔ چاہے تم چھپاؤ چاہے ظاہر کرو۔ وہ تمہارے دلوں کی باتوں کو جانتا ہے : واللہ علیم بذات الصدور ٥ : اور ارض و سَماوات کی تمام چیزوں کا علم اُسے ہے۔ وہ علیم ہے اور خبیر ہے اگر تم بظاہر کفّار سے ملے اور دل میں ایمان کو

قائم رکھا تو وہ بھی اس کو جان جائے گا۔

اس آیتِ مبارکہ میں تین چیزوں کا حکم ہے ایک تو کفّار سے دوستی کی ممانعت ۔ دوسرے ان سے محبّت کی ممانعت ہے اور تیسرے یہ کہ بحالتِ مجبوری تقیّہ کا حکم ہے، پہلی بات دیکھ لیں کہ کفّار سے محبّت کو اللہ تعالیٰ نے سخت منع کیا ہے۔ اس آیت میں بھی ہے کہ اگر ایسا کیا تو اللہ خوش نہیں ہے کیوں اِس میں، کلامِ پاک میں بہت ساری آیات ہیں، اور بہت ساری حدیثیں ہیں ؛ سورۂ احزاب میں بھی ہے : یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ٥ ؛ اس کے بعد ہی ہے کہ کفّار کی تم اطاعت نہ کرو ۔ اُنکی باتیں نہ مانو۔ تو بے شمار حدیثیں ہیں ، اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالمؐ سے فرمایا کہ؛ اے میرے محبوب ! آپ کی اُمّت وہ نہیں ہے ،جیسا کہ بنی اسرائیل اور مشرکین تھے ۔ آپ کے مومنین جو ہیں آپ مسلمانوں کو ایسا نہیں پائیں گے ۔ کہ وہ اللہ اور آپ کے مخالفوں سے دوستی رکھیں ، تعلقات کی تین قِسمیں ہیں ، ایک تو دوستی ایک محبّت اور میلان طبع ۔ تو کفّار سے دوستی اور محبّت جو ہے وہ بالکل منع ہے۔

میلانِ طبع ہے کہ جیسے رشتہ ہے قرابت داری ہے۔



Marfat.com

وہ اس کی گنجائش ہے، لیکن اسی صورت میں کہ جب وہ کفر اور اسلام کا مقابلہ نہ ہو۔ مسلمانوں نے اپنے اعزاء واقرباً کو غزوات میں قتل کیا۔ ابوجہل اور ابولہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہی تو تھے۔ لیکن کوئی رعایت نہیں کی۔ اللہ سے بغاوت انہوں نے کی تو وہ قتال میں مارے گئے۔ محبت کی بھی بہت ساری قسمیں ہیں۔ ایک تو کافر کی کفر سے محبت یہ حرام ہے لہٰذا کافر کے کفر سے نفرت کریں۔ اور اس سے راضی نہ ہوں اِن سے محبت کرنا کفر ہے۔ اِن سے مل کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانا حرام ہے۔ کیونکہ اسلام دین فطرت ہے انسان کی ضرورت کی صُورت میں ناجائز چیز بھی جائز بن جاتی ہے جب جان کا خطرہ ہو تو بھوک میں حرام چیزیں بھی کھا سکتے ہو۔ جان کا خطرہ ہو تو جھوٹ بول کر جان بچائی جاسکتی ہے۔ اِسی طریقے سے جب ضرورت شدید ہو تو کفّار سے مدد لی جاسکتی ہے۔ کفّار سے مدد لینے کا کیا طریقہ ہے؟ ایک تو اپنا راز دار بنانا یہ تو قطعاً حرام ہے۔ اور اس کی ایک مثال ہے: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دور میں گورنر تھے تو انہوں نے ایک عیسائی کو، مشرک کو اپنا مُحرِّر بنا لیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً اس کو برطرف کر دیا۔



Marfat.com

ہاں ان سے دو قسم کی مدد لینا جائز ہے کفّار کو اسلامی لشکر میں بھرتی کرنا جائز ہے بشرطیکہ کفّار سے جنگ ہو۔ اگر کفّار سے آپ نبرد آزما ہیں تو ان کو اپنی فوج میں لے سکتے ہیں لیکن باغیوں سے جنگ ہو تو اس میں نہیں ہے۔ مثلاً آپ کا مسلمان گورنر آپ کا باغی ہو گیا ہے، اس سے آپ جنگ کر رہے ہیں تو مسلمانوں کو مروانے کے لئے کافر سپاہی بھرتی نہیں کر سکتے۔ شرعی طور پر جتنے غیر مسلم ایسٹ پاکستان میں استعمال کئے گئے، وہاں کے مسلمانوں کو مارنے کے لئے یہ اللہ کے حکم کی صریحاً خلاف ورزی تھی۔

ہم جنس۔ کبوتر یا کبوتر، باز یا باز۔ یہ نہیں ہوتا کہ کبوتر اور باز ایک ساتھ پرواز کر رہے ہیں۔ تو باز باز کے ساتھ پرواز کرتا ہے، کبوتر کبوتر کے ساتھ۔ تو اسی طرح حقیقی محبّت اور ارادت جو ہے وہ صرف ہم جنس سے بنتی ہے۔ غیر جنس سے محبّت جو ہے وہ حقیقی نہیں ہو سکتی وہ مصنوعی ہو سکتی ہے۔ تو مومنین کے لئے مومنین سے، اور اللہ سے، اللہ کے رسول سے، محبّت تو حقیقی ہے۔ کفّار سے محبّت، وہ مصنوعی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اسلام کا ایک اصول یہ ہے کہ یہ ریاکاری سے دور ہے۔ یہ نہیں کہ مسلمانوں میں



Marfat.com

کہہ رہے ہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں غیروں میں کہہ رہے ہیں نہیں ہم تمہارے دوست ہیں۔ جیسے منافق کیا کرتے تھے۔ ایمان جو ہے ضعیف الیقین بھی ہو سکتے ہیں، مسلمان اور کامل الیقین بھی ہو سکتے ہیں۔ جو کامل الیقین ہیں وہ کسی سے ڈرتے نہیں ہیں دنیا ان سے ڈرتی ہے۔ رُوح کے جو معاملات ہیں وہ مومنین ہیں اور نفس کے جو معاملات ہیں وہ کفّار ہیں۔

لہٰذا رُوح کو یہ حکم ہے کہ تو نفس سے دوستی نہ کر۔ اور تو اپنے نفس کو مددگار نہ بنا۔ نفس کو مطیع اور فرمانبردار کر، اپنے قلب کا، تاکہ وہ بھی وہی کام کرنے لگے جو قلب کرتا ہے، وہ بھی اللہ کی اطاعت کرنا سیکھ جائے۔ اور اس وقت تک نفس کے ساتھ دوستی اور رعایت نہ کرے جب تک نفس کی بربادی کا ڈر نہ ہو کہ نفس خلاف ہی ہو جائے گا۔ اِس لئے کہ نفس کو ایک خدمت گار کے طور پر رکھنا ضروری ہے کہ وہ قلب اور رُوح کا خدمت گار اور خادم بن کر رہے۔ اور تیری سواری کا کام کرے۔ رُوح جو ہے وہ نفس پر ہمیشہ سواری کرے۔ محبّت کی تین قسمیں ہیں: ایک جسمانی محبّت، جیسے اولاد وغیرہ سے محبّت، ایک



Marfat.com

نفسانی محبّت ہے ۔ جیسے مال و دولت سے محبّت ہے یہ دونوں محبتیں جو ہیں یہ فانی ہیں اور ایک شیطانی محبّت ہے ۔ یہ کفر اور کفّار سے محبّت ہے ۔ یہ پھر عداوت میں تبدیل ہوجاتی ہے ۔ یہ آپ کی روح کے ساتھ نبرد آزما ہو جاتی ہے آپکے ایمان اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ختم کر دیتی ہے ۔ اور جو رحمانی محبّت ہے وہ اللہ کے پیاروں کے ساتھ ہے ۔ جب آپ اللہ کے پیاروں کے ساتھ محبّت کرینگے تو وہ محبّت ربّ کے ساتھ باقی رہے گی ۔ وہ دنیا میں فانی نہیں ہوگی وہ آپکے ساتھ قیامت میں بھی جائے گی ۔ تو کیا چیز ہے دل اور زبان دونوں پر ؟ اللہ کا ذکر دل اور زبان دونوں پر ہوتا ہے لیکن اسرارِالٰہی جس کا میں نے ذکر کیا تھا ، وہ صرف دل میں ہوتا ہے ، وہ زبان پر نہیں ہوتا ، وہ ایک بھید ہوتا ہے ، وہ مخلوق میں مشتہر نہیں کرنا ہوتا ۔ اور ایک دنیاوی باتیں ہیں ۔ جیسے آج میں نے کھانا اچھّا کھایا ۔ آج میں نے فلاں جگہ سیر کی ۔ آج فلاں سے بڑی اچھّی باتیں ہوئیں ۔ یا فلاں سے دشمنی ہوگئی ۔ یہ سب چیزیں زبان پر ہوتی ہے ۔

اللہ تعالیٰ ایمان میں ہمیں مخلص رکھے ۔ اللہ تعالےٰ ہماری ساری تمنّاؤں کو ، اللہ تعالیٰ اور سرکار دو عالم ﷺ کی



Marfat.com

ذات کے ساتھ وابستہ رکھے ۔ اللہ تعالیٰ ایمان کی سلامتی عطا فرمائے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی طرف رجوع رکھے ۔کفّار کی ہمدردی اور دوستی سے۔اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٥



Marfat.com

# پَارَۃ تِلْكَ الرُّسُلُ سُوْرَۃ اٰلِ عِمْرَانْ

## اٰیَات نمبر ۳۰ تا ۳۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰه

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ
مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ
لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا ۭ وَ
يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ
بِالْعِبَادِ ۝۳۰ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ قُلْ
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ
اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲

جس دن ہر جان نے جو بھلا کام کیا حاضر



Marfat.com

پائے گی ، اور جو بُرا کام کیا اُمید کرے گی
کاش مجھ میں اور اس میں دُور کا فاصلہ
ہوتا ، اور اللہ تمہیں اپنے عذاب سے ڈراتا
ہے اور اللہ بندوں پر مہربان ہے ﴿۳۰﴾ اے
محبُوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست
رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں
دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا،
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ﴿۳۱﴾ تم فرما دو
کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا ، پھر اگر وہ مُنھ
پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر ﴿۳۲﴾

اے عزیزانِ محترم ! آج میں نے ۳۰ تا ۳۲ تک آلِ عمران کی آیات کی تلاوت کی ہے ۔ جن کی تفسیر آپ کی خدمت میں آج پیش کروں گا ۔

پچھلی دو آیات میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں دو باتیں بتائیں تھیں ایک بات تو یہ کہ ہم کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اپنے راز ان کو نہ بتائیں ۔ مسلمانوں کے خلاف ان کا ساتھ نہ دیں ۔ اس لئے کہ وہ کبھی ہمارے دوست نہیں



Marfat.com

ہو سکتے ۔ بُرے کا انجام بُرا ہوگا ۔ اور بُرے کے ساتھ بُرے کے ساتھیوں کا بھی، انجام بُرا ہوگا ۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے کچھ نہ ملے گا ۔ ہاں اتنی اجازت ضرور ہے کہ جو ظاہری خاطر و تواضع ہے وہ آپ ضرور کریں خاص طور سے جب ان سے خطرہ ہو ۔ لیکن دل میں ہمیشہ کافروں کو بُرا جانیں ۔ اللہ تعالیٰ ہماری بھلائی کے لئے ہمیں ڈراتا رہتا ہے تاکہ ہم برائی سے بچ سکیں اسی لئے کہ اُسی تک پہنچنا ہے ۔ اس کا علم اور قدرت بہت وسیع ہے ۔ چاہے ہم اپنے دل میں کسی بات کو چُھپا رکھیں ۔ اور چاہے اس کو ظاہر کردیں ۔ اللہ تعالیٰ اس کو جان جاتا ہے تو ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم کافر کی صُحبت کو اچھا سمجھیں یا خدا سے منافقت کریں اور اللہ تعالیٰ کو پتہ نہ لگ سکے ۔ اس لئے کہ جو کچھ آسمان اور زمین کے درمیان میں ہے وہ سب کو جانتا ہے ۔ اور وہ ہر چیز پہ قادر ہے نہ اس کی قدرت سے باہر کوئی چیز ہے نہ اس کے عِلم سے باہر کوئی چیز ہے ۔ اِس لئے اَب پہلے یہ بتایا گیا تھا کہ کافروں سے اپنے معاملات نہ رکھو ان کو بُرا سمجھو ۔ ان سے دوستی نہ کرو ان سے تعاون نہ کرو ۔



Marfat.com

اَب اگلی آیت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو اَچھائی یا بُرائی وہ سب تمہارے سَامنے پیش ہوگی۔ : یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا : اس میں کُن کا لفظ جو ہے وہ پوشیدہ ہے ۔ یہ سرکار دو عالم ﷺ سے صحابہ کرام، و تابعین و تبع تابعین سے، علماء سے، اولیاء اللہ سے، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم ہمیشہ یہ بات لوگوں سے کہتے رہا کرو۔ کیا بات ؟ : یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا : وہ اَٹل دن آئے گا ۔ وہ جو ٹل نہیں سکتا، جس دن ہر شخص اُس کے سامنے آجائے گا : ما عملت من خیر محضرًا : جو کچھ اچھا کام اُس نے کیا ہوگا اُس کے سامنے حاضر ہو جائے گا ۔ اُس کے تمام اَچھے اعمال حاضر ہوں گے : وما عملت من سوء : اور جو کچھ بُرے کام وہ کریگا وہ آجائیں گے ۔ قیامت کے دن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ : بندے خود اپنا حساب کریں گے ۔ اس لئے کہ اِن کے اعمال نامے سامنے آجائیں گے ۔ اور اللہ تعالےٰ فرمائے گا کہ تم خود ہی پڑھ لو تم نے کیا کیا ہے اب تم ہی منصف ہو ۔ تم اپنے اعمال نامے پڑھو اور فیصلہ کرو کہ تمہارے سَاتھ کیا سلوک ہونا



Marfat.com

چاہیئے ۔ اور اُس دن انسان کی کوئی سکت نہیں ہو گی ۔ اللہ کے جاہ و جلال کے سامنے اُف بھی کر سکیں زبان بھی ہلا سکیں۔ اپنے کسی عمل سے وہ انکار نہیں کر سکے گا ۔ اس لئے کہ اس کے ہاتھ ، اس کے پیر ، اس کی آنکھ ، اُس کے کان ، اُس کی زبان ، سب اس کی گواہی دیں گے کہ : اس نے کیا عمل کیا ہے ، اگر بڑے کام کئے ان سب کی گواہی ہو گی ۔ تو ہر چیز کی ایک باطنی شکل ہے ۔ اچھے کام اچھی شکل میں نظر آئیں گے ۔ برے کام بری شکل میں نظر آئیں گے ۔ سانپ بچھو بن کے ، آگ بن کر نظر آئیں گے ۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پہلے تو اس نے ہماری تہدید کی کہ تم کافروں کا ساتھ نہ دو منافقت نہ کرو ، وہ تمہارے لئے قابلِ اعتماد دوست نہیں ہیں دوسری یہ کہ اگر تمہارا اللہ تعالیٰ سے واسطہ ہے تو تم کیسے اللہ کے دشمنوں سے دوستی کر سکتے ہو ۔ اب یہ بتایا جا رہا ہے اور پھر ساتھ ساتھ اپنے علم اور قدرت کا بھی ذکر کر دیا کہ ہر بات مجھے پتہ ہے چاہے تم چھپاؤ یا ظاہر کر دو ۔ اللہ تعالیٰ محتاج نہیں ہے وہ تو زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ ہر چیز جانتا ہے ، پھر فرما رہا ہے کہ تم اِحتساب سے تو نہیں بچ سکو



Marfat.com

گے جو کچھ تم نے کیا تمہارے سامنے آئے گا۔ اچھائی کی تو اچھائی سامنے آئے گی بُرائی کی تو برائی سامنے آئے گی۔ تمہارے نامۂ اعمال تمہارے سامنے آئیں گے۔ تمہارے اچھے اعمال بھی اور بُرے اعمال بھی اور برے اعمال بھی تمہارے سامنے آئیں گے۔ اور اس وقت کیا عالم ہوگا، جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے بغاوت کی جن لوگوں نے بُرے کام کئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اِنتباہ کو اور تحذیر کو بُرا مانا اِس نے جن چیزوں سے منع کیا تھا اس سے پرہیز نہیں کیا ان کا کیا حشر ہوگا۔

تود : کہتے ہیں محبّت کرنے کو چاہنے کو اُسی سے بنا ہے ودُود : ودُود، اللہ تعالیٰ محبّت کرنے والا ہے۔

تود : اس دن وہ شخص آرزو کرے گا، کس چیز کی ؟ : لو ان بینها و بینه امدا بعیدا : اس دن اس کا جو اعمال نامہ ہے یوم قیامت کے دن، اس کے درمیان ایک بہت بڑا فاصلہ بن جائے یعنی وہ اپنے اعمال سے بھاگنے کی کوشش کرے گا۔ اس کی یہ خواہش ہوگی لیکن وہ بے بس ہوگا۔ اس لئے کہ اس دن کوئی پچھتاوا کام نہیں آئے گا۔ کوئی عذر کام نہیں آئے گا۔ کوئی بہانہ کام نہیں آئے گا۔

Marfat.com

جو کچھ کیا ہے وہ سامنے ہوگا ۔ ہاں اللہ تعالیٰ کریم ہے، وہ غفور الرّحیم ہے وہ برے کام سامنے نہیں آئیں گے، جنکو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے ۔ معاف فرما رہا ہے ۔ یا وہ بُرے کام جو ہیں وہ نیکی بن کے آئیں گے ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا ہے : میں اپنے بندوں کی برائیوں کو اچھائیوں میں تبدیل کر دیتا ہوں ۔ جب وہ مغفرت فرماتا ہے تو گناہ نیک عمل بن کر سامنے آتا ہے یہ ساری اللہ کی رضا اور مَرضی پر ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہے آپ کی توبہ واستغفار کو قبول کرلیا، آپ کے گناہوں کو بخش دیا، تو وہ گناہ جو ہے آپکے سامنے یا تو آئیں گے نہیں اعمال نامے میں یا نیکی بن کر آئیں گے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ : میں لوگوں کی برائیوں کو اچھائیوں میں تبدیل کر دیتا ہوں ۔

تو : تودلو ان بینھا وبینہ امدا بعیدا : دو لفظ ہیں : امدا بعیدا : امدا، کہتے ہیں اس وقفے کو جو محدود ہو پانچ سال، چار سال ۔ اور عبد وہ وقفہ جو لا متناہی ہو، ہمیشہ ہمیشہ ہو تو وہ : تود لو ان بینھا وبینہ امدا بعیدا : ان کی خواہش ہوگی کہ کچھ عرصے کے لئے ٹل جائے کہ موقع



Marfat.com

لے ہم کچھ نیکیاں کرلیں لیکن اُس دن ایسا نہ ہوگا : ویحذر کم اللہ نفسہ : اے مومنو! اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ وہ تمہیں بتاتا ہے پہلے تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایسا نہ کرو پھر تمہیں بتاتا ہے کہ اس کے علم میں سب کچھ ہوتا ہے چاہے تم کھلے عام کرو یا چوری چھپے کرو۔ اس لئے کہ اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے اسکی قدرت سے کوئی باہر نہیں۔ اور وہ تو تمہارے سارے اعمال نامے تمہارے سامنے پیش کر دے گا اور تم کو خود ہی اپنا فیصلہ کرنا پڑے گا اور تم مجبور ہوگے اپنے کو سزا دینے کے لئے : واللہ رؤف بالعباد ۵ : رؤف کہتے ہیں جو انتہائی مہربان ہو۔ عباد کا مطلب ہے بندے، اس سے عام بندے مطلب ہیں۔ لیکن کلامِ پاک میں عباد کا لفظ جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے استعمال فرمایا ہے وہ اُن لوگوں کے لئے فرمایا ہے جو صاحبانِ ایمان ہیں : یاایھا العباد ، یا عباد الرحمان : اور عبد جو ہے وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی استعمال فرمایا ہے۔ تو مومنین کے لئے عباد کا لفظ استعمال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کے ساتھ انتہائی مہربان ہے۔ اس لئے کہ ان کو وہ بتا دیتا ہے قبل از



Marfat.com

وقت کہ ان چیزوں سے بچو! یہ تمہارے لئے نقصان دہ ہیں۔ اس کی تمہیں سزا مل سکتی ہے، اَب بھی وقت ہے کہ سنبھل جاؤ اور نیک اعمال کرو۔ تو ابھی تو اس نے ایک بیماری کی تشخیص فرمائی کہ جب تم بُرے اعمال کرو گے تو اس کا ردِّ عمل تمہارے سامنے آجائے گا۔ اَب اِس کا علاج کہ ان چیزوں سے بچنا کس طریقے سے ہے، برائیوں سے اور اچھائیوں کی طرف جانا کس طرح سے۔ وہ نسخۂ کیمیا اللہ تعالیٰ اگلی آیت میں بیان فرما رہا ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللہ..... واللہ غفور رحیم ٥ : اے میرے حبیب ﷺ! آپ ان لوگوں سے، جو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو بنی اسرائیل کے ہیں، ہم تو پیغمبروں کی اولاد ہیں، ہم تو اللہ کے پیارے ہیں، آپ ان سے کہہ دیجئے جو یہ کہتے ہیں کہ: ہم تو بُت پرستی کرتے ہیں صرف اللہ کو خوش کرنے کے لئے۔ ان لوگوں سے کہہ دیجئے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُلوہیت کی صفات بیان کرتے ہیں۔ اور شرک کرتے ہیں اور پھر بعد میں یہ کہتے ہیں کہ: ہم تو اللہ کی محبّت کے لئے کرتے ہیں، یہ سب جھوٹے ہیں۔ آپ ان سب سے کہہ دیجئے کہ: فوز و فلاح جو ہے کامیابی کا راستہ ایک ہے وہ



Marfat.com

یہ ہے کہ تم میرے پیچھے پیچھے لگ جاؤ۔ میرے غلام بن جاؤ۔ تم وہ کرو جو میں کرتا ہوں۔ میرے فرائض ہیں میرے واجبات ہیں۔ میری سُنتیں ہیں۔ میری عادات ہیں۔ جو شریعت کہلاتی ہیں۔ جو کچھ میں کرتا ہوں اس کی اِتباع کرو تو یہ اللہ کی محبّت ہے: قل ان کنتم تحبون اللہ: اَے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان تمام لوگوں سے جو محبّت کا دعویٰ کرتے ہیں ان سب سے کہہ دیں کہ اگر تم اللہ کی محبّت رکھتے ہو تو: فاتبعونی: میری اِتباع کرو۔ اِتباع جو ہے وہ پیچھے چلنے کو کہتے ہیں۔ لیکن شرعی معنوں میں اِتباع کا مطلب ہے انتہائی خلوص اور محبّت کے ساتھ عقیدت کے ساتھ کسی کی پیروی کرنا تو سَرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اَدب و محبّت و خلوص کے ساتھ اِن کی پیروی کرنے کو اِتباع کہتے ہیں۔ یعنی جس طرح غلام آقا کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں ان کی ہر خواہش اور ہر عمل کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں اس طریقے سے تم ان کے غلام بن کے رہو۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناؤ۔ ان کے فرائض اور واجبات ان کی سُنتوں اور عادات کو اپناؤ تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوسکتی ہے۔ نہ صرف

یہ ہوگا کہ تم اللہ کو چاہو گے بلکہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی پسند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے تم محبوب بن جاؤ گے اس لئے کہ حضورؐ جو ہیں وہ تو محبوبِ اعظم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ساری محبتیں ان کے پاس ہیں۔ اور جو بہت ہی پیارا ہو جاتا ہے، اس کے تو غلام بھی پیارے ہو جاتے ہیں۔ تو سرکار دو عالمؐ کی اِتباع کا اِنعام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے محبت کرنا شروع کر دیتا ہے اس لئے کہ اس کے محبوب کے وہ غلام ہیں ان کے محبوب کے ہر عمل کی پیروی کرتے ہیں: ویغفرلکم ذنوبکم: نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو جاؤ گے بلکہ تم سے جو غلطیاں ہوئی ہیں یا گناہ سرزد ہوئے ہیں وہ بھی معاف فرما دیں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ: واللہ غفور رحیمؐ: کہ وہ بخشنے والا بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی ہے۔ اُس کو اُن سب پہ رحم آجاتا ہے جو اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتباع کرتے ہیں اُن کی غلامی کرتے ہیں۔

اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے، جو منافقین تھے۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ: اس آیت سے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف کہہ



Marfat.com

دیا کہ میری اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے ۔ میری اتباع ہی اللہ تعالیٰ کی اتباع ہے۔ میری اتباع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے خوش ہوگا۔ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ تو یہ تو بالکل اسی طرح سے اِنہوں نے کرنا شروع کر دیا۔ نعوذ باللہ من ذالك ۔ جیسے عیسائی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہیں تو اَب یہ تو اللہ تعالیٰ کی برابری ہوگئی کہ نعوذ باللہ من ذالك ان کی اتباع کریں، ان کا کہنا مانیں۔ تو اللہ کے محبوب بن جائیں گے۔ تو اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا : قل اطیعوا اللہ والرسول : آپ فرما دیجئے کہ : آپ اللہ اور رسول کا حکم مانیں یعنی اتباع جو ہے وہ تو اللہ کی اطاعت میں ہے ۔میں تو اللہ کی اطاعت کرتا ہوں تو جو میری اطاعت کرے گا وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور آپ اُن لوگوں سے جو آپکی اتباع پہ طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں ان کے حکم پر آپ ان سے کہہ دیں کہ اللہ اور رسول کا حکم مانو ۔ اگر اللہ اور رسول کا حکم مانو گے تو خود بخود ہی اتباع کرنا شروع کر دوگے : فان تولّو : اور اگر تم نے منہ پھیر لیا ان کی اطاعت سے اللہ کی اطاعت سے : فان اللہ لا یحب الکٰفرین ٥ : تو اللہ تعالیٰ کافروں سے



Marfat.com

محبّت نہیں کرتا۔ ان کو برے ٹھکانے میں پہنچائے گا، جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور کیا ہی وہ برا ٹھکانہ ہے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے دردناک عذاب میں ہوں گے۔

اس کا پچھلی آیت سے کیا تعلق ہے، جیسا کہ میں نے شروع میں بیان کیا تھا کہ مسلمانوں کو کافروں سے الگ رہنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور اَب اس کی سزا یہ کہ: اگر دنیا میں ان کا ساتھ دیا تو آخرت میں بھی اُنہی کا ساتھ ہوگا۔ اور وہ بہت دردناک ساتھ ہوگا۔ دوسرا تعلق یہ کہ پہلے کفّار سے دلی محبّت کی ممانعت تھی، مگر ظاہری برتاؤ کی اِجازت تھی۔ اَب رَغبت اور خوف کا ذکر ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ کے کہنے پر تم نے عمل کیا، تمہارے نیک کام تمہارے سامنے آئیں گے اور خوف کا ذکر ہے کہ اگر تم نے نہیں کیا، تو چاہے وہ عمل تم چھپاؤ یا ظاہر کرو وہ تمہارے سامنے آئے گا۔ تو پہلے اللہ تعالیٰ نے عذاب کے دن سے ڈرانے کا ذکر کیا تھا اور اَب عذاب کی تفصیل یہ کہ: کس طریقے سے وہ اعمال سامنے آئیں گے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا ذکر تھا، تو جو کچھ آسمان و زمین میں ہے وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اَب بندوں کی مجبوری اور عجز و نیاز کا ذکر ہے کہ



Marfat.com

وہ اُس دن مجبور ہوں گے، ان کے اعمال ان کے سامنے ہوں گے۔ اِنکار نہ کرسکیں گے۔ اس لئے یہ دونوں چیزیں مل کر ایمان کو پختہ کرتی ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی قدرت کا تکرار، اور دوسرے اپنے عاجزی، اور بے چارگی کا احساس۔ جب یہ دونوں چیزیں ایک دم ہوتی ہیں تو ایمان کو تقویت ملتی ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ یہاں پر: یوم تجد کل نفس ما عملت : نفس کا مطلب ہے تمام لوگ۔ لیکن وہ لوگ ہیں جو مکلّف ہیں، یا جن کو شریعت کی پابندی ہوتی ہے جیسے نابالغ بچّے ہیں جو ذہنی طور پر صحتمند ہیں۔ ان لوگوں پر اعمال کی اچھائی برائی کی جواب دِہی نہیں ہے۔ لیکن جو ہوش وحواس میں ہیں تندرستی کے ساتھ ہیں۔ اور اپنے عمل کو جانتے ہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں ان سب کا حساب کتاب ہوگا۔

اقراء کتٰبک ..... حسیبا ۱۴/۱۷ : اپنا اعمال نامہ پڑھ لو آج کے دن تم خود ہی اپنے منصف بنو گے۔" اس پہلی آیت کی خلاصہِ تفسیر یہ ہوئی کہ: اے لوگو! قیامت کے دن اس وقت پر ہر وقت نظر رکھو جس دن ہر شخص اپنے بھلے بُرے تمام کام اپنے سامنے پائے گا۔ نیکیاں اچھّی شکل

Marfat.com

میں پیش ہوں گی اور بُرائیاں بُری شکل میں۔ مثلاً وہ وہ مال جس میں آپ نے زکوٰۃ چُرالیا اور نہیں دیا وہ مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں آپکی طرف بڑھے گا کہ میں ہی وہ مال ہوں جس کی تم نے زکواۃ نہ دی تھی ۔ روزے ، نمازیں انسان کو حَسین عورتوں کی شکل میں پیش کی جائیں گی ۔ اِس دن ہر بدکار یہ آرزو کرے گا کہ کاش وہ قیامت میں حاضر نہ ہوتا ۔ کچھ عرصے کے لئے دُور رہتا اور اپنے گناہوں سے دُور بھاگا ہوتا ۔ مگر اِس وقت کا کوئی پچھتاوا کام نہ آئے گا ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ڈراتا ہے اور کہتا ہے کہ ابھی بھی دُنیا میں تمہیں موقع ہے کچھ تم تھوڑی سی نیکیاں کمالو ۔ اللہ تعالیٰ تم پر بہت مہربان ہے اس لئے تمہیں دُنیا میں اپنے غیض وغضب سے ڈراتا ہے تاکہ تم سنبھل سکو اور اس غیض وغضب سے بچ سکو ۔

اس کی ایک تفسیرِ صُوفیانہ ہے وہ یہ کہ : انسان کے اعمال کا اَثر اس کے نفس پر نقش ہو جاتا ہے ۔ برے اعمال کے نقش ہوتے ہیں کہ : وہ بار بار بُرے اعمال کرے ۔ تو نفس نقوش جو ہیں وہ مستقل ہو جاتے ہیں ۔ اور وہ برائی میں مضبوط ہو جاتا ہے ۔ اور زندگی میں نفس اپنے کام میں مشغول



Marfat.com

ہوتا ہے اپنے کام کی طرف راغب کرنے کے لئے۔ اِس وجہ سے اُن برائیوں کے نقوش پہ نگاہ ہی نہیں پڑتی۔ قیامت کا دن جب بھی ہوگا اِس دن نفس کا کام ختم ہو جائے گا ، وہ بے کار ہو جائے گا۔ اس وقت وہ اپنے پر نگاہ ڈالے گا، جب وہ نگاہ ڈالے گا تو اپنے کو بے کس و مجبور پائے گا۔ اور ساری برائیاں نقوش کے طور پر اس کے سامنے نظر آئیں گے۔ لہٰذا جو صوفیانہ زندگی کا طالب ہے اُن کو چاہیئے کہ اپنی برائیوں پر نگاہ رکھیں۔ اُن بُرائیوں کو اپنے نفس پہ نقش نہ ہونے دیں۔

پھر یہ دو آیات جو ہیں کہ برائیوں سے کس طرح بچا جاسکتا ہے اور کس طرح راغب ہوا جاسکتا ہے۔ ان آیات کا کیا تعلق ہے۔ پہلے تو اِتباعِ کفّار سے علیحدگی کی ترغیب دی گئی۔ اور اَب اِتباعِ رسُول ﷺ کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ اور پہلے جو ہے پرہیز بتایا گیا۔ کہ فلاں چیز سے پرہیز کرنا ہے اور اَب علاج بتایا جا رہا ہے کہ کس علاج سے برائیاں دور ہوں گی اور اَچھائیاں آئیں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ کفار سے اور برائیوں سے بچنے کا نسخہ کیا ہے؟ وہ ہے حُبِّ رسُول ﷺ۔ اطاعتِ رسُول ﷺ اور اِتباعِ

Marfat.com

رسول ﷺ - یہی وہ نسخۂ کیمیا ہے۔ اگر سرکار دو عالم ﷺ کی محبت ان کی اطاعت اور اتباع، ان تین چیزوں کو ہم نے اپنالیا تو ہم برائیوں سے بچے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم، اور مغفرت کے سزاوار ہوں گے۔ چوتھی بات یہ کہ پچھلی آیت میں تحذیر تھی جو ایسا کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا ہے۔ اب یہ بتایا جا رہا ہے۔ اب تحذیر دی جارہی ہے کہ تم اس سے بچنے کیلئے میرے حبیب ﷺ کی پیروی کرو۔ اور یہ وعدہ بھی کیا جارہا ہے کہ تم ایسا کرو گے تو تمہیں انعام ملے گا۔ تمہارے گناہ بھی معاف ہوں گے اور تمہیں محبوبیت کا انعام ملے گا۔

اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ ایک مرتبہ کہیں تشریف لے جارہے تھے تو آپ ایک جماعتِ قریش میں گزرے، انہوں نے زمین میں بُت گاڑے ہُوئے تھے۔ اور ان بُتوں کو سجا رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم تو آلِ ابراہیم ہو، تم بُتوں کو سجدہ کرتے ہو۔ تو تم نے دینِ ابراہیم کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کی محبت میں ایسا کرتے ہیں۔ تاکہ ہم اس کے قریب ہو جائیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سے



Marfat.com

قریب ہونے کا تو ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کے حبیبؐ کی اِتباع کرو۔

دوسری شانِ نزول یہ ہے کہ آپؐ نے کعب بن اشراف جو یہودی تھا اور اس کے تابعین کو دعوتِ اِسلام دی انہوں نے کہا کہ ہم تو اللہ کے پیارے ہیں ہمیں آپ سے کیا سَروکار؟ اس وقت یہ آیت اُتری کہ اللہ کا پیارا وہی ہوگا جو سرکارِ دو عالم ﷺ کی اِتباع کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا تو ایک ہی نسخۂ کیمیا ہے اور وہ ہے میرے نبی کریم ﷺ کی اِتباع۔ اس کا خلاصۂ تفسیر یہ ہے کہ آپ فرما دیں جو آپ کے وسیلے کے بغیر میری محبّت کا دم بھرتے ہیں اُن سب عیسائیوں سے، ہندوؤں سے، عابدوں سے، بت پرستوں سے، کہہ دیں کہ: اگر تم خدا سے محبّت کرنا چاہتے ہو تو نہ مجھ سے مقابلہ کرو نہ میری برابری کرو۔ بلکہ میری اِتباع کرو، میرے غلام بن کر میرے پیچھے پیچھے چلو۔ پھر رَبّ بھی تمہیں محبوب بنالے گا۔ اور جو چاہو گے وہ کرے گا۔ میں ربّ کا محبوب ہوں اور محبوب کے غلام بھی محبوب ہوتے ہیں۔ اے میرے حبیب ﷺ! یہ بھی اعلان کردو کہ اللہ اور رسول کی اتباع کرو اور فرائض



Marfat.com

واجبات کو ان کی پیروی کو لازم جانو۔ اگر وہ اللہ، اور رسول کی اطاعت سے منہ موڑلیں تو وہ کافر ہیں۔ اطاعت تین۳ قسم کی ہوتی ہیں ایک اطاعتِ محبّت جیسے بچّے اپنے والدین سے کرتے ہیں، اور ایک اطاعتِ خوف جیسے حاکم کی اطاعت نہ کی تو سزا ملے گی، اور ایک حرص کی جیسے آقا نوکر کی کرتا ہے۔ سب سے اچھّی محبّت اطاعت محبّت ہے لہٰذا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی محبّت کی اطاعت چاہیئے ان سے محبّت کریں اس محبّت کے تقاضے کے تحت ان کی اطاعت کریں۔

بخاری شریف میں عبد اللہ ابن ہشام سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ: اَے اللہ کے حبیبؐ! آپ پہ لاکھوں دُرود و سلام! آپ پہ میری جان قربان! میری جان کے علاوہ آپ ہر چیز سے زیادہ پیارے ہین۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اے عمر! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب تک کہ کوئی شخص اپنی جان سے بھی زیادہ مجھ سے محبّت نہیں کرے گا وہ ہرگز مومن نہ ہوگا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ: اے اللہ کے حبیبؐ!



Marfat.com

آپ پر میرے ماں باپ قربان میں اپنی جان سے بھی زیادہ آپ کو پیارا رکھتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اَلآن: اَب تم بے شک پکّے مومن ہوگئے ہو۔

تو اے عزیزانِ محترم! سرکار دو عالم ﷺ سے محبت جو ہے وہ جُزوِ ایمان ہے۔ جب اُن سے محبت ہوگی تو ان سے سچی اتباع بھی ہوگی۔ اس آیتِ مبارکہ سے کچھ اُصول مرتب ہوتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ اللہ کے محبوبِ اعلیٰ ہیں۔ اور ان کے غلام محبوب ہیں۔ اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ جس کی محبوبیت کے صدقے میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی محبوبیت ملی ان کا کیا مقام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ انہیں کتنا چاہتا ہوگا اور کتنا پیارا رکھتا ہوگا کس مقام پہ رکھتا ہوگا۔ ان کے چاہنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ دوسرا اُصول یہ ہے کہ جو سرکار دو عالم ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرے لیکن آپ کی سُنتوں کا مخالف ہو، اُن پہ عمل نہ کرے، وہ جھوٹا ہے، کاذب ہے، وہ سچا نہیں ہوسکتا، اور اس کی محبت سچی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ جو سرکار دوعالمؐ سے محبت کرے گا وہ ان کے فرائض واجبات اور سنتوں اور سنن و آداب ہر چیز کا اَدب کرے گا۔ تیسرا اُصول



Marfat.com

یہ ہے، یہاں اللہ تعالیٰ نے دو احکام دیئے ہیں۔ ایک تو: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی : اور دوسرا ہے : قل اطیعوا اللہ والرسول : اتباع کا بھی حکم دیا اور اطاعت کا بھی حکم دیا۔ اتباع اور اطاعت میں بہت بڑا فرق ہے۔ اِتباع خاص ہے، اور اطاعت عام ہے۔ اسی لئے اتباع کا درجہ جو ہے وہ زیادہ بلند ہے۔ یہ نہیں کہا کہ : میری اور میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے سے تم محبوب ہو جاؤ گے، بلکہ یہ کہا کہ : اُن صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو، اور وہ جسکی اطاعت کرتے ہیں اُس کی اطاعت کرو۔ کیونکہ اطاعت ، فرمانبرداری ہے جبکہ اتباع، پیروی ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی اطاعت فرماتے ہیں اور ہمیں اُن کی اتباع کا حکم ہے۔ اِس طرح اِتباع اور اطاعت کا حکم ہوا۔

کچھ لوگ محبّت اور اس کے اظہار پہ کفر اور شرک کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ پچھلے سال میں بیٹھا ہوا تھا، حرم شریف میں، گنبدِ خضراء کے پاس، تو فتویٰ دیا جارہا تھا کہ سب سے بڑا فتنہ جو ہے جماعت اہل سنت والجماعت ہے، یعنی وہ لوگ جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبّت کا اظہار کرتے ہیں. اَب کی دفعہ وہ فرما رہے تھے کہ ہم لوگ یعنی سرکار دو عالم ؐ



Marfat.com

سے محبّت کرنے والے ان کو زندہ جاننے ، ان سے مَدد چاہنے والے لوگ شرک کرتے ہیں ، اور فلاں فلاں صحابہ نے یہ کہا تھا کہ شرک جو ہے وہ فتنہ ہے اور فتنہ : اشد من القتل : ہے ، یعنی انہوں نے وہاں مسجد میں بھی بیٹھ کر یہ فتویٰ دے دیا کہ : سرکار دو عالم ﷺ سے محبّت کرنے والے لوگ، اِس کا اظہار کرنے والے لوگ وہ مشرک ہیں وہ بہت بڑا فتنہ ہیں ان کو قتل کرنا جائز ہے ، یعنی جو محمد بن عبدالوہاب نے کیا تھا وہ اب ان کا ارادہ ہے۔ اور آہستہ آہستہ کرتے بھی جارہے ہیں ۔ اسی لئے جگہ جگہ وہ اتنے وہابی تیار کر رہے ہیں ، اپنے ملک میں یہ فتویٰ دے کر کے جب بھی ان میں طاقت آئے تو وہ ان لوگوں کو قتل کر ڈالیں گے ۔

یہ یہود کی عادت ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے محبت کرنے والوں پر شِرک کا فتویٰ لگاتے ہیں اور اُنہیں کافر کہتے ہیں ۔ چھٹا اُصول یہ ہے کہ : سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبّت ہی خُدارسی کا ذریعہ ہے ان کے علاوہ کوئی اور عمل، اور کسی اور کی اطاعت خُدا تک نہیں پہنچا سکتی ۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ بغیر نبی کریم ﷺ کے واسطے کے اور وسیلے



Marfat.com

کے کوئی اللہ تک پہنچ جائے گا۔ یہ ناممکن ہے۔ اور یہی فرق ہے اہلِ سنت وجماعت میں اور وہابیوں میں۔ وہابی یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے اعمال کے بغیر اور بغیر نبی کریم ﷺ کے وسیلے کے اللہ تک پہنچ جائیں گے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ بغیر سرکار دو عالم ﷺ کی غلامی کے، اُن کی اِتباع کے، اور وسیلے کے ہمیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا: نعوذباللہ من ذالك: وہ فرما رہا ہے کہ نبیٔ پاک ﷺ کی حیات بعد موت وہ عالمِ برزخ کی زندگی ہے کہتے ہیں کہ مَرنے کے بعد ہماری زندگی عالمِ برزخ میں ہوتی ہے۔ وہ عام مومنین کے لئے ہے وہ اس کے لئے نہیں ہے کہ چلتا پھرتا زندہ جو ہے وہ خانہ کعبہ سے اُٹھ کے وہ مسجدِ اقصیٰ پہنچ گئے۔ اور مسجدِ اقصیٰ سے سِدرۃُ المنتہیٰ پہنچ گئے۔ اور پھر سِدرۃُ المنتہیٰ سے اللہ تعالیٰ کے تخت کے سامنے پہنچ گئے، اور قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْاَدْنیٰ ہوگئے۔ یہ عام آدمی کی زندگی تو نہیں ہے تو عالمِ برزخ کی جو زندگی ہے وہ عام آدمی کی ہے نہ وہ دنیا ہے، نہ وہ عقبیٰ ہے تو کہتے ہیں کہ ان کی زندگی کا جو ذکر ہے وہ یہ ہے کہ ان کی زندگی عالمِ برزخ کی زندگی ہے نہ وہ اس دنیا میں جا سکتے ہیں نہ اس دُنیا

میں جو کچھ وہ کہہ رہے تھے وہ سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگانِ دین اور آئمہ مجتہدین نے جو کچھ کہا ہے جو روایتیں ہیں ان سب کے خلاف ہیں ۔ تو یہ سمجھنا کہ سرکارِ دوعالم ؐ کی محبت اور وسیلے کے بغیر کچھ مل جائے گا اللہ تعالیٰ سے، یہ ناممکن ہے ۔ اطاعتِ رسول سے دُنیا میں ایمان اور آخرت میں اِنعام میں جنتیں ملتی ہیں ۔ مگر اتباعِ رسول سے دنیا میں ایمان ، ایقان اور محبوبیت اور آخرت میں بقائے ایمان رحمٰن ملتا ہے ۔ آخری بات یہ کہ سارا جہان آپ کا اُمتی ہے ۔ سرکارِ دو عالم ﷺ صرف اپنے زمانے اور بعد میں آنیوالے مومنین کے رسول نہیں ہیں ۔ان کی اُمت میں سارا جہاں ہے سارے انبیاء ان کے اُمتی ہیں ۔ سارے جن و ملائکہ ان کے امتی ہیں ۔ شجر حجر سب ان کے اُمتی ہیں ۔ درخت بھی ان کی جُدائی میں روتا تھا ۔

اے عزیزان محترم اُن کی اطاعت جو ہے سب پر لازم ہے سارے جہان پر لازم ہے ۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا : اے میرے حبیب ! آپ کہہ دیجئے کہ جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے دَراصل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ۔ سب پر ، شجر حجر پر ، جن و اِنس پر ، ملائک اور انبیاء



Marfat.com

پر، سب پر اللہ کی اطاعت لازم ہے اور جس نے حبیبؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اِس کی ایک تفسیرِ صوفیانہ ہے کہ: سرکار دو عالم ﷺ کی اطاعت ہی محبوبیت کا مرکز ہے۔ مرکز کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ دائرے کے اندر ہر نقطے سے اس کا تعلق ہوتا ہے۔ تو سرکار دوعالمؐ کی توجہ اور ان کا کرم اور انؐ کے انوار جو ہیں ان سب پر ہے جو ان کی محبت کے دائرے کے اندر ہیں۔ تو آپ محبوبیت کے دائرے کے ہر نقطے پر فیض رساں ہیں آپ کی اطاعت واتباع آپ سے ظاہری و باطنی نسبت کا ذریعہ ہے۔ جب آپ سے ظاہری اور باطنی مناسبت پیدا ہوجاتی ہے تو پھر قلبی مناسبت ہو جاتی ہے، روحی ہو جاتی ہے، سِرّی ہو جاتی ہے اس نسبت سے تابعدار کو محبوبیت حاصل ہو جاتی ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ قطبِ محبوبیت ہیں۔ محبوبیت ان کے چاروں طرف گھومتی ہے۔ اور جتنی زیادہ اِنکی اِتباع ہوگی جتنی زیادہ ان سے محبت ہوگی اُتنی زیادہ اِن سے مناسبت پیدا ہوگی اور جتنی مناسبت زیادہ ہوگی اتنی زیادہ نورانیت غالب ہوگی۔ اور جتنی نورانیت غالب ہوگی اتنی زیادہ محبوبیت ظاہر ہوگی۔ کیوں ہم کہتے ہیں ہمارے آقا حضرت



Marfat.com

شاہ افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ اللہ کے محبوب ہیں اس لئے کہ جب وہ کسی کے لئے دُعا کرتے تھے تو دُعا ہو جاتی تھی جب کوئی دُنیاداران کے کسی غلام کو نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔ تو وہ اُس دنیاداری کا پتہ صاف کر دیتے تھے۔ تو یہ کیا نشانی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کی تھی کہ: اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا تصرف دیا تھا کہ بادشاہوں کی بھی چھٹی کر دیتے تھے۔

میں ایک دفعہ انکے حجرے میں بیٹھا ہوا تھا فیصل آباد میں کیونکہ وہ قطب العالم تھے، ساری دُنیا کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے۔ تو ایک دم جذب میں آگئے ہم کو حکم ہوا کہ ہم چلے جائیں۔ جاتے جاتے ہم نے سُنا۔ جلال میں آکر کہا۔ مارو اس حرام زادے ترکئی کو۔ انہوں نے زور سے کہا مارو اس حرام زادے ترکئی کو۔ دوسرے دن اخبار میں پڑھا کہ افغان کا صدر ترکئی جو روس کا ایجنٹ تھا وہ قتل کر دیا گیا، مار ڈالا گیا، تو ان لوگوں کے یہ تصرّفات ہوتے ہیں جو آدمی دین اور اسلام کی جڑ کاٹنے کی کوشش کرتا ہے ان کی جڑ یہ کاٹ سکتے ہیں۔ ان کا یہ کہنا جذب میں پتہ نہیں کس کو حکم دے رہے تھے وہ کہ مارو اس حرامزادے ترکئی کو ہم



Marfat.com

نے اتنا ہی کام لینا تھا دوسرے دن اسلام آباد میں اخبار میں دیکھا کہ ترکئی صاحب کو قتل کر دیا گیا۔ شاہ افضل سرکارؒ فرماتے ہیں کہ میں ہر وقت سرکار دو عالم ﷺ کے قدموں میں سجدے میں رہتا ہوں۔ تو انکی محبوبیت کا انکی رُوحانیت کا سرکارِ دو عالم ﷺ کا قلبی و روحانی یہ عالم تھا جب اتنی مناسبت ہوگی کہ ہر وقت ان کے قدموں میں سجدے میں رہیں گے تو پھر ان کی محبوبیت بھی اسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند ہوگی۔ آپ کی مخالفت سے آپکی دُوری پیدا کرتی ہے۔ اس لئے کہ جو مرکز سے جتنا بھی دُور ہوگا اتنا ہی زیادہ نور کم ہوگا یہ لین پوسٹ ہے اسی کے نیچے کھڑے ہوکر شاید ہم تمہارا خط بھی پڑھ سکیں۔ لیکن ۱۰ گز دور چلا جائے گا۔ اسی طرح جتنی سرکار دو عالم ﷺ سے دوری ہوگی اتنی زیادہ نور کی کمی ہوگی۔ اور ان کی مخالفت سے دوری پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے جو "فنا فی الرسول" ہے اس کے ذاتی اور صفاتی گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ ان سے حقانی صفات عطا فرماتا ہے اس لئے کہ وہ غفور الرحیم ہے وہ اس پر رحم فرماتا ہے جو اس کے حبیب ﷺ پر فنا ہو چکے ہیں۔



Marfat.com

یہاں پر میں ایک حکایت سناؤں سلطان محمود غزنوی کی ۔ حضرت شیخ ربّانی ابوالحسن فرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلطان بہت ہی معتقد تھا اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی کرم تھا وہ ایک لاکھ درود شریف روزانہ پڑھتا تھا تو ایک رات اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، کہا دیکھو! تم اتنا وقت گزارتے ہو دُرود پڑھنے میں. تو تم کس طرح امور سلطنت نبھاؤ گے ۔ وہ بھی ایک تمہاری ذمے داری ہے اس نے کہا کہ حضور میں تو ایک لاکھ دفعہ پڑھتا ہوں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سُلطان محمود کو دُرود لکھی سِکھایا ۔کہ تم اس کو یاد کرلو یہ تم پڑھو گے تو ایک لاکھ درود شریف کا ثواب دیا جائے گا ۔تم یہ پڑھ لیا کرو اور اپنا وقت مخلوق کی خدمت میں صرف کرو اور دین کی خدمت میں۔تو اِس نے پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کیا شان ہے ؟ تو حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو ان کی زیارت کرلے وہ جنتی ہے ۔ تو محمود غزنوی نے کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے اس لئے کہ ابو جہل نے تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، اور وہ دوزخی کافر مَرا' وہ کیسے' وہ کیوں نہیں جَنّتی ہوا؟ تو حضرت ابُو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ : ابو جہل نے

محمد رسول ﷺ کی زیارت نہیں کی اس نے صرف محمد ابنِ عبد اللہ کی زیارت کی۔ اس نے تو صرف محمد بن عبد اللہ کو دیکھا، اس نے محمد رسول ﷺ کو دیکھا ہی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کو اس نے ایک بھتیجے کی شکل میں دیکھا جس نے بغاوت کردی ہے اپنے بڑوں کے دین سے۔ اور اللہ کی نبوت کا دعویٰ کردیا۔ اللہ کا نبی اس نے مانا نہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو عقیدت سے دیکھے گا، محبت سے دیکھے گا وہ اِنشآءَ اللہ تعالیٰ جنّتی ہو جائے گا۔ یہ بالکل اسی طریقے سے ہے جب آپ مرشد سے محبت کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کیا کرتا ہے۔ اس کی محبت میں اپنی قربت عطا فرماتا ہے، تو اس وجہ سے فنائیت کے بڑے درجے ہیں۔ فنافِی الشیخ، فنافِی الرسُول، فنافِی اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا فضل وکرم فرمائے۔ اور ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم دل وجان سے انتہائی محبت سے اخلاص کے ساتھ سرکارِ دو عالم ﷺ کی اتباع کریں، اِن سے محبت کریں، ان کے دین سے محبت کریں، ان کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۝



Marfat.com

## پارۃ تِلْكَ الرُّسُلُ سُوْرَۃ اٰلِ عِمْرٰن

### اٰیات نمبر: ۳۳، تا، ۳۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ
اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾
ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ
عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾

بے شک اللہ نے چن لیا آدم، اور نوح، اور ابراہیم کی آل، اور عمران کی آل کو سارے جہان سے ﴿۳۳﴾ یہ ایک نسل ہے ایک دوسرے سے، اور اللہ سنتا جانتا ہے ﴿۳۴﴾

اے عزیزانِ محترم! میں نے ۳۳، اور ۳۴، آیات



Marfat.com

کی تلاوت کی ہے ۔ پچھلی محفل میں ۳۱ ، اور ۳۲ ، آیات کی تفسیر پیش کی تھی ۔ اور انشآء اللہ ۳۳ ، اور ۳۴ کی تفسیر پیش کروں گا ۔

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ : قل اطیعوا اللہ والرسول : قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ..... غفور الرحیم ۝ : پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ : یہود و نصاریٰ کے ساتھ کفّار اور مشرکین کے ساتھ کوئی رابطہ نہ رکھو ۔ اور یہود و نصاریٰ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ہم تو اللہ کے پیارے ہیں اس لئے کہ ہم بنی اسرائیل ہیں ۔

تو اے عزیزانِ محترم ! اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب کیا دیا ؟ کہ میں نے اپنا نبیءِ آخرُ الزّماں ﷺ بھیج دیا ہے ۔ جس کے ذریعے سے دینِ ابراہیمی کی تکمیل کر دی ہے ، اَب جو اس کی شریعت پر چلے گا جو اس کی اتباع کرے گا وہی میرا محبوب ہوگا ۔ یاد رکھیں کہ یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ اللہ کی محبّت میں کرتے ہیں ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا کہ اللہ تعالےٰ کی محبّت کا صرف ایک معیار ہے ۔ اور وہ معیار کیا ہے ؟ کیا تم اللہ تعالیٰ کے محبوب کی اتباع کرتے ہو ؟ ان کی شریعت



Marfat.com

اور دین کی پابندی کرتے ہو۔ تمہارے اعمال، افعال، افکار تمہارے اذکار کا معیار کیا ہے؟ اگر وہ سرکارِ دوعالمؐ کے طور طریقے کے مطابق ہے۔ تو وہ قابل قبول ہے اگر اس کے مطابق نہیں ہے تو سراسر کفر و شرک ہے اور گمراہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اس کا اجر تمہیں کیا ملے گا۔ ایک تو تمہیں درجات ملیں گے، تم محبوبیت کے زمرے میں آجاؤ گے، اور دوسرا یہ ہوگا کہ: ویغفرلکم ذنوبکم: واللہ غفورالرحیم: وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا، تمہیں پاک و صاف، ستھرا اور پاکیزہ کر دے گا۔ اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو رحم کرنے والا ہے۔ اور جو بخشنے والا ہے اور ہمارے گناہوں کو ڈھانپ لینے والا ہے۔ تاکہ مخلوق کی نگاہوں میں تم معظّم و مکرّم بنے رہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: لوگوں نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کی طرح سے ہے کہ جنہوں نے یہ حکم دیا کہ تم میری اِتباع کرو تو اللہ کے محبوب بن جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کا مطلب کیا ہے: قل اطیعوا اللہ والرسول: ان سے کہہ دو کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔



Marfat.com

اس لئے کہ میرے حبیب ﷺ جو ہیں وہ سَراپا قرآنِ مجسّم ہیں۔ان کا ہر عمل ہر قول ہر فِکر جو ہے وہ اللہ کی اطاعت میں ہے تو جس طرح سے سرکارِ دو عالم ﷺ کے عبادات ہیں ان کے معاملات اور معمولات ہیں ان کے اخلاق ہیں وہ اگر تم نے اپنائے اور ان کی اتباع کی تو اللہ کی اتباع کی ، اور اگر تم نے ان سے منہ پھیرا تو تم کافر ہو گئے۔ یعنی سرکارِ دو عالم ﷺ سے غیر وابستگی ہے اللہ تعالیٰ نے اِسے دلیل بنائی کفر کی کہ اگر تم نے مُنہ پھیر لیا اُن سے دور رہے' تو اللہ تعالیٰ کافروں سے کوئی محبت نہیں کرتا۔ اِن دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کے درجات کا ذکر فرمایا کہ : بغیر ان کی اِتباع کی ان کی وفاداری کے اللہ کا قُرب حاصل نہیں ہوسکتا اور اگر اللہ کے بنے رہنا چاہتے ہو تو، اللہ اور اِس کے حبیب ﷺ کی اطاعت کرو۔

اَب اللہ تعالیٰ اگلی آیات میں یہ فرما رہا ہے کہ کیوں ان کی اِطاعت اور ان کی اتباع جو ہے وہ اللہ کی محبوبیت کا ذریعہ ہے ؟ وہ اس لئے کہ وہ خود اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں ، اللہ کے چُنے ہوئے بندے ہیں ، انہیں درجات عطا کئے ہوئے ہیں ، اللہ تعالیٰ نے : ان اللہ



Marfat.com

اصطفیٰ آدم..... علی العالمین ۝ : اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے، چُن لیا ہے، چھانٹ لینا، پسند کرلینا، منتخب کرلینا، اس کو کہتے ہیں اصطفیٰ ۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام اور آلِ ابراہیم علیہ السلام کو اور آلِ عمران علیہ السلام کو سارے عالم پہ فوقیت عطا فرمادی ہے ۔ پسند فرما لیا ہے، چن لیا ہے، ان سارے عالم کے اُوپر ۔ عالم کون سے ہیں ؟ عالمِ ارض اور عالمِ سماء ہے، عالمِ اجسام ہے، عالمِ اَرواح ہے، عالمِ ناسوت ہے، عالمِ ملکوت ہے، عالمِ لاہوت ہے ۔ عالمِ انس ہے، عالمِ جنّ ہے، عالمِ شیاطین ہے، عالمِ ملائک ہے ؛ تو جتنے بھی عالم ہیں چاہے وہ انسان ہوں، زمین کے یا آسمان کے رہنے والے ہوں، چاہے مٹی کی یا نور کی بنی مخلوق ہو، چاہے آگ کی بنی مخلوق ہو، اِن سب پہ اُن کو فوقیت اور درجات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو، اور حضرت عمران علیہ السلام کی اولاد کو سارے عالم پر ۔

اَب حضرت عمران علیہ السلام ؛ یہ نبی نہ تھے، لیکن آپ دیکھیں کہ نسبت کتنی بڑی چیز ہوتی ہے، یہ حضرت مریم علیہا السلام

جو پیدائشی ولیہ تھیں ان کے والد تھے اور حضرت عیسیٰ ؑ کے نانا تھے۔ عمران نام کے دو برگزیدہ ہستیاں گزری ہیں ایک تو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے والد عمران. دونوں کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی۔ لیکن یہاں خاص طور پر ذکر آپ یہ دیکھیں کہ اولاد اگر بڑی ہو تو ماں باپ کو عزت ملتی ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام تمام دوسرے پیغمبروں سے بزرگ ہیں، سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ نبی کریم ؐ کا مقام سدرۃُ المنتہیٰ سے آگے ہے۔ اور حضرت ابراہیم ؑ کا مقام ساتویں آسمان پر ہے، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام انبیاء پر فوقیت کیوں ملی؟ اس لئے کہ اُن کی اولاد میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے تو اسی طریقے سے حضرت عمران علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے درجات اور فضیلت عطا فرمائی، اس لئے کہ ان کی بیٹی ولیۂ کاملہ تھی ان کے نواسے ایک جلیل القدر پیغمبر تھے۔ اور حضرت ابراہیم خلیلُ اللہ کو فوقیت اس لئے بلی تمام انبیاء پر، کہ وہ تمام انبیاء کے باپ ہیں۔ جب ان کی اولاد میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور بڑے باپ کا بیٹا ہونا بھی بڑی بات ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے مقامِ خلّت عطا



Marfat.com

فرمایا تھا۔ مصطفائیت جو ہے وہ اللہ کی پسندیدگی کا ایک معیار ہے لیکن اس سے زیادہ درجات کیا ہیں ؟ مصطفیٰ سے زیادہ بڑا درجہ کس کا ہے ؟ خلیل کا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرے۔ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔ خلت کا، دوستی کا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے دوست تھے۔ خلت اور دوستی سے بڑا درجہ کیا ہے ؟ کہ اللہ تعالیٰ سے خلت کا محبوبیت کا۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حبیبُ اللہ ہیں اس لئے ان کا دَرجہ خلیلُ اللہ سے بڑا ہے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام، وہ آلِ ابراہیم و آلِ عمران وہ بھی اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں، انبیاء ہیں، بزرگ ہیں، اولیاء ہیں، لیکن ان سے بڑا درجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ اور یہ سارے لوگ جو ہیں سارے عالم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قوقیت حاصل ہے یاد رکھیں کہ اِنسان جو پیغمبر ہوتے ہیں وہ فرشتوں کے پیغمبر سے بزرگ و برتر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے بلند ہے، اس لئے کہ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے وہ نہیں جاسکتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاسکتے تھے۔ دَرجے کا تعین کس طرح سے ہوتا ہے کہ کون سی ہستی اللہ سے کتنی قریب ہے؟ سب سے بلند درجہ کس کا ہے ؟ اللہ تعالےٰ سے جو جتنا

Marfat.com

قریب ہے اس کا اتنا ہی بلند درجہ ہے ۔ تو سرکار دو عالمؐ کا درجہ اتنا بلند ہے کہ وہ قاب قوسین اَو ادنیٰ اس کا معیار ہے ۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا درجہ اتنا بلند ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ ان کی حَد ہے ۔

تو اے عزیزانِ محترم ! وہ انس میں جو پیغمبر ہیں ، وہ ملائک میں سے جو پیغمبر ہیں ، وہ بزرگ اور افضل ہیں. عام انسان فرشتوں سے افضل ہے کیوں ؟ کہ انسان مکلّف ہے ۔ انسان کو عمل کی آزادی دی گئی ہے اور وہ عمل کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے جواب دہ ہے ۔ لیکن ملائک اپنے عمل کے لئے جواب دہ نہیں ہیں وہ غیر مکلّف ہیں اِنکو عمل کی آزادی نہیں ہے ۔ وہ شجرو حجر کی طرح سے غیر مکلّف ہیں. لیکن جو پیغمبر فرشتے ہیں جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام وہ عام انسانوں سے افضل ہیں ، تو بات کیا ہوئی ؟ کہ جس کا ربط اللہ سے ہے چاہے وہ پیغمبر کی حیثیت سے ہو ، چاہے پیغام رسانی کے ذریعے سے ہو ، وہ عام انسانوں سے افضل ہے. حضرت آدم علیہ السلام کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ وہ بنی نوعِ انسان کے جَدّ امجد ہیں ان کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے خود انہیں دستِ قدرت سے بنایا ۔ ان کو



Marfat.com

یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں سارے علوم سکھائے۔ اتنا علم سکھایا کہ فرشتوں نے کہہ دیا اے ربّ! آدم کو تو آپ نے سکھایا ہے تمام اسماء۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت عطا فرمائی تو فرشتوں نے کہا کہ اے رَبّ آپ اس شخص کو، اِس ہستی کو آپ خلیفہ بنا رہے ہیں جو دنیا میں جنگ و جدال کرے گا، تو اللہ نے کہا: آدم تم کو میں نے جو اسماء سکھائے ہیں جو علم کے باب سکھائے ہیں وہ ان کو بتا دو۔ فرشتوں سے پوچھا: کیا تمہیں پتہ ہے؟ انہوں نے اپنی لاچاری کا اظہار کیا کہ: اے میرے ربّ! جو کچھ آپ نے ہمیں سکھایا اتنا ہی ہمیں پتہ ہے اس سے زیادہ ہمیں پتہ نہیں ہے پھر حضرت آدم علیہ السلام نے انہیں بتایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فضیلت عطا فرمائی علم کے ذریعے سے۔ اپنے دست خاص سے ان کو پیدا کرکے بناکر کے اور ان کو مسجودِ ملائکہ بنا کر کے تمام فرشتوں سے سجدہ کرایا ان کو۔ اور اللہ تعالےٰ نے انہیں فضیلت عطا فرمائی کہ اپنی جنت میں انہیں مہمان رکھا۔

تو اے عزیزانِ محترم! حضرت نوح علیہ السلام کو کیا فضیلت عطا فرمائی کہ وہ حضرت آدم کے بعد پہلے پیغمبر تھے جنہوں

نے تبلیغ فرمائی ۔ کفّار میں۔ نوح کا مطلب ہے نوحہ جیسا آپ نے سنا ہوگا۔ نوحہ سے نوح ہے کہ وہ اللہ کی خشیت سے ڈرے خوف سے بہت رویا کرتے تھے۔ اس وجہ سے ان کا خطاب نوح پڑگیا۔ گریہ وزاری کرنے والے حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی کہ وہ آدمِ ثانی ہیں ۔ تمام انسانیت فنا ہوگئی سوائے حضرت نوحؑ کے فرمانبرداروں کے۔ ان کی اولاد کے، اُن کے گھرانوں کے ۔ اور ان سے پھر دوبارہ دنیا بسائی گئی ۔ تو جتنے پیغمبر ہیں جتنے انسان ہیں وہ آدمِ ثانی بنے ۔ اِس طرح نوح علیہ السلام پہلے مبلغ بنے، پھر انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت میں تبدیلی کی ۔ زمانے کی رفتار کے ساتھ ساتھ ضروریات بڑھ گئی تھیں، جب حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے ۔اور اُنکی اَولاد رو رہی تھی، اور کوئی نئی صورت نہ تھی بنی نوع انسان کے افزائش کی کہ بھائی اور بہنوں کی شادی کی جائے ۔حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں اتنے انسان ہوگئے تھے کہ اَب اپنے گھر کے علاوہ باہر شادی ہوسکتی تھی، لہٰذا انہوں نے منسوخ کردیا یہ حکم اور کہا کہ اب بہنوں کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد تبلیغ کرنے والے



Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام ہیں ، اور سب سے پہلے انہوں نے کفّار کو ختم کرنے کی دُعا مانگی ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دُعا پر عذاب نازل فرمایا ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو فضیلت دی۔اِس لئے کہ آلِ ابراہیم میں بے شمار اولیاء اور انبیاء پیدا ہوئے ۔ سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ ان کی اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام میں سیّدُ الانبیاء حضور نبیِ کریم ؐ پیدا ہوئے ۔ اور آلِ عمران کو فضیلت دی کہ وہ پاک دامن حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں ، جنہیں اللہ نے اپنی قدرت سے ایک پاکیزہ فرزند عطا فرمایا جس نے اپنے گہوارے سے ان کی عصمت کی گواہی دی۔ ان کی پاکیزگی کی گواہی دی، اور جو بنی اسرائیل کے انبیاء ہیں ، بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر ہیں ، ان کو یہ فضیلت حاصل ہے ۔ اور اُنکا لقب رُوح اللہ ہے ۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بشارت یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو بشارت دی ، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ، کہ میرے بعد ایک پیغمبر آئیں گے جو نبی آخرُ الزّماں ہونگے۔ ان کا نام احمد ہوگا۔ سب سے پہلے حضرت عیسٰی علیہ السلام نے احمد کا نام بتایا اپنی قوم کو۔ اور ان کو یہ فضیلت بھی دی کہ جب دینِ اِسلام مشکل میں ہوگا تو آسمان سے اُتر

کرکے سرکارِ دو عالم ﷺ کا اُمتی دینِ محمدی کی خدمت کریں گے یہ فضیلت اللہ نے ان کو عطا فرمائی۔ یہ فضیلت کے ذریعے انہیں سارے عالم پر عالمِ اجسام ہو، یا عالمِ اَرواح ہو، عالمِ جنس ہو، عالمِ انس ہو، عالمِ ملائکہ ہو، عالمِ شیاطین ہو، عالمِ ناسوت، عالمِ ملکوت ہو یا عالمِ جبروت ہو۔ ہر عالم پر فضیلت عطا فرمائی۔ سارے عالم سے گزر کر کے عرشِ معلّٰی پہ سرکار دو عالم ﷺ پہنچ گئے قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام پہ : ذریته بعضها من بعد : یہ جو ہیں آلِ ابراہیم، آلِ عمران، حضرت آدم و حضرات نوح علیہم السلام یہ ایک دوسرے کی اولاد ہیں۔ ذریت کسے کہتے ہیں ؟ چیونٹی کو کہتے ہیں۔ سنا ہے کہ نسلِ آدم علیہم السلام چیونٹیوں کی طرح سے نکل کر کے ساری دنیا میں پھیل گئی۔ اسی طرح ذرّہ کہتے ہیں ریت کے ذرّے کو۔ پھیلنے والی چیزوں کو۔ ان میں سے ایک دوسرے کے بہت سارے خاندان۔ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کی اولاد، حضرتِ ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی اولاد، آلِ اسمٰعیل، آلِ اسرائیل اور آلِ عمران : واللہ سمیع علیم : اللہ تعالےٰ جو کچھ کہتے ہیں وہ سنتا ہے۔ اور سارا علم اِس کے پاس ہے، اِسی لئے کفّار اور مشرکین جو ہرزہ سرائی کرتے ہیں،



Marfat.com

اللہ تعالیٰ اس کا جواب قرآن میں اُس کی دلیل ، آیات ، نشانیاں بیان فرما دیتا ہے ۔

یہ جو میں نے مختصراً بیان کیا ہے اس کا مطلب ان آیات کا تعلق پچھلی آیات سے ظاہر ہوگیا ۔ پچھلی آیت میں یہ فرمایا تھا کہ نبیوں سے محبّت کرو اور کفّار سے دوری کرو ۔ کفّار اور نصاریٰ نے یہ اعتراض کیا کہ جب ہم سَب آدم ؑ کی اولاد ہیں تو پھر فرق کیوں ؟ اس لئے کہ درخت تو ایک ہی ہوتا ہے لیکن اس درخت کے اندر پتے بھی ہوتے ہیں جو سایہ کرتے ہیں ۔ پھول ہوتے ہیں جو خوشبو پیدا کرتے ہیں ۔ اس میں پھل بھی ہوتے ہیں جو تقویت اور غذائیت دیتے ہیں ۔ اور اس میں نزاکت ہوتی ہے ۔ تو کیا لوگ صرف اسی وجہ سے یہ کانٹے بھی اسی درخت کا حصّہ ہیں ۔ کانٹوں سے محبّت رکھتے ہیں اور پھول سے ، قلم سے ارادت کرتے ہیں ۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح درخت کے مختلف حصّے ہوتے ہیں کچھ حصے نافع ہوتے ہیں ۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن کی طرف دل کھینچتا ہے ۔ اور اور کچھ ضرر رساں ہوتے ہیں تو ساتھ تو اسی کا ہوتا ہے جس کو آپ پسند کرتے ہیں ۔ جس کی طرف آپ کا دل کھینچے ۔



Marfat.com

اس کی لطافت آپ کو تسکین پہنچائے جس کی خوشبو آپ کو تسکین پہنچائے اور جس کے پھل آپ کو تقویت پہنچائے۔ ایسا تو نہیں ہوتا کہ آپ کانٹوں میں لپٹے ہوتے ہیں۔ درخت کا سایہ تلاش کرتے ہیں۔ پھلدار درخت کے پاس یا خوشبودار درخت کے سائے میں آپ جاتے ہیں، کانٹوں والے درخت سے آپ دُور بھاگتے ہیں۔

تو یہی مثال حضرت آدم علیہ السلام کی ہے ان کی اولاد میں ایک طرف انبیاء اور اولیاء بھی ہیں تو دوسری طرف کافر اور مشرک بھی ہیں۔ انسان یا تو اپنی بصارت سے دیکھتا ہے یا بصیرت سے دیکھتا ہے۔ یا دونوں سے دیکھتا ہے جو صرف بصارت سے دیکھتا ہے وہ عام انسانوں میں نبیوں اور ولیوں میں فرق نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کی تو ویسے ہی ہماری جیسی ناک ہے، ہمارے جیسے کان ہیں، ہمارے جیسے ہاتھ پیر ہیں، یہ بصارت سے دیکھنا ہے۔ جو بصیرت سے دیکھتے ہیں وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ان کا قلب تو کچھ اور ہے، میرا قلب کچھ اور ہے، ان کا حال کچھ اور ہے، میرا حال کچھ اور ہے، ان کے قول کچھ اور ہیں، ان کے افعال و افکار کچھ اور ہیں اور ان کے اذکار کچھ اور ہیں،

ہمارے کچھ اور ہیں ۔ تو وہ بصیرت سے دیکھتے ہیں ، تو تسکین پہنچائے اور جس کے پھل آپ کو تقویت پہنچائے۔ ایسا تو نہیں ہوتا کہ آپ کانٹوں میں لپٹے ہوتے ہیں۔ درخت کا سایہ تلاش کرتے ہیں ۔ پھلدار درخت کے پاس یا خوشبودار درخت کے سائے میں آپ جاتے ہیں، کانٹوں والے درخت سے آپ دُور بھاگتے ہیں ۔

تو یہی مثال حضرت آدم علیہ السلام کی ہے ان کی اولاد میں ایک طرف انبیاء اور اولیاء بھی ہیں تو دوسری طرف کافر اور مشرک بھی ہیں ۔ انسان یا تو اپنی بصارت سے دیکھتا ہے یا بصیرت سے دیکھتا ہے ۔ یا دونوں سے دیکھتا ہے جو صرف بصارت سے دیکھتا ہے وہ عام انسانوں میں نبیوں اور ولیوں میں فرق نہیں کرتے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کی تو ویسے ہی ہماری جیسی ناک ہے ، ہمارے جیسے کان ہیں ، ہمارے جیسے ہاتھ پیر ہیں' یہ بصارت سے دیکھنا ہے ۔ جو بصیرت سے دیکھتے ہیں وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ان کا قلب تو کچھ اور ہے ، میرا قلب کچھ اور ہے ، ان کا حال کچھ اور ہے ، میرا حال کچھ اور ہے ، ان کے قول کچھ اور ہیں ، ان کے افعال و افکار کچھ اور ہیں اور ان کے اذکار کچھ اور ہیں '

Marfat.com

ہمارے کچھ اور ہیں ۔ تو وہ بصیرت سے دیکھتے ہیں ، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کفار اور مشرکین سے کہ : تم تو بصارت سے دیکھتے ہو بصیرت سے نہیں دیکھتے بصارت تو قابلِ اعتبار چیز نہیں ہے ۔ یہ بصارت ہی کی وجہ سے تو بچے مَر جاتے ہیں ، وہ صرف اتنا دیکھتے ہیں کہ کھلونا ہے اِس سے کھیلتے ہیں اور بم پھٹ جاتا ہے ۔ یہ ادنیٰ مثال ہے اور جس کو پتہ ہے جس کو بصیرت حاصل ہے وہ دیکھ لیتا ہے کہ کھلونے کے بھیس کے اندر ایک بم چھپا ہوا ہے تو یہ ہے بصارت اور بصیرت کا فرق ۔ تو اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے اس کا تعلق یہ ہے کہ نبیوں سے محبّت اور کفّار سے دُوری کرو۔ یہ اعتراض ایک آڑ ہے کہ چونکہ ہم سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں تو ہم فرق کیوں کافروں اور مسلمانوں میں کریں ؟ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء، اولیاء اور کافر و مشرک ہیں ۔ جو لوگ صِرف بصارت سے دیکھتے ہیں وہ عام انسان اور انبیاء، اولیاء میں فرق نہیں دیکھتے ، جو بصیرت سے دیکھتے ہیں وہ بَرگ و گُل اور خار میں امتیاز کرتے ہیں۔

دوسرا تعلق یہ ہے کہ پچھلی آیت میں یہ فرمایا گیا

تھا کہ محبت بغیر اتباعِ رسُول کے حاصل نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کی۔ اَب یہ بتایا جارہا ہے کہ یہ کیوں کہا جارہا ہے ؟ اَب نبی کی شان کا اظہار ہے کہ ہم نے ان کو پسند کیا ہے، ان کو درجات دیئے ہیں ان کو افضل کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کو تمام انبیاء پر فضیلت حاصل ہے۔ تو جو دوسرے انبیاء کے دین پر ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ میرے محبُوب ﷺ کے دین پر آجائیں، اس لئے کہ ان کو اِس دین پر فضیلت حاصل ہے۔ ان کے دین کی ہم نے تکمیل کی ہے اور اسی تعلق سے اس کا شانِ نزول ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہود نے کہا کہ : ہم حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی اولاد ہیں۔ ان کے دین پر قائم ہیں، تب یہ آیت اتری کہ : وہ تو خدا کے پیارے تھے اور تم تو مشرک ہو، تم ان کے دین پر کیسے ہوگئے وہ تو دینِ ابراہیمی پر تھے۔ تم تو دینِ ابراہیمی پر نہیں ہو۔ وہ تو : مخلصین له الدین : وہ دینِ حنیف پر تھے۔ سیدھے اللہ کی طرف تھے۔ تم نے تو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے خُداؤں کو مان لیا ہے۔ چونکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو عیسائی خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ شجرۂ نسب بیان کیا گیا ہے۔ عیسٰی علیہ السلام

تو حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہم السلام اور آلِ عمران ہیں وہ آلِ خدا کیسے ہوسکتے ہیں ۔ تو ان کا نسب تو انسانی ہے، نہ کہ خدائی ۔ بعض حسابی کتابی لوگ کہتے ہیں میلاد بدعت ہے ، شرک ہے ، لیکن یہ میلاد کی برکت ہے کہ جس میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارک کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک اور پھر حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن تک وہ نور کس طرح پہنچا اور آپؐ بطنِ مادر سے دنیا میں ظاہر ہوئے ، ساری اُن کی ولادتِ مبارک اور عید میلاد النبی کی ہی برکات ہیں کہ ، باوجود اس بات کے کہ : سرکار دوعالمؐ کو اللہ تعالیٰ نے اتنے معجزے عطا فرمائے، اتنی فضیلت عطا فرمائی، اس کے باوجود کسی ایک مسلمان نے کسی ایک پیروکار نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرایا، اللہ کا بیٹا نہیں بنایا ۔ یہ توحید جو ہے ، یہ عید میلاد النبّی ، اِسکی برکت سے ہم بچ گئے ۔ اس لئے کہ خاص طور پر اُن کے نُور کو بَشری سانچے میں دنیا میں آنے کا ذکر کرتے ہیں ، ان کی ولادت مناتے ہیں ، جو ایک بشری صفت ہے ۔ تو یہ میلاد کی ہی برکات ہوتی ہیں ۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی مُردوں



Marfat.com

کو زندہ کر دیتے تھے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذبح کئے ہوئے بیٹوں کو زندہ کر دیا ۔ چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے ، آسمان پر تشریف لے گئے ۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے قابَ قوسین اَو ادنیٰ کے فاصلے پر ، کہ تیر اور کمان کے فاصلے پر ، اتنا قریب ہو گئے اللہ تعالیٰ سے ۔ پھر بھی ان کو کسی نے اللہ کا شریک نہیں بنایا ۔ تو یہ اس میلاد کی برکت ہے جس کو بصارت والے اور بصیرت سے بے بہرہ لوگ جو ہیں شرک کہتے ہیں ۔

آپ نے ایک بات غور سے دیکھی اس آیت مبارکہ کی ابتدائی : اِنَّ اللہ : جب اللہ تعالیٰ کسی بہت اہم بات کا ذکر کرنا چاہتا ہے ، وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے اس کو ذہن نشین کریں تو وہ اِنَّ اللہ سے شروع کرتا ہے ۔ تحقیق اور یہ بات انتہائی مضبوط ہے مستحکم ہے ، پکی ہے ' جیسے : الا ان اولیاء اللہ : جان جاؤ بے شک یہ اللہ کے دوست جو ہیں : لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ہ : یا ان اللہ علیٰ کل شیئ قدیرہ : تو مصطفائیت پہ زور دینا تھا ۔ برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کی ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہاں اِنَّ اللہ سے شروع کیا ہے ۔ یہ تاکید کے طور پر بیان کیا ہے کہ اس



Marfat.com

آیتِ مُبارکہ میں انبیاء کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے بہت سے منکر تھے اَب بھی بہت سارے جو ہیں وہ فضائل کے منکر ہیں۔

اصطفٰی کا مطلب ہے چھانٹنا، چُننا۔ لیکن یہاں مطلب کیا ہے؟ دیگر انسانوں سے افضل ہونا، اور شریعت میں اس کا مطلب ہے قُربِ خاص۔ اور قربِ خاص کے بعد درجہ آتا ہے، خلّت کا اور اس کے بعد محبّت کا درجہ آتا ہے۔ ہر نبی برگزیدہ ہے: فضلنا بعضھم علٰی بعض ط: ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ لیکن مصطفٰے کوئی کوئی ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ مصطفٰی کون کون ہے؟ آدمؑ، نوحؑ، آل ابراہیم اور آلِ عمران۔ تو اصطفٰی عام جو ہے وہ نبی کا نبوت کے لئے چُناؤ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب ان کا چُناؤ کرتا ہے تو ان کو بے عیب پیدا کرتا ہے۔ معصوم پیدا کرتا ہے اور ربّ اپنی صفات میں سے خصوصی صفات عطا فرماتا ہے اپنے علم میں سے خصوصی علم عطا فرماتا ہے۔ اور اصطفٰیٔ خاص کیا ہے؟ خاص اللہ تعالیٰ کی محبوبیت خاص فضیلت اس میں سے صرف چار کا ذکر ہوا۔ جیسے میں نے بتایا تھا حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دستِ خاص سے بنایا۔



Marfat.com

اور حضرت نوح علیہ السلام کا کہ وہ آدم اصغر ہیں، والدِ دوئم ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور آلِ عمران کا۔ اس لئے کہ دونوں کی اولاد میں بے شمار انبیاء پیدا ہوئے۔ بعض کے نزدیک آلِ ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب علیہم السلام اور انکی اولاد میں ہیں۔ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مومن جو دین دار ہو، دین ابراہیمی پہ قائم ہے، وہ آلِ ابراہیم ہے۔ بعض کے نزدیک آلِ ابراہیم سے یہاں مطلب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس لئے کہ اللہ کے حبیب ہیں۔ ان کی وجہ سے فضیلت ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی۔ آلِ عمران جو ہے آلِ ابراہیم پہ معطوف ہے۔ آلِ ابراہیم کے ساتھ آلِ عمران کا ذکر کیا گیا۔ اس لئے کہ آلِ عمران بھی آلِ ابراہیم کی اولاد ہیں۔ اور جیسے میں نے کہا کہ دو عمران ہیں۔ ایک حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کے والد اور ایک حضرت مریم علیہا السلام کے والد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نانا۔

ان اللہ اصطفیٰ اٰدمَ ونوحًا واٰلِ عمران علی العالمین ۝ :

اس کی تشریح میں نے آپکو بیان کردی ہے۔ اِس کی خلاصہ یہ تفسیر مفسرین نے یہ بیان کی ہے کہ سارے انسان یکساں



Marfat.com

نہیں ہیں، بعض درخت کے نیچے سایہ اور خوشبُودار پھل ہوتے ہیں اور بعض کے نیچے کانٹے ہوتے ہیں۔ چنانچہ تمام عالم میں سے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مومن آل اور حضرت عمران علیہ السلام کی آل تمام عالم سے چھانٹ کر اللہ تعالیٰ نے اپنا مقرب بنایا۔ یہ فرق نیا نہیں ہے یہ ہمیشہ سے ہے انسانوں اور انسانوں میں فرق یہ ہمیشہ سے ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کا جَدِّ اَمجد بنایا تھا اور مسجودِ ملائکہ بنایا۔ جنت میں ٹھہرایا اور سارے علم عطا فرمائے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو آدمِ ثانی کا خطاب ملا۔ اور زمین پہ انہی کی اولاد پھیلائی۔ اِن کی بَددُعا سے کفّار کو ہلاک کر دیا۔ آلِ ابراہیم نے اولوالعزم پیغمبر عطا کئے۔ اسے نبوت اور ولایت سے بھر دیا۔ ہر دین میں آپکا ذکرِ خیر ہے۔ چاہے وہ توریت ہو، چاہے انجیل ہو، چاہے قرآن ہو۔ آپ کی ذات سے منسوب بیت اللہ شریف کعبۃ اللہ شریف ہے۔ مقام ابراہیم ہے کہ میں نے مقامِ ابراہیم کو مصلّیٰ بنا دیا ہے، نماز کی جگہ بنا دی۔ اللہ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ: مکّہ معظمہ کی نسبت آپ سے ہے۔ منیٰ، عرفات، قربانی، تکبیر، تشریق، صفا و مَروہ،



Marfat.com

بلکہ تمام ارکانِ حج جو ہیں وہ آپ کی یادگار ہیں، آپ کو یہ فضیلت عطا فرمائی ۔ درودِ ابراہیمی میں آپ کا نام شامل کیا اور آپ کے نام کے ذکر اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو ہر نماز کا حصہ بنایا۔

پانچوں وقت لوگ کہتے ہیں کہ محمدؐ کا نام نہ لیا کرو یا محمدؐ نہ کہا کرو شرک ہے ۔ آپ اللہ کے سامنے جب اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں اللہ سے بات کر رہے ہوتے ہیں اس وقت آپ بیٹھ کر کہتے ہیں کہ : اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ : تو ان کے ذکر کو، ان پہ صلوٰۃ وسلام کو، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صلوٰۃ وسلام کو، نماز کا حصہ اللہ تعالیٰ نے بنا دیا۔ خاص وہ عمل جو صرف اُس کے لئے ہے ، اس کا بھی حصہ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے بغیر محمدؐ اور ابراہیم کے ذکر کے نہیں چھوڑا ۔ تو کیسے ان کا ذکر شرک ہوسکتا ہے ؟ اگر شرک ہے تو یہ شرک اللہ تعالیٰ ہم سے ۵ ,وقت کروا رہا ہے ۔ تو یہ وہ لوگ ہے جن کی آنکھیں ہیں لیکن بینائی نہیں ہے ۔ آپکا ہر نماز میں نام نامی ہے ۔ آپ کو یہ فضیلت عطا فرمائی کہ آپ کی سُنتیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں قائم فرمائیں ۔

آلِ عمران کا ذکر ہوا ۔ عمران کی پاک بیٹی کو اللہ تعالیٰ



Marfat.com

نے اپنی قدرت سے فرزندِ اَرجمند عطا فرمایا۔ جن کا لقب کلمۃ اللہ یا رُوح اللہ ہے۔ وہ کنواری پاک دامن ماں کا پاک بیٹا، بنی اسرائیل کے خاتم النبیّین تھے۔ سیّد المرسلین ؐ کی بشارت دینے والے تھے۔ گویا وہ ایسے روشن سِتارہ تھے جو کہ صبح کو طلوع ہونیوالے سورج کی نشاندہی فرمارہے تھے۔ سیّد المرسلین ﷺ کو عرشی فرشی، اِنس وجنّ وملائک سب پر فوقیت عطا فرمائی اللہ تعالیٰ نے۔ مخلوق دو حصوں میں تقسیم ہے ایک مکلّف اور ایک غیر مکلّف۔ مکلّف وہ ہے جن کو تکلیف ہوگی حساب وکتاب کی جیسے انسان۔ جو جوابدہ ہوں گے اپنے اعمال کے لئے اور غیر مکلّف وہ ہیں جن کو اپنے اعمال کے لئے جوابدہی کی ضرورت نہیں۔ جیسے ملائکہ اور فرشتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اُس کے بنائے ہوئے راستے پر چلیں، اُسی کے حکم کی تعمیل کریں، ماں باپ کا اَدب کریں، اسلام کے اُصولوں کو صحیح طور پر اپنے اوپر لاگو کریں۔ اپنے بچّوں کی اچھّی تربیت کریں۔ تمام پیغمبروں پر ایمان رکھیں، اور حضور ﷺ کی پیروی کریں۔

اَربوں، کھربوں دُرود وسلام حضرت محمّد ﷺ پر۔

واخردعوانا ان الحمد رب العالمین ٥



Marfat.com

# تفسیر علیم

(قرآن حکیم)

جلد یازدہم
11

از
خواجۂ عارفاں، ابدال چشت اہل بہشت
عامل شریعت، کامل طریقت
صادق البیان، مفسر القرآن
فدائے عشق محمدی
ضیائے غلام عارف، وفائے سگِ افضلی
حضرت قاضی محمد سلیم اللہ عارفی
قادری چشتی صابری عارفی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com